الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

بفیضِ روحانی: محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیضِ روحانی: امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ

قرآن و سنت کی تعلیم کا ترجمان مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

سہ ماہی پیغامِ تاج الشریعہ

راج محل

جون جولائی اگست 2023ء

بیادگار

وارثِ علومِ امام احمد رضا ... حضرت علامہ مفتی الشاہ

محمد اختر رضا خان قادری ازہری تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

زیرِ سایۂ کرم

محمد عسجد رضا خان قادری

رضوی دام ظلہ العالی والنورانی

- جشن عید میلاد النبی اکابر آئمہ و محدثین کی نظر میں !!!
- اہل سنت میں چھپے رافضیوں کی خانہ تلاشی
- حج و زیارت اور سیلفی کا جنون
- بریلی شریف کی مرکزیت - اکابر کا متفقہ فیصلہ
- قوم مسلم کی تباہی و بربادی مسلک اعلیٰ حضرت سے دوری کا نتیجہ ہے

عبید رضا



مقام اشاعت: پھول بریار راج محل جھارکھنڈ

منجانب: تنظیم موقف اعلیٰ حضرت علمائے راج محل صاحب گنج جھارکھنڈ



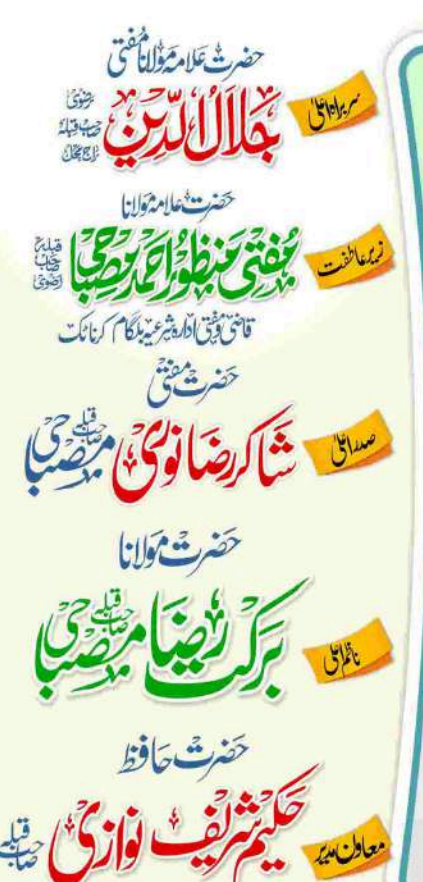
جون
جولائی
اگست
2023ء

بیادگار

وارث علوم امام احمد رضا، پرتو حضور مفتی اعظم ہند، فخر ازہر حضرت علامہ مفتی الشاہ
محمد اختر رضا خان قادری ازہری تاج الشریعہ

مجلس تحقیقات

حضرت مفتی شاکر رضا نوری مصباحی صاحب
مولانا قمر الزمان صاحب
مولانا منیر الدین صاحب
مولانا عبدالقادر مصباحی
مفتی اعجاز احمد مصباحی
مفتی حفیظ الرحمن صاحب
مولانا شمیم رضا صاحب
حضرت مولانا شیخ فرید صاحب ثقافی بیگم گنج



مجلس مشاورت

حضرت سید معین الدین رضوی صاحب قبلہ
خلیفہ تاج الشریعہ امانت گھاٹ پیار پور
حضرت مفتی احسان الحق دانش رضوی صاحب
قاضی شرع راج محل صاحب گنج
حضرت علامہ مفتی عبدالحکیم رضوی صاحب
حضرت علامہ مولانا وصی الرحمٰن رضوی صاحب کلکتہ
حضرت مفتی اشرف رضا صاحب
حضرت مفتی ذاکر حسین رضوی مصباحی صاحب پیار پور
حضرت مولانا انصار رضا نعیمی صاحب حسن ٹولہ
حضرت مولانا منصور عالم مصباحی صاحب فیلوٹولہ
حضرت مفتی شفیق الاسلام صاحب بیگم گنج
حضرت مفتی عبدالسلام مصباحی صاحب بیگم گنج
حضرت مولانا مشتاق احمد رضوی صاحب
حضرت مولانا قطب الدین رضوی صاحب پھول بڑیا
حضرت مولانا شاہد رضا منظری صاحب بنگلور
حضرت مولانا منظور احمد رضوی حسن ٹولہ

منجانب
تنظیم موقف اعلیٰ حضرت علمائے راج محل صاحب گنج جھارکھنڈ







فہرست

مرکز اہل سنت کا پیغام قوم مسلم کے نام

مبلغ اسلام، قائد ملت، جانشین حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری صاحب قبلہ اطال اللہ تعالیٰ عمرہ کی جانب سے جاری اعلامیہ جو مرکز اہلسنت سے چند برس قبل 101 سالہ عرس رضوی کے موقع پر فتنہ ارتداد پر ایک اہم پیغام جو ضرورت کے پیش نظر آپ تک دوبارہ پہنچایا جارہا ہے اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اِس سے استفادہ حاصل کریں۔

حامدا و مصلیا و مسلما مسلمان بھائیوں! ہم جس دور میں جی رہے ہیں وہ فتنہ وفساد اور بے راہ روی کا دور ہے، ہر طرف سے دین وسنیت پر حملے ہو رہے ہیں، دشمنان اسلام ہماری نسل کے ایمان وعقیدے اور عزت وآبرو کو برباد کرنے میں لگے ہیں جن کی زد میں خاص کر اسلام کی وہ بھولی بھالی بچیاں آرہی ہیں جو عصری اداروں، اسکولوں اور کالجوں میں پڑھتی یا پڑھاتی ہیں یا پھر سرکاری اور پرائیویٹ سیکٹروں میں نوکری کرتی ہیں اور دینی تعلیم اور اسلامی تہذیب وکلچر سے ناواقف ہیں۔ اور یہ سب کچھ "آزادی نسواں" کے نام پر ہو رہا ہے۔ جس کے اعتبار سے لڑکیوں کا بے پردہ نکلنا، غیر محرم کے ساتھ اختلاط، حتی کہ غیر مسلموں سے بات چیت کرنا میل جول رکھنا کوئی عیب نہیں ہے۔ جس کا برا انجام یہ ہوتا ہے کہ مسلم بچیاں ایمان وکفر کا فرق کیے بغیر بہت سارے موقعوں پر غیر مسلموں کے ساتھ شادیاں رچالیتی اور ان کے ساتھ ہی زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیتی ہیں العیاذ باللہ جو ہر طرح خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اور اسکی وجہ سے گھر، خاندان، اور پوری قوم کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اس گناہ میں اولاد کے ساتھ گھر والے بھی برابر کے ذمہدار ہیں چونکہ حدیث پاک کے مطابق ہر شخص اپنے ماتحت لوگوں کا ذمہ دار ہے کوتاہی برتنے کی صورت میں کل بروز قیامت اس سے سوال ہوگا، عورتیں نازک شیشہ کی طرح ہیں ان کو سدھارنا اور اسلامی ماحول میں ڈھالنا بڑوں کی ذمہ داری ہے۔ ان خرابیوں کو دور کرنے کی چند تدبیریں ہیں جن کو بروئے کار لا کر ایک پاکیزہ معاشرہ تیار کیا جاسکتا ہے۔۔

.1 بچپن ہی سے بچے اور بچیوں کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی ضرور دی جائے جسکی صورت یہ ہے کہ محلے اور بستی میں موجود مسجد ومکتب کے اساتذہ سے مذہبی تعلیم وتربیت دلوائی جائے۔ ماں باپ خود بھی نیک اعمال کریں اور اپنی زندگی اسلامی ماحول میں گزاریں اور بچوں کو بھی اسی ماحول میں پروان چڑھائیں۔ چونکہ بچے شعوری وغیر شعوری طور پر ماں باپ کی بات سے زیادہ ان کے کردار کو لیتے ہیں۔

.2 ماں باپ خود بھی گاہے بگاہے بچوں کے ذہن وفکر کا جائزہ لیتے رہیں کہ کہیں اسکول کے ماحول نے ان کی فکر کو خراب تو نہیں کر دیا ہے اور موبائل کے بے جا استعمال سے بچوں کو دور رکھیں۔۔

.3 ان کے اخلاق وعادات، رہن سہن اور ہم جولیوں پر بھی نظر رکھیں کہ انسان ماحول کی پیداوار ہے جیسا ماحول پاتا ہے ویسا ہی کرتا ہے۔

.4 ماں باپ بچوں پر حد درجہ بھروسہ نہ کریں بلکہ خود بھی عقل سے کام لیں چونکہ شیطان ہر لمحہ بہکانے میں لگا ہے حدیث پاک میں ہے:

شیطان انسان کے جسم میں ایسے ہی دوڑتا ہے جیسے خون رگوں میں دوڑا کرتا ہے۔۔

.5 شادیوں کو آسان بنائیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے "بہترین شادی وہ ہے جس میں کم سے کم خرچ ہو"

.6اولاد کے بالغ ہونے پر ان کی شادیوں میں جلدی کی جائے چونکہ حدیث پاک میں ہے: " تین چیزوں میں دیر نہ کرو، نماز میں، جنازہ میں اور مناسب رشتہ ملنے پر بچی کی شادی کرنے میں۔

.8 بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اس امت کا خاص وصف ہے ۔لھذا! ماں باپ کے ساتھ مل کر محلے، پڑوس، قبیلے اور بستی کے با اثر لوگ کفار کے چنگل میں پھنسی ہوئی بچیوں کو راہ راست پر لانے کی بھرپور کوششیں کریں کہ کسی ایک کو راہ راست پر لانا سرخ اونٹ ذبح کرنے سے بہتر ہے۔

.9مساجد و مکاتب اور مدارس کے ائمہ و اساتذہ اپنی اپنی ذمہ داریاں محض ڈیوٹی سمجھ کر نہ کریں بلکہ خلوص وللہیت کے ساتھ خدمت دین متین سمجھ کر کریں چونکہ آپ کو اللہ پاک نے دین کی خدمت کے لیے چن لیا ہے اسی لیے آپ کو علم دین کی دولت عطا فرمائی ہے۔

.10ائمہ، اساتذہ، خطبا اور واعظین حالات زمانہ اور وقت کی ضرورت کے مطابق بلا کسی خوف وخطر کے عملی اقدامات کریں اور معاشرے کی خرابیوں کو دور کرنے میں بھرپور کوشاں رہیں اور ان امور کو انجام دینے میں مرکز اھل سنت بریلی شریف کی رہنمائی بھی لیتے رہیں۔

.11 مساجد و مکاتب اور مدارس کے اراکین و ذمہ داران دینی کاموں میں اماموں اور مذہبی پیشواؤں کا بھرپور تعاون کریں۔

.12 مسجدوں کے ذمہ داران اماموں کو بدمذہب کا نکاح و جنازہ پڑھوانے پر مجبور نہ کریں اور نا ہی رد بدمذہباں کرنے سے روکیں کہ دشمنان دین اور گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھنا تقاضائے حب نبوی اور ایمان کا حصہ ہے۔

.13 مساجد و مکاتب اور مدارس کے لیے ایسے ہی ائمہ و اساتذہ منتخب کیے جائیں جو مذہب حق اھل سنت مسلک اعلی حضرت کے سچے پکے ترجمان اور پاسبان ہوں نیز ان پاکیزہ مقامات کے ذمہ داران بھی مذہب و مسلک کا درد رکھنے والے ہونے چاہییں تاکہ وہ دینی کاموں میں مفاد پرستی اور بے جا مصلحت پسندی کا شکار نہ ہوں۔

فقط:-فقیر محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی غفرلہ

ترسیل:-اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن مالیگاؤں



نعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از :اعلیٰ حضرت امام اہلسنت

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا ایک اِک ستارہ نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا
تیری ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رُخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا
پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں، الٰہی! بول بالا نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذُوالنورین جوڑا نور کا
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
ایک سینے تک مشابہ،اک وہاں سے پاؤں تک
حُسنِ سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا
کٓ گیسو، ہٰ دہن، یٰ ابرو، آنکھیں عٓ
کٓھٰیٰعٓصٓ اُن کا ہے چہرہ نور کا
اے رضا! یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

جسکو کہتے ہیں سبھی مسلک اعلیٰ حضرت

ازقلم : صاحب لوح وقلم ناشر مسلک اعلیٰحضرت مولانا سراج تابانی۔کلکتہ

خالق دہر کا عرفان بریلی سے ملا
عشق سرکار کا فیضان بریلی سے ملا

جسکو کہتے ہیں سبھی مسلک اعلیٰ حضرت
ہاں وہی مذہب نعمان بریلی ۔سے ملا

نعت کہنے کا ہنر ملتا ہے پڑھ پڑھ کے جسے
اعلیٰ حضرت کا وہ دیوان بریلی سے ملا

پیر تابانی نے پایا بھی تو اختر جیسا
یعنی بخشش کا بھی سامان بریلی سے ملا

ازقلم : مولانا سراج تابانی۔کلکتہ

اداریہ

ازقلم: محمد برکت رضا مصباحی ناظم اعلیٰ سہ ماہی تاج الشریعہ راج محل
پھول بڑیا راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء پ ۲۲ ع ۱۶

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جب بھی کفر وشرک ،ظلم وستم کی ظلمت چھائی ہے اور رب العالمین نے ظلمت کدہ کو نورانیت بخشنا چاہی تو اپنے معظم ومکرم انبیاء کرام علیہم السلام کو اس بھٹکی ہوئی قوم کی رہبری ورہنمائی اور امامت وپیشوائی کے لئے مبعوث فرمایا اور سب سے آخر میں خدائے تعالیٰ کی خدائی کے نبی ،اللہ تبارک وتعالیٰ کا آخری پیغام لے کر جلوہ گر ہوئے آپ کی تشریف آوری ہوئی ،تو رب کائنات نے آپ کے سر انور پہ نبوت کا تاج رکھ کر نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند فرما دیا اور اعلان کردیا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین،، پ ۲۲ ع ۲

محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ،بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں ۔

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ،، انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ،، میں نبیوں کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔

دنیا میں پہلے جب بھی کفر وضلالت آتی تھی تو اس کی اصلاح کے لئے نبوت کی جلوہ گری ہوا کرتی تھی اور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ،تو کیا اس کے بعد اب قیامت تک ظلمت کا دور دورہ نہ ہوگا؟ کیا اب لوگوں کے اخلاق واطوار نہ بگڑیں گے؟ بندہ اپنے معبود حقیقی کی نافرمانی نہیں کریں گے؟ ظلم وستم ،وبربریت ختم ہو جائے گی؟ نہیں یہ سب کچھ ہوتا رہے گا آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ان برائیوں کے وقوع پذیر ہونے کی خبر ارشاد فرمائی ہے کہ قرب قیامت میں عابد جاہل ہوں گے، امیروں کی کثرت اور امانت داروں کی قلت ہوگی ،امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا اونچے محلوں پر فخر اور مسجدوں میں دنیاوی باتیں ہونگی سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا سمجھیں گے ،اور اس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرمائی ہے جن کے ظہور کو ہم اب ملاحظہ کر رہے ہیں اب سوال یہ ہے کہ پہلے جب ضلالت وگمراہی کا دور دورہ ہوتا ،تو اس کی اصلاح کے لیے نبی آتے تھے اب جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد ضلالت وگمراہی کے آنے کا تو ذکر ہے ،مگر نبوت کا دروازہ بند ہے ،اب اس بھٹکی ہوئی قوم کی رہنمائی کون کرے گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ،، علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ، میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں دوسرے مقام پر فرمایا ،، العلماء ورثۃ الانبیاء ،، علماء انبیاء کے (علم کے) وارث ہیں اب جب بھی جہالت عام ہوگی ،تو علماء کرام آیا کریں گے ،یعنی جو فریضہ تبلیغ پچھلی امتوں کے نبیوں نے ادا کیا

تھا، وہ اب نبی آخر الزماں صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے علماء سرانجام دیں گے، اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ آقائے دو جہاں صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارض خاکی سے پردہ فرمانے کے بعد جب جب کفار و مشرکین اسلام پر، دین محمدی صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یلغار کیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے دفاع، اور اس کا دنداں شکن جواب دینے کے لیے صحابہ کرام، تابعی، تبع تابعی، آئمہ مجتہدین، غوث، قطب، ابدال، اولیاء، اصفیا، مجدد، محدث، محقق، مفکر، علماء کرام کی جماعت کو اس ارض خاکی میں مبعوث فرمایا۔ تاکہ علماء کرام اس بھٹکی ہوئی قوم کی رہبری و رہنمائی کرے، اس کو سیدھی راہ دیکھائیں، ضلالت و گمراہی کی اندھیری سے نکال کر نور و ہدایت کی راہ پر گامزن کرے، اور معاشرے کے لئے مشعل راہ بنے لیکن ہم نے وہ کام نہیں کیا جس کی معاشرے میں ضرورت ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ عالم دین کی غیرت و توقیر کے لئے نیز اس کے حق میں دعا مغفرت کرنے کے لئے ساری کائنات کو لگا رکھا ہے، میدان محشر میں ایسے انعامات سے سرفراز کرنے کا وعدہ فرمایا جن کو سن کر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں، لیکن جس طرح اہل علم کا بلند و بالا مقام و مرتبہ ہے اسی طرح ان کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں، جس ان کے چھوٹے چھوٹے کاموں پر بے شمار بشارتیں ہیں اسی طرح مفوضہ ذمہ داری سے کنارہ کشی کی صورت میں ان کیلئے سخت ترین وعیدیں بھی ہیں، لیکن آج اہل علم کا ایک طبقہ اپنی فضیلتوں، عظمتوں کو نظر انداز کر کے، نیز کوتاہیوں میں وارد شدہ وعیدوں سے تغافل برت کر ان کاموں میں لگا ہوا ہے جن سے پورے طبقہ علماء کی جگ ہنسائی ہو رہی ہے، اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ۔ ناجائز حرام تو درکنار چند سکوں کی لالچ میں اپنے ایمان کی تجارت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے لوگ اچھے علماء کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، لوگ سرے عام علماء کی برائی بیان کرتے ہیں اور اپنا دفاع ہم خود ہی نہیں کر پاتے ہیں، کیوں کہ چند علماء ایسے ہیں نہ ان کے اندر خوف خدا نہ شرم نبی کھلے عام ناجائز و حرام کام کر گزرتے ہیں جس کی وجہ سے عوام اہل علم کو بے مصرف اور بے فیض سمجھتی ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ علماء کرام کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اختصار کے ساتھ یہ عرض کرتا چلوں کہ علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ آپ جس ماحول میں جائیں اور جن لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہیں ان کی زبان کو سمجھیں، ان کی ذہنی سطح اور نفسیات سے واقفیت حاصل کریں، ان کے اسلوب اور ذوق سے آگاہ ہو کر اس کے مطابق ان سے مخاطب ہوں یہ گفتگو کا بنیادی اصول ہے اس لیے کہ اگر آپ لوگوں زبان اور ذہنی سطح کا لحاظ کئے بغیر اپنی سطح اور علم کے معیار پر گفتگو کریں گے تو کسی پلے کچھ نہیں پڑے گا۔

(1) علم پر عمل کرنا یہ علماء کرام کی پہلی ذمہ داری ہے اس لیے کہ، اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ،، کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون،، (سورۃ صف آیت 2-3) کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔ (کنز الایمان) اسی طرح سورۃ بقر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ،، اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون،، (سورۃ بقر آیت 44) کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں، (کنز الایمان) اس لئے علماء کرام کو چاہیے آپ جس بات کا لوگوں کو حکم دیتے ہو، قرآن و حدیث کی روشنی میں اس پر آپ خود بھی عمل کریں تاکہ لوگوں پر اثر انداز ہوں۔

(2) علم کا ابلاغ، عالم دین پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ علم دین کو پھیلائیں، لوگوں تک پہنچائے اس کو چھپانے کی کوشش نہ

کریں بلکہ متعدی کے ساتھ دینی علم کی نشر واشاعت کریں اور جو عالم دین اپنے علم کو چھپاتے ہیں ان کے لئے سخت وعیدیں ہیں،، اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا کہ، ،ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئك یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون ’’بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے، ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت (کنزالایمان)

(3) آج ہمارے معاشرے میں برائیاں عام ہو رہی ہیں، قوم مسلم علماء کرام کو اپنا رہبر ورہنما تو مانتی ہے لیکن شریعت کی بات سننے کو تیار نہیں صرف اپنی طبیعت کی سنتی ہے یہ علماء کے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے اور ایک بہت بڑا چیلنج ہے، ان برائیوں کا سد باب کرنا قوم مسلم کے فلاح و بہبودی کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا یہ بھی علماء کرام کی ذمہ داری ہے، جسے بحسن خوبی علماء کرام کو انجام دینا چاہیے۔

(4) علماء کرام کا آپس میں اتحاد قائم رکھنا، کسی مسئلہ میں اکابر علماء کرام کی عزت وو قار ملحوظ رکھتے ہوئے ادب کے دائرے میں تبادلہ خیال کرنا، اور اکابر علماء کا اصاغر علماء پر شفقت کرنا ان کے اچھے اقدام، اور کاموں کا سراہنا کرنا، مبارکباد پیش کرنا، نیک تاثرات سے نوازنا اور ان کی رہبری ورہنمائی کرنا یہ بھی علماء کرام کی ذمہ داری ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں جسے علماء کرام بخوبی جانتے ہیں۔

مضمون کی طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے موقف اعلیٰ حضرت پر قائم رہتے ہوئے شریعت کی روشنی میں متعدی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین

(نوٹ)

سہ ماہی تاج الشریعہ کا تازہ ترین شمارہ منظر عام پر

باوقار قارئین کرام۔۔۔۔۔۔۔۔سلام ورحمت امید کرتا ہوں کہ آپ تمامی معزز علماء کرام خیریت وعافیت سے ہوں گے اصحاب قلم کے اس بزم میں ایک بار پھر آپ تمام معزز قارئین کرام کا تہہ دل سے خیر مقدم ہے، آپ کا ہر دل عزیز محبوب رسالہ بنام سہ ماہی تاج الشریعہ کا پہلا شمارہ۔۔۔۔۔۔۔اپنی تمام تر رعنائیوں، ظاہری و باطنی،، اسرار ورموز اور بے شمار خوبیوں، اور گراں قدر مضامین پر مشتمل رسالہ بنام سہ ماہی تاج الشریعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے سہ ماہی تاج الشریعہ کے متحرک، فعال اراکین ومضمون نگار علماء کرام کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ ہر شمارے کی طرح اس شمارے کو بھی حسن ظاہری و باطنی سے مزین کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے لھذا آپ تمامی علماء کرام کی بارگاہ میں مودبانہ گذارش ہے کہ بنام سہ ماہی تاج الشریعہ کو روزمرہ کے مطالعہ میں شامل فرمائیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کرنے کی ترغیب دیں اور اپنے نوک قلم سے مفید ومعطر تاثرات سے زینت بخشیں۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل خاص سے تسلسل کے ساتھ بنام سہ ماہی تاج الشریعہ جاری وساری رہے، تاکہ اس سے عوام وخواص فائدہ حاصل کرتے رہیں اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ومستنیر ہوتے رہیں سہ ماہی تاج الشریعہ آپ کے عنبر افشاں نادر ونایاب، علمی، ادبی، تحقیقی نکات پر مشتمل تحاریر ومضامین کا ہمیشہ منتظر ہے۔

فقط والسلام

درس قرآن

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از : محمد ربیع الاسلام عاشقی راج محلی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

(سورۃ آل عمران پارہ نمبر 3 آیت نمبر 81)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

کنز الایمان

ذکر کردہ آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔

اور علماے کرام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جو گل کھلائے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

چنانچہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضور صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان تفسیر خزائن العرفان میں رقمطراز ہیں :

”حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں اس سے ثابت ہوا کہ حضور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔“

(تفسیر خزائن العرفان سورۃ آل عمران پارہ نمبر 3 آیت نمبر 81)

اور علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تفسیر نور العرفان میں رقمطراز ہیں:

”کہ از آدم (علیہ السلام) تا عیسیٰ (علیہ السلام) سب سے یہ عہد لیا گیا اور اسی عہد کے ذریعہ ان کی امتوں سے بھی عہد ہو گیا کیونکہ امت پیغمبر

کے تابع ہوتی ہے، امام کا معاہدہ ساری قوم کا معاہدہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اگلوں پچھلوں سب کے پاس تشریف لائے اور سارے اگلے پچھلے حضور کے امتی ہیں آپ کو رب نے عالمین کی رحمت، نذیر، بشیر اور نبی بنایا، اور اگلے لوگ بھی عالمین میں داخل ہیں، اس لیے سارے نبیوں نے شب معراج حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے نماز پڑھی۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ عہد صرف حضور کے لیے لیا گیا کیونکہ تمام کتب اور انبیاء کی تصدیق سب سے آخری نبی ہی کر سکتا ہے۔ وہ حضور ہی ہیں دوسرے یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی کوئی کتاب نہیں آ سکتی، کیونکہ حضور صرف مصدق ہیں کسی نبی کے مبشر نہیں، تصدیق پچھلوں کی ہوتی ہے اور بشارت اگلوں کی۔ اگر چہ سارے نبی حضور پر اس دن ہی ایمان لا چکے تھے مگر وہ ایمان فطری تھا ایمان شرعی دنیا میں آ کر اختیار کیا جاتا ہے یہ ہی شرعی ایمان ثواب و جزا کا ذریعہ ہے، جیسے سارے انسان میثاق کے دن اللہ پر ایمان لا چکے تھے مگر اس ایمان کی وجہ سے سب کو مومن نہ کہا جاوے گا ورنہ سارے کافر مومن ہوں گے، یہاں ایمان سے شرعی ایمان مراد ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے دین محمدی کی مدد کا عہد لیا گیا، حالانکہ رب جانتا تھا کہ حضور کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور موسیٰ (علیہ السلام) نے مدد کی اس طرح کہ شب معراج پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں اس طرح اب بھی حضور کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے اگر ان کی مدد نہ ہو تو ہم کوئی نیکی نہیں کر سکتے۔

اس اقرار کی اہمیت دکھانے کے لیے یہاں بلی نہ کہلوایا گیا جیسے توحید کے اقرار میں بلی کہا گیا، بلکہ اقرر نا کہلوایا اور سب نبیوں کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا خود اپنی شاہی گواہی شامل فرمائی، میثاق کے دن تین عہد لیے گئے سب سے اپنی الوہیت کا نبیوں سے حضور کا علماء بنی اسرائیل سے تبلیغ کا، یہاں دوسرے عہد کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اہم چیز کے اقرار میں صرف ہاں یا جی ہاں کہلوانا کافی نہیں صاف الفاظ کہلوانے چاہیں، نکاح میں ایجاب کے بعد ہاں نہ کہا جائے گا بلکہ کہا جاوے گا میں نے قبول کیا، ایسے ہی اہم تجارتی معاملات وغیرہ میں"۔

(تفسیر نور العرفان)

لفظ میثاق کا معنی اور اہمیت

لفظ میثاق کا معنی کیا ہے؟ اور اس کی اہمیت کیا ہے؟ اس بارے میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تفسیر نعیمی میں رقمطراز ہیں کہ:

"میثاق وثوق سے بنا۔ جو وثق یثق کا مصدر ہے۔ معنی پختگی اور مضبوطی۔ میثاق مبالغہ کا صیغہ ہے، یعنی بہت مضبوط عہد۔ چھ لفظوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ (۱) اقرار (۲) دعویٰ (۳) وعدہ (۴) عہد (۵) میثاق (۶) اصر۔

گذشتہ زمانہ کی کسی چیز کو اپنے ذمہ لینے کا نام اقرار ہے۔ اور گذشتہ بات کو دوسرے کے ذمہ لگانا دعویٰ۔ آئندہ زمانہ کے متعلق کسی بات کو اپنے ذمہ لینے کا نام وعدہ ہے پھر اگر یہ معمولی طور پر زبانی کر لیا جائے تو محض وعدہ کہلاتا ہے اور اگر تحریر میں آجائے اور اس پر کچھ پختگی

کرلی جائے تو عہد بن جاتا ہے یعنی محفوظ وعدہ اور اگر گواہی و رجسٹری وغیرہ سے اس کی اور زیادہ پختگی کر دی جائے جس سے انکار ناممکن ہو جائے۔ تب میثاق ہے اور اگر اس کے خلاف کرنے پر کوئی سزا بھی مقرر کر دی جائے کہ اگر میں اس کے خلاف کروں تو فلاں سزا کا مستحق ہوں تب امر کہا جائے گا۔ یعنی بوجھل وعدہ وغرضکہ وعدہ میں بھول کا احتمال ہے۔ اور عہد میں انکار کی گنجائش کہ معاہد کہہ دے کہ یہ میری تحریر نہیں۔ لیکن میثاق اور اصر میں نہ بھول کا احتمال نہ انکار کی گنجائش۔ یہاں میثاق فرمایا کیونکہ انبیاء کے اس عہد پر سارے فرشتے اور خود پیغمبر ایک دوسرے پر گواہ تھے۔ رب تعالی کی شاہی گواہی بھی اس میں شامل تھی۔ پھر آسمانی کتابوں لوح محفوظ اور قرآن کریم میں اس کی تحریر بھی ہوئی۔

لہذا! یہ میثاق ہو نہ کہ محض وعدہ وعہد اور چونکہ اس کے خلاف ورزی کرنے پر سزا بھی تجویز ہو چکی۔ فمن تولی۔ الخ لہذا یہ امر بھی ہوا۔ اس لئے رب تعالٰی نے اسے میثاق اور اصر فرمایا۔ خیال رہے کہ اس آیت کریمہ میں اس وعدے کو میثاق بھی فرمایا گیا ہے اور اقرار بھی امر بھی کہ ارشاد ہوا۔ اقررتم اور فرمایا وَ أَخَذْتُمْ عَلَى ذَالِكُمْ إِصْرِي - یا تو اقرار بمعنی وعدہ ہے اور یا اپنے ہی معنی میں ہے۔ چونکہ اس کا ذکر رب نے فرما دیا اور اس مذکور و معہود کو حضرات انبیاء نے اپنے ذمہ لیا۔ اس لحاظ سے اسے اقرار فرمایا''۔

(ماخوذ تفسیر نعیمی سورۃ آل عمران پارہ نمبر 3 صفحہ نمبر 583)

قارئین کرام : مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں پوری پوری کتابیں تصنیف کی ہیں اور اس سے عظمت مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے بے شمار نکات حاصل کئے ہیں۔ چند ایک نکات یہ ہیں:

(1)......حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی شان میں اللہ تعالی نے یہ محفل قائم فرمائی۔

(2)......خود عظمت مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلمکو بیان کیا۔

(3)......عظمت مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے سامعین کیلئے کائنات کے مقدس ترین افراد انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو منتخب فرمایا۔

(4)......کائنات وجود میں آنے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا ذکر جاری ہوا اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی عظمت کا بیان ہوا۔

(5)......آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو تمام نبیوں کا نبی بنایا کہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو بطور خاص آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا حکم دیا۔

(6)......انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو فرمانے کے بعد باقاعدہ اس کا اقرار لیا حالانکہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کسی حکم الہی سے انکار نہیں کرتے۔

(7)......انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے اس اقرار کا باقاعدہ اعلان کیا۔

(8)......اقرار کے بعد انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا۔

(9)......اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ تمہارے اس اقرار پر میں خود بھی گواہ ہوں۔

(10)......انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے اقرار کرنے کے بعد پھر جانا متصور نہیں لیکن پھر بھی فرمایا کہ اس اقرار کے بعد جو پھرے وہ نافرمانوں میں شمار ہوگا۔

(ماخوذ تفسیر صراط الجنان)

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان تمام اخلاق فاضلہ اور اوصاف کاملہ میں تمام انبیاء (علیہم السلام) سے اتم واکمل اعلیٰ واجل ہیں۔اسی لئے خود ارشاد فرمایا: **انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**۔

ترجمہ: میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا۔

(اخرجہ البخاری فی الآداب)

اور مفسر اعظم عالم اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" (یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں) میں رقمطراز ہیں کہ:

"امام علامہ تقی الملۃ والدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ "**التعظیم والمنہ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ**" لکھا۔اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں،اور تمام انبیاء ومرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی۔حضور کی نبوت ورسالت زمانہ سیدنا ابو البشر علیہ الصلوۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے،اور حضور کا ارشاد "**وکنت نبیا وادم بین الروح والجسد**"

المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۲/ ۶۰۹، کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۲۱۱۸۳۱۹۱۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۰۹ و ۴۵۰

ترجمہ: میں نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام روح وجسد کے درمیان تھے۔ت)

اپنے معنیٰ حقیقی پر ہے۔

اگر ہمارے حضور حضرت آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے،ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے۔اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرا تمام انبیاء ومرسلین نے حضور کی اقتداء کی،اور اس کا پورا ظہور روز نشور ہوگا جب حضور کے زیر لوا آدم ومن سوا کافہ رسل وانبیاء ہوں گے،صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

یہ رسالہ نہایت نفیس کلام پر مشتمل جسے امام جلال الدین نے خصائص کبری اور امام شہاب الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ اور ائمہ مابعد نے اپنی تصانیف منیعہ میں نقل کیا اور اسے نعمت عظمیٰ ومواہب کبریٰ سمجھا **من شاء التفصیل فلیرجع الی کلماتھم رحمۃ اللہ تعالی علیھم اجمعین** (جو تفصیل چاہتا ہے وہ ان کے کلام کی طرف رجوع کرے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ت)

بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیہ کریمہ کے مفادات عظیمہ پر غور کرے،صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اصل الاصول ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں، امتیوں کو جو نسبت انبیاء ورسل سے ہے وہ نسبت انبیاء ورسل کو اس سید الکل سے ہے، امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاو، اور رسولوں سے عہد وپیمان لیتے ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گرویدگی فرماو۔ غرض صاف صاف جتارہے ہیں کہ مقصود اصلی ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع وطفیلی۔

ع

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل

(مقصود ان کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں۔ت)

سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان آگے فرماتے ہیں:

آیہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کے بعض لطائف:

اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں۔ت)

پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا۔

اولاً: انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء معصومین ہیں۔ زنہار حکم الٰہی کا خلاف ان سے محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک وتعالیٰ بطریق امر انہیں ارشاد فرماتا: اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا، یہ عہد عہد "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ت) کے بعد دوسرا پیمان تھا، جیسے کلمہ طیبہ میں لاالہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ت) کے ساتھ محمد رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول ہیں۔ت) تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الٰہیہ کا اذعان ہے۔ پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارك وشرف وبجل وعظم۔

ثانیاً: اس عہد کو لامِ قسم سے مؤکد فرمایا: "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" تم ضرور اس کی مدد کرنا اور ضرور اس پر ایمان لانا۔(ت) جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سبکی فرماتے ہیں: شاید سوگند بیعت اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً: نون تاکید۔

رابعاً: وہ بھی ثقیلہ لاکر ثقل تاکید کو اور دوبالا فرمایا۔

خامساً: یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں: ءاقررتم کیا اس امر پر اقرار لاتے ہو؟ یعنی کمال تعجیل وتسجیل مقصود ہے۔

سادسًا: اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا: "وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ" خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً: علیہ یا علی ھٰذا کی جگہ "عَلٰی ذٰلِکُمْ" فرمایا کہ بُعد اشارت عظمت ہو۔

ثامناً : اور ترقی ہوئی کہ " فَاشْهَدُوْا " ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً : کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا: " وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ " میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

عاشراً : سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد باآنکہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ " فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ " اب وہ جو اس اقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔ اللہ، اللہ! یہ وہی اعتنائے تام و اہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے: " وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ " جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔

گویا اشارہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہمیں ایمان کے جز اول لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے یونہی جز دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے، میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتدا کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔

(بحوالہ فتویٰ رضویہ شریف جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 141 تا 142 رسالہ تجلی الیقین بان نبیینا سید المرسلین)

درس : فرمان خداوندی، **واذ اخذنا....** الخ۔ سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید الانبیاء والمرسلین ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا فرمایا، اور اٹھارہ ہزار عالم میں انسان کو سب سے افضل و اعلیٰ بنایا، پھر انسانوں میں بھی مختلف درجات کے انسان بنایا، انبیاء مرسلین، صحابہ و تابعی، تب تابعی، اولیا، شہداء صدیقین اور پھر عام مؤمنین، کافرین کا تو کسی میں شمار ہی نہیں ہوتا کیوں کہ کافرین تو جہنم کا ایندھن ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں میں سب سے افضل و اعلیٰ جس جماعت کو دنیا میں بھیجا، وہ انبیائے کرام، و رسولان عظام، پیغمبروں کی جماعت ہے، پھر اس مبارک جماعت کے بعد صدیقین، صالحین اولیائے کاملین کی جماعت ہے۔ اس کے بعد پھر عام مؤمنین کی جماعت ہے، پھر سب کا مقام مرتبہ سب کی عظمت و رفعت الگ الگ ہے، اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سارے انسانوں میں انبیائے کرام سب سے افضل و اعلیٰ، پھر تمام مخلوقات الٰہیہ میں ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل کائنات ہیں، اور یہ بنیادی عقیدہ بھی ہے کہ اس پوری کائنات میں، جن و بشر، حور و ملک شمس و قمر شجر و حجر، زمین و آسمان، الغرض کوئی مخلوق ہو تمام مخلوقات میں سب سے عظیم رتبہ عظیم درجہ عظیم مقام، اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

لہٰذا! سب زیادہ محبت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے کی جاے اور یہ ایمان کا تقاضا اور عین ایمان بھی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم مسلمانوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں جلاے اور آپ ہی کی میں اٹھاے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ائتمار اهم هے یا اجتناب؟

احادیثِ کریمہ کی روشنی میں

طالبِ دعا : محمد حفیظ الرحمٰن مصباحی

خادمِ تدریس وافتا : جامعہ حرا نجم العلوم، مہاپولی، بھیونڈی، ممبئی
بروز جمعرات، ۳۱؍ اگست ۲۰۲۳ء

حامداً اللہ تعالیٰ و مصلیا علیٰ رسولہ الاعلیٰ و مسلماً

اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے، بندوں پر بلا چوں چرا ان ساری چیزوں کو حتی الامکان انجام دینا (ائتمار) ضروری ہے۔ اسی طرح انھوں نے جن چیزوں سے منع کیا ہے، ان ساری چیزوں سے اجتناب لازم ہے۔ لیکن کیا ائتمار اور اجتناب میں کوئی فرق ہے، کہ ایک کو دوسرے سے افضل یا اہم اور زیادہ ضروری کہا جاسکے؟ تو اس کا حل احادیثِ کریمہ میں تلاش کرتے ہیں۔

اوامر کی بجاآوری استطاعت بھر، لیکن نواهی سے اجتناب بهرِ حال

۱۔ عَنْ أَبِي هرَيْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "مَا نَهيتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ؛ فَإِنَّمَا أَهلكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِم وَاخْتِلافُهم عَلَى أَنْبِيَائِهِم۔"

(صحیح البخاری، ج:۴، ص:۵۰۲، رقم الحدیث :۷۲۸۸، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ) (الصحیح لمسلم، ج:۴، ص:۱۸۳۰، کتاب الفضائل، باب توقیرہ ﷺ وترك إكثار سؤاله، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

ترجمہ : حضرتِ ابوہریرہ عبد الرحمٰن بن صخر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "میں جس چیز سے منع کردوں اس سے اجتناب کرو، اور جس چیز کا حکم دوں اس پر اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو۔ کیوں کہ تم سے پہلے کی امتوں کو ان کے بہ کثرت سوالات اور اپنے نبیوں سے اختلاف نے تباہ کرڈالا۔

تشریح : اس حدیثِ پاک میں اوامر، جیسے نماز، روزہ، حج، زکات، دعوت وتبلیغ وغیرہ استطاعت بھر انجام دینے کا حکم ہے۔ جب کہ منہیات : جھوٹ، غیبت، زنا، چوری وغیرہ سے اجتناب ہر حال میں ضروری ہے، اس کے لیے استطاعت کی قید نہیں۔ کیوں کہ امر کے ائتمار کے لیے فعل اور عمل چاہیے، جس کے لیے طاقت اور استطاعت ضروری ہے۔ لیکن نہی عموماً "ترک" ہے، جس کے لیے کسی فعل جوارح کی ضرورت نہیں، کہ استطاعت کی قید ہو۔ ہاں ترک کے لیے منہی کی جانب نفس کے میلان کے وقت "کف"، یعنی دل سے رکنا ضروری ہے، جو کہ فعل قلب ہے، اور بندہ اپنے دل کی اصلاح پر قادر ہوتا ہے۔ جس کی اصلاح پر اگلی حدیث میں تنبیہ کی گئی ہے۔

نیز اس حدیث میں بتایا گیا کہ پہلی امتوں نے اپنے نبیوں کی باتیں سن کر فوراً نہیں مانیں، بلکہ اس میں چوں چرا کرتے رہے، اور اس سے وہ خود مصیبتوں میں پھنستے رہے۔ تو آقا ﷺ نے اپنی امت کو ہدایت کی کہ جب کسی چیز کا حکم دیا جائے یا کسی چیز سے منع کیا جائے، تو اس میں زیادہ چوں چرا نہ کرو۔

مشتبہ چیزوں سے بھی اجتناب لازم ھے

۲۔ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ :"إِنَّ الحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ، لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى يُوْشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيْهِ. أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى. أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ. أَلَا وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ القَلْبُ۔"

(صحیح البخاری، ج:۱،ص :۲۰،رقم الحدیث:۵۲، کتاب الایمان/باب فضل من استبرأ لدینہ۔ دار طوق النجاۃ مصر) (الصحیح لمسلم، ج:۳،ص:۱۲۱۹، کتاب المساقاۃ/باب أخذ الحلال وترك الشبہات، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ : حضرت ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا :"یقیناً حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہہ کی چیزیں ہیں، جنھیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور اپنے آبرو کو بچا لیا، اور جو شبہہ والی چیزوں میں پڑا وہ حرام میں پڑا۔ (کہ مشتبہ چیزوں سے حرام چیزوں تک پہنچ جائے گا) جیسے ایک چرواہا جو کسی محفوظ چراگاہ کے ارد گرد چرا رہا ہو، بہت ممکن ہے کہ چراگاہ کے اندر اس کا ریوڑ چلا جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک محفوظ چراگاہ ہوتی ہے۔ (جس کے اندر داخلہ ممنوع ہوتا ہے)۔ خبردار! اللہ کی محفوظ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔

سن لو! بے شک جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جائے، اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جائے۔ جان لو کہ وہ دل ہے"۔

تشریح :اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ایسی چیزوں سے بھی اجتناب لازم ہے، جن کے حلال ہونے کا یقین نہ ہو، بلکہ حرام یا ناجائز ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور جب ایسے شبہ کے باوجود مشتبہ چیز کو انجام دے گا، تو امکان ہے کہ حقیقتاً حرام ہو، اور اگر حقیقتاً حرام نہ بھی ہو، تو بھی ایسی شبہ کی چیزوں کو کرتے ہوئے وہ جری ہو جائے گا اور حرام میں بھی مبتلا ہو جائے گا۔ جیسے کھیت کے آس پاس جانور چرنے سے کھیت میں بھی منھ ڈال دیتا ہے۔

نیز اس حدیث میں دل کو درست رکھنے کی تنبیہ کی گئی ہے، کہ اگر وہ درست ہو تو سارے اعمال درست ہوں گے، اور بندہ گناہوں سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر وہی دل بگڑ جائے تو بندہ مشتبہ اور گناہ کی جانب ہی بڑھے گا۔

۳۔ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ الحَسَنِ بنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ سِبْطِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَرَيْحَانَتِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ :حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم :"دَعْ مَا يَرِيْبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيْبُكَ۔"

(صحیح البخاری، ج:۳،ص :۵۳، کتاب البیوع/باب تفسیر المشبہات، دار طوق النجاۃ، مصر)

(سنن الترمذی، ج:۴،ص:۶۶۸،رقم الحدیث:۲۵۱۸، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، مصطفی البابی الحلبی، مصر)

ترجمہ :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی یہ بات یاد کر رکھی ہے کہ شبہ میں ڈالنے والی چیزوں کو چھوڑ کر شبہ نہ ڈالنے والی چیزوں کو اپناؤ۔

تشریح: یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے، الفاظ کم ہیں لیکن کافی معانی پر مشتمل ہیں۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کسی بھی کام میں دو پہلو ہوں اور ایک پہلو میں ناجائز یا حرمت کا شبہ ہو، دوسری میں ایسا شبہ نہ ہو، تو ایسی صورت میں ایسے پہلو کو اپنانا ہے، جس کے ناجائز یا حرام ہونے کا شبہ نہ ہو، بلکہ اس کے جائز ہونے کا یقین ہو۔ مثلاً کسی کو شبہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پہ نماز جائز ہے یا نہیں لیکن دوسرے پہلو کہ لاؤڈ اسپیکر کے بغیر نماز پڑھنے کے جواز کا یقین ہے، تو اسی دوسرے پہلو کو اپنانا بہتر ہے۔ وغیرہ۔ اس پر آدمی چلے تو خود بھی مطمئن رہے گا، اور دوسروں کے اعتراضات سے بھی بری ہوگا۔

خلاصہ:

مذکورہ احادیث کریمہ سے ثابت ہوا کہ اوامر کو استطاعت بھر بجالانا ہے، لیکن نواہی سے بہر حال اجتناب لازم ہے، بلکہ ایسی چیزوں سے بھی بچنا لازم ہے کہ جن میں ناجائز یا حرمت کا شبہ ہو۔ اسی لیے فقہا فرماتے ہیں کہ منہیات سے اجتناب اوامر کو انجام دینے سے زیادہ ضروری اور اہم ہے۔

حضرت علامہ ابن نجیم صاحب ''البحر الرائق'' اپنی کتاب ''الاشباہ والنظائر'' میں فرماتے ہیں۔:

"فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالبا؛ لأن اعتناء الشرع بالمنهيات أشد من اعتنائه بالمأمورات، ولذا قال -عليه السلام- »إذا أمرتكم بشيء فأتوا منه ما استطعتم، وإذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه«، وروى في الكشف حديثا »لترك ذرة مما نهى الله عنه أفضل من عبادة الثقلين« ومن ثم جاز ترك الواجب دفعا للمشقة، ولم يسامح في الإقدام على المنهيات." اھ

(الاشباہ والنظائر، ج:۱، ص:۲۹۰، القاعدۃ الرابعۃ: اذا تعارض مفسدتان روعی اعظمھما ضرراً۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔)

ترجمہ: جب مفسدہ اور مصلحت کا ٹکراؤ ہو تو عموماً مفسدہ کو فوقیت دی جائے گی، کیوں کہ شریعتِ مطہرہ نے مامورات سے کہیں زیادہ منہیات کو خیال رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب میں تمھیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس میں سے استطاعت بھر انجام دو، اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اس سے کلی اجتناب کرو۔ اور ''کشف'' میں بیان ہے کہ منہیات میں سے کسی ایک کا ترک پوری کائنات کی عبادتوں سے بھی افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشقت کی وجہ سے واجب کا ترک جائز ہے، جب کہ منہیات کی جانب پیش قدمی کی اجازت نہیں۔

درس: آقا ﷺ کے فرامین کے مطابق ہمیں اللہ و رسول کے اوامر یعنی نماز، روزہ، حج، زکاۃ، صلہ رحمی وغیرہ کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ منہیات یعنی جھوٹ، غیبت، چغلی، بدسلوکی، بدعہدی، چوری، زنا وغیرہ سے بہر حال اجتناب کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین، علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

طالبِ دعا: محمد حفیظ الرحمٰن مصباحی

خادمِ تدریس وافتا: جامعہ حرا انجم العلوم، مہاپولی، بھیونڈی ممبئی بروز جمعرات، ۳۱/اگست ۲۰۲۳ء

آپ کے مسائل

از : فقیر محمد شاکر رضا نوری مصباحی
استاذ الافتاء والتدریس الجامعۃ الآسویہ مشن رے وا مالدہ بنگال

سوال : قربانی کس پر واجب ہے؟

جواب جو شخص مالک نصاب ہے اس پر قربانی واجب ہے یعنی جس کے پاس دوسو درہم مطلب ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس قدر قیمت کا کوئی سامان حاجت اصلیہ کے سوا ہو وہ غنی اور مالک نصاب ہے حاجت اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان، خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہوں، سواری کے جانور اور خادم، اور پہننے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہے۔

(بہار شریعت جلد ۳ حصہ ۱۵)

سوال : کیا ہر سال قربانی واجب ہے؟

جواب : ہاں اگر مالک نصاب ہے تو ہر سال واجب ہے۔

سوال : حرام روپیہ سے قربانی کا جانور خرید کر قربانی کرے تو قربانی ہوگی؟

جواب قربانی ہو جائے گی کہ مال حرام سے خریدتے وقت عقد اور نقد جمع نہیں ہوتا ہے البتہ قربانی قبول نہیں ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھا الذین آمنوا کلوا طیبات مما رزقنکم

اے ایمان والو پاکیزہ رزق کھاؤ۔

(پ 2 سورہ بقرہ 172)

مسلم شریف کی حدیث ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :یاایھا الناس ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا

اے لوگوں! بے شک اللہ پاک ہے اور پاک ہی قبول کرتا ہے۔

سوال : گائے کی قربانی سات آدمی ہوتے ہیں ان میں سے کسی کی نیت اگر گوشت کھانے کی ہو تو قربانی ہوگی ؟

جواب : سات آدمیوں میں سے کسی کی نیت گوشت کھانے کی ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی، بحر الرائق میں:

ان کان شریك الستة نصرانیا او مرید اللحم لم تجز عن واحد منھم اھ

(البحر الرائق جلد ۸ ص ۲۰۲)

سوال : ایک جانور میں سات آدمی ہیں ان میں ایک دیوبندی یا وہابی ہے تو قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب : اگر چھ سنی ہوں اور ایک دیوبندی یا وہابی ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔

بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں : قربانی کے جانور میں دیوبندی شریک ہو تو سنی کی قربانی نہیں

ہوگی دیوبندی کے اوپر علمائے عرب وعجم نے کفر کا فتوی دیا ہے۔

(فتاوی بحر العلوم جلد ۵ ص ۱۸۹ کتاب الاضحیۃ)

سوال: عید الاضحی کا چاند نکلنے کے بعد ناخن اور بال نہیں کاٹنا چاہیے؟

جواب: جس کے نام سے قربانی ہے اسے نہیں کاٹنا چاہیے۔ بہار شریعت میں ہے: ”قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن ترشوائے“

جلد اول حصہ چہارم

سوال: تکبیر تشریق کب سے کب تک کہنا واجب ہے؟

جواب: حضور صدر الشریعہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں: ”نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار افضل ہے اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں وہ تکبیر یہ ہے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

نماز عید الاضحی سے پہلے کچھ نہ کھائے یہ مستحب ہے اور گھر سے نکلے تو راستے میں یہی تکبیر پڑھتا جائے۔

سوال: قربانی کا گوشت کسی کافر کو دینا جائز ہے؟

جواب: حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں: ” قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں“

(بہار شریعت حصہ 15 ص 347)

سوال: گائے بھینس کی عمر دو سال سے زیادہ ہے مگر دانت نہیں تو قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: عمر مکمل دو سال ہو جائے تو قربانی ہو جائے گی اگر چہ دانت نہ نکلے ہوں۔

بہار شریعت میں ہے” قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیے اونٹ پانچ سال کا گائے دو سال کی بکری ایک سال کی اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں اس سے زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔

(بہار شریعت جلد سوم حصہ 15 ص342)

از: فقیر محمد شاکر رضا نوری مصباحی

استاذ الافتاء والتدریس الجامعۃ الآسویہ مشن رے وا مالدہ بنگال

جشن عید میلا د النبی اکابر آئمہ ومحدثین کی نظر میں !!!

تحریر : محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی

ماہ ربیع الاول کا ہلال نمودار ہوتے ہی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قدرت نے کرۂ ارض پر ملکوتی حسن کی تابشیں بکھیر دی ہیں، اہل عشق وعرفاں کے سروں پر فرحت وانبساط کی چادریں تان دی ہیں، اہل ایمان کے دلوں کی تسکین کا سکینہ نازل کردی ہیں، اک عجب سماہے، جسے کائنات دل میں محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔لہذا اس ماہ مبارک میں مسلمانان عالم اپنے جان ایمان، وجہ کائنات، مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔دوسری طرف مٹھی بھر ذوق لطیف سے محروم ایسے لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک ان تمام امور کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے (معاذ اللہ)

لیکن ہر دور میں مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا ضرور رہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن نہایت احترام واہتمام سے مناتے چلے آرہے ہیں۔گو ہماری یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں، تاہم دستاویز کے طور پر چند اکابر آئمہ ومحدثین کی کچھ عبارات بھی ذیل میں پیش خدمت کیے دیتے ہیں تاکہ حقیقت بے نقاب ہوجائے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 579ھ) لکھتے ہیں :

''حرمین شریفین، مصر، یمن، شام الغرض شرق تا غرب تمام بلاد عرب کے باشندے ہمیشہ سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔وہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی۔چنانچہ ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجر وکامیابی حاصل کرتے رہے ہیں''۔

(بیان المیلا د النبوی،ص:58)

حافظ شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 660ھ) فرماتے ہیں :

''ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا : اب تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا : آگ میں جل رہا ہوں،لیکن ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے۔انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں اور یہ تخفیف عذاب میرے لیے اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ولادت کی خوش خبری دی اور اس نے آپ کو دودھ بھی پلایا تھا۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اجر میں اس ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کردی جاتی ہے جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں ایک مکمل سورت نازل ہوئی ہے تو امت محمدیہ کے ان مسلمانوں کو ملنے والے اجر وثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی مناتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعشق میں حسبِ استطاعت خرچ کرتے ہیں؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمانوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائیں گے''۔

(حسن المقصد فی عمل المولد ص 65 : /66)

امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 665ھ) شہر اربل میں بہت بڑے پیمانے پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائے جانے پر اس شہر کے متعلق فرماتے ہیں:

''اس بابرکت شہر میں ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر اظہار فرحت ومسرت کے لیے صدقات وخیرات کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اس سے جہاں ایک طرف غربا ومساکین کا بھلا ہوتا ہے وہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ محبت کا پہلو بھی نکلتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ اظہار شادمانی کرنے والے کے دل میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد تعظیم پائی جاتی ہے اور ان کی جلالت وعظمت کا تصور موجود ہے۔ گویا وہ اپنے رب کا شکر ادا کر رہا ہے کہ اس نے بے پایاں لطف واحسان فرمایا کہ اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (ان کی طرف) بھیجا جو تمام جہانوں کے لیے رحمت مجسم ہیں اور جمیع انبیا ورسل پر فضیلت رکھتے ہیں۔''

(سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج 1 :ص 363:)

امام ابوعبداللہ بن الحاج المالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 737ھ) فرماتے ہیں:

''لازم ہے کہ جب یہ مبارک مہینہ تشریف لائے تو اس کی بڑھ چڑھ کر تکریم وتعظیم اور ایسی توقیر واحترام کیا جائے جس کا یہ حق دار ہے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوۂ مبارکہ کی تقلید ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی دنوں میں کثرت سے نیکی اور خیرات کے کام کرتے تھے۔ کیا تو امام بخاری کا روایت کردہ یہ قول نہیں دیکھتا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی میں سب لوگوں سے زیادہ فیاض تھے اور ماہِ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت فیاضی اور دریادلی کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ اس بناء پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضیلت والے اوقات کی عزت افزائی فرماتے تھے۔ ہمیں بھی فضیلت کے حامل اوقات (جیسے ماہ ربیع الاول) کی بہ قدر استطاعت تعظیم کرنی چاہیے''۔

(سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج 1 :ص 372 :)

حافظ شمس الدین محمد الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 842ھ) فرماتے ہیں :

''یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے ہر سوموار کو ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ پھر آپ یہ اشعار پڑھے:

اذا کان ھذا کافرًا جاء ذمه

وتبّت یداہ فی الجحیم مخلّداً

اتی انه فی یوم الاثنین دائماً

یخفّف عنه للسرور باحمدا

فما الظن بالعبد الذی طول عمرہ

باحمد مسرورًا ومات موحدًا

ترجمہ : جب ابولہب جیسا کافر جس کا دائمی ٹھکانہ جہنم ہے اور جس کی مذمت میں قرآن مجید کی پوری سورت تَبَّت یدا نازل ہوئی۔ باوجود اس کے جب پیر کا دن آتا ہے تو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ہمیشہ سے اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ تو کیا خیال ہے اس بندے کے بارے میں جس نے تمام عمر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا جشن منانے میں گزاری اور توحید کی حالت میں اُسے موت آئی!۔

(حسن المقصد فی عمل المولد ص 66:)

اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) شارح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (جنھوں نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت واضح طور پر متحقق کی ہے اور یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی اباحت پر دلیل قائم کی ہے) کا استدلال نقل کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں: شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر سے میلاد شریف کے عمل کے حوالے سے پوچھا گیا تو آپ نے اس کا جواب کچھ یوں دیا: مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتہ چلا ہے۔:

"صحیحین" سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا: ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس پر وہ عرض کناں ہوئے کہ اس دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی، سو ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان وانعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی معین دن میں خداوند قدوس کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا مناسب تر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر نماز وسجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن ودیگر عبادات کے ذریعہ بجالایا جاسکتا ہے اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے بڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس لیے اس دن ضرور شکرانہ بجالانا چاہیے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد ص 63 :)

مذکورہ بالا اقتباسات ہیں جو کہ سلف صالحین کے شاہراہ کی نشاندہی ہے، جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا عملی ثبوت ہے، لیکن اگر کوئی غیر مقلدیہ کہے کہ یہ تو علمائے مقلدین کا قول وعمل ہے ہم اسے نہیں مانتے، تو عشق نبی ﷺ کا چشمہ لگا کر قرآن پڑھو، اہل حدیث ہونے کے مدعی ہو تو احادیث کا مطالعہ کرو، علمائے اہل سنت کے عمل کی دلیل معلوم ہو جائے گی، لہٰذا مسلم شریف میں ہے : آقا کریم ﷺ سے خاص پیر کے دن کے روزہ سے متعلق دریافت کیا، فرمایا "یوم ولدت" میں اس دن پیدا ہوا تھا، معلوم ہوا کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے خود اپنی ولادت کی خوشی روزہ رکھ کر منائی، ہم تو سال میں ایک بار مناتے ہیں، آقا کریم تو ہر ہفتے مناتے تھے، اہل محبت نے اس کی اتباع کی، اس دن کے روزہ کو معمول بنایا، یہی سبیل المومنین ہے، جن کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں فرمائی ہے۔

پس قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ کی نہ سہی، تو کم از کم جن کو اپنا پیشوا مانتے ہو، ان کی تو سنو!۔ واضح رہے کہ وہابیہ غیر مقلدین ہو یا وہابیہ مقلدین [دیوبندیہ، مودودیہ وغیرہ] ہر مسئلے میں دورخی پالیسی کے شکار ہیں، ایک طبقہ قائل ہے تو دوسرا طبقہ منکر ہے، اور تیسرا طبقہ

ڈھلمل یقین ہے، ہوا چلے جدھر کی رخ کروادھر کی، کے فارمولے پر عمل پیرا ہے، یا نہیں تو منافقت کی سربراہی کرتے ہیں، اس پر گفتگو پھر کبھی۔ لہٰذا ان کا انکار کرنا تو مشہور ہے، ان کے قائلین کی خاصی تعداد بھی ہیں، تو آئیے انہیں کے گھر کے عالم ابن تیمیہ کا یہ قول دیکھیے : ''میلاد شریف کی تعظیم اور اسے شعار بنالینا بعض لوگوں کا عمل ہے اور اس میں ان کے لیے اَجرِ عظیم ہے کیوں کہ ان کی نیت نیک ہے اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بھی ہے''۔

(اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم 406 :)

دیوبندی علما کا قول بھی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیکھتے چلیے۔ حرمین شریفین کے علمائے ذوی الاحترام نے علمائے دیوبند سے اختلافی واعتقادی نوعیت کے چھبیس (26) مختلف سوالات پوچھے تو 1325ھ میں مولوی خلیل احمد سہارنپوری نے ان سوالات کا تحریری جواب دیا، جو ''المھند علی المفند'' نامی کتاب کی شکل میں شائع ہوا۔ ان جوابات کی تصدیق چوبیس (24) مشہور علمائے دیوبند نے اپنے قلم سے کی، جن میں مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی احمد حسن امروہوی اور مولوی اشرف علی تھانوی بھی شامل ہیں۔ ان چوبیس (24) علماء نے صراحت کی ہے کہ جو کچھ ''المھند علی المفند'' میں تحریر کیا گیا ہے وہی ان کا اور ان کے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ کتاب مذکورہ میں اکیسواں سوال میلاد شریف منانے کے متعلق ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے:

''اتقولون ان ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستقبح شرعًا من البدعات السیئۃ المحرمۃ م غیر ذلك؟

ترجمہ : کیا تم اس کے قائل ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر شرعاً بدعات سیئہ، حرام ہے یا اور کچھ؟۔

علمائے دیوبند نے اس کا متفقہ جواب دیا جو کہ یوں ہے :

حاشا ان یقول احد من المسلمین فضلاً ان نقول نحن ان ذکر ولادته الشریفة علیه الصلاة والسلام، بل وذکر غبار نعاله وبول حمارہ صلی اللہ علہ وآلہ وسلم مستقبح من البدعات السیئة المحرمة. فالاحوال التی لها ادنی تعلق برسول اللہ صلی اللہ علہ وآلہ وسلم ذکرها من احب المندوبات واعلی المستحبات عندنا سواء، کان ذکر ولادته الشریفة او ذکر بوله وبزارہ وقیامه وقعودہ ونومه ونبهته۔

ترجمہ : حاشا ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے گدھے کے پیشاب کے تذکرہ کو بھی قبیح و بدعت سئیہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا سی بھی نسبت ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلی درجہ کا مستحب ہے، خواہ ذکر ولادت شریف کا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول و براز، نشست و برخاست اور بے داری وخواب کا تذکرہ ہو۔

(المھند علی المفند، ص 60: /61)

پس اب جب کہ آپ نے دیکھ لیا کہ علمائے وہابیہ یعنی دیوبندیہ وغیر مقلدین بھی جب دو فریق میں بٹے ہوئے ہیں، تو منکرین

کا اہل سنت کو اس کی وجہ سے بدعتی وگمراہ قرار دینا، دراصل اپنے ہی پیشوائے قائلین کو بدعتی وگمراہ قرار دینا ہوگا، تو پھر بجائے اس کی دوسروں کو دھوکہ وفریب دہی سے باز رہے، اور اہل سنت اور اپنے پیشوائے قائلین کی تائید کرتے ہوئے، حضور جان نور، دل کا چین وسرور کے ولادت کی خوشی منانے والوں سے قدم بقدم ملا کر چلتے رہیں۔لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں خوشی کا اظہار کرے، اس مبارک ماہ میں اچھے اچھے کھانے پکا کر مساکین کو کھلائے، روزے رکھے، اس کی راتوں میں صدقات وخیرات کرے، اور اس ماہ میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرعی طریقے کے ساتھ منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی

دھامی گچھ، سوناپور، ضلع اتر دیناج پور، مغربی بنگال (الہند)



عید میلاد النبی قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں

قسط اول

ازقلم:۔محمد منیر الدین رضوی مصباحی راج محلی

استاذ مدرسہ کنز العلوم اسلامیہ گوپی ناتھ پور اسلام پور مرشد آباد بنگال

ماہ ربیع النور اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہونے والا ہے یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس کی بارہویں تاریخ کو مقصود تخلیق کائنات یعنی سید الکائنات حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سراپا رحمت بن کر جلوہ گر ہوے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، جس نے اس ظلمت کدہ عالم کو روشن ومنور فرمادیا، اوہام وخرافات کی تاریکیوں کو ایمان وایقان کے نور سے بھر دیا، جس نے بنی نوع انسان کو انسانیت کی تعلیم دی۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے رحمت والے نبی ہیں جو پیدا ہوتے ہی امت کو رب ھب لی امتی کے ذریعہ یاد فرمایا اور کل قیامت کے دن بھی پل صراط سے گزرتے وقت صداے رب سلم امتی کے ذریعہ دستگیری فرمائیں گے اسی محسن کائنات اور غمخوار امت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ۱۲ ربیع النور کو محفل میلاد النبی اور جلوس نکالتے ہیں تو کچھ لوگ جن کا دل بغض وعداوت سے سیاہ ہو چکا ہے کفر وشرک کے فتوے لگاتے ہیں جب کہ میلاد النبی کا ثبوت قرآن واحادیث اور ائمہ وعلماے متقدمین کے اقوال سے ثابت ہے۔اور میلاد النبی کے جواز کے لیے یہ دلیل کافی ہے کہ شرع میں اس کی ممانعت نہیں ہے کیونکہ اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے"اصل الاشیاء الاباحۃ "یعنی اشیا میں اصل جائز ہونا ہے اگر کوئی ناجائز کہے تو دلیل اس کے ذمہ ہے۔

میلاد النبی کا ثبوت قرآن کریم سے

(۱)قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالك فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون

(سورہ یونس ایت ۵۸)

ترجمہ : تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

کنزالایمان

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے فضل اور اللہ کی رحمت پر خوشی منانا چاہیے اور اللہ تعالی کے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ کے فضل بھی ہیں اور رحمت بھی، رحمت ہونے پر دلیل اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

(۲)"وما ارسلنٰك الا رحمۃ اللعالمین"

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔

کنزالایمان

(۳)فلولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لکنتم من الخاسرین

(سورہ بقرہ آیت ٦٤)

ترجمہ: تو اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے (نقصان) والوں میں سے ہوجاتے۔

کنزالایمان

درج بالا آیات کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالی کے فضل اور رحمت ہونے کا ثبوت فراہم کررہی ہے۔

(٤) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

(سورہ نساء آیت ۸۳)

ترجمہ: اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے مگر تھوڑا۔

کنزالایمان

یہ آیت کریمہ بھی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اللہ تعالی کے فضل اور رحمت ہونے کا ثبوت فراہم کررہی ہے۔

تفسیر قرطبی میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں مرقوم ہے :

وقول ثالث بغير مجاز يكون المعنى ولولا فضل الله عليكم ورحمته بأن بعث فيكم رسولا أقام فيكم الحجة لكفرتم وأشركتم إلا قليلا منكم فإنه كان يوحد

(تفسیر قرطبی سورہ نساء آیت ۸۳ جلد ٦ بیروت لبنان)

ترجمہ : تیسرا قول بغیر مجاز کے معنی یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالی تم میں اپنے رسول کو بھیج کر فضل اور رحمت نہ فرماتا، جس نے تم میں حجت قائم کی، تو تم کفر کرتے اور شرک کرتے مگر تھوڑے تم میں سے وحدانیت کا اظہار کرتے۔

تفسیر روح البیان میں مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے :

(لولا فضل الله عليكم ورحمته)

بارسال الرسول وانزال الكتب

تفسیر روح البیان جلد ثانی ص ۲۵۱ / دار الکتب العلمیۃ

ترجمہ: (اگر تم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی) یہاں فضل اللہ اور رحمت سے رسل کرام کو بھیجنا اور کتابیں نازل کرنا مراد ہے۔

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

ان المراد بفضل الله وبرحمته في هذه الآية انزال القرآن وبعثة محمد صلى الله عليه وسلم

تفسیر کبیر (جلد ۱۰ ص ۲۰۸ دار الفکر)

ترجمہ: -اس آیت کریمہ میں فضل اللہ اور برحمتہ سے قرآن نازل کرنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنا مراد ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل میں مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں مکتوب ہے :

(لولا فضل الله عليكم) بارسال الرسول (ورحمته) بانزال الكتب

(تفسیر مدارک التنزیل جلد اول جز خامس ص ۳۷۹ / دار الکلم الطیب-بیروت)

ترجمہ: (اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی) اللہ کے فضل سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنا اور اس کی رحمت سے مراد کتاب نازل کرنا۔

شیخ عزالدین بن عبد السلام اسی کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (فضل اللہ) الرسول صلی اللہ علیہ وسلم او القرآن العزیز او اللطف

(تفسیر القرآن للشیخ الامام عزالدین عبد العزیز بن عبد السلام جلد اول ص ۳۳۹ / المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

ترجمہ: فضل اللہ سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن کریم یا لطف

ان کتب تفاسیر سے بالکل اظہر من الشمس وابین من الامس ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم میں تشریف لانا اللہ تعالی کے فضل بھی ہے اور رحمت بھی

(۵) وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

(سورہ جمعہ ایت ٤)

ترجمہ: اور جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت وحکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

۲

علامہ ابن جوزی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ) بإرسال محمد صلى الله عليه وآله وسلم

ترجمہ: اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ اور اس کا یہ (فضل) بعثتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہوا۔

"(ابن جوزی زاد المسیر فی علم التفسیر، جلد ۸: ص ۲۶۰ / المکتب الاسلامی، بیروت)

امام خازن "الْفَضْلِ الْعَظِيمِ" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أي على خلقه حيث أرسل فيهم رسوله محمدا صلى الله عليه وآله وسلم.

(تفسیر الخازن المسمی لباب التاویل فی معانی التنزیل جلد ٦ ص ۱۸۹ / دار الکتب العلمیۃ / بیروت، لبنان)

ترجمہ: یعنی اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر فضل ہے جو اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر فرمایا۔"

امام فضل بن حسن المعروف بشیخ طبرسی "وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ذو المن العظيم على خلقه ببعث محمد صلى الله عليه وآله وسلم.

یعنی وہ اُس اِحسانِ عظیم والا ہے جو اُس نے اپنی مخلوق پر بعثتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے کیا۔"

(مجمع البیان فی تفسیر القرآن، جلد ۱۰ ص ۷ دار المرتضی، بیروت سورہ جمعہ)

تفسیر جلالین میں امام جلال الدین سیوطی نے تحریر فرمایا "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ" النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن ذکر معه.

(تفسیر الجلالین سورہ جمعہ ص ٤٦٠ مجلس البرکات جامعہ اشرفیہ)

ترجمہ: " (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ) میں فضل سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مذکور انبیا علیہم السلام۔

تفسیر روح البیان میں ذوالفضل العظیم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ :

واللہ ذوالفضل العظیم علی محمد وذوالفضل العظیم علی الخلق بارسال محمد الیھم

(تفسیر روح البیان جلد ٩ ص ٥١٦ / دار الکتب العلمیۃ)

ترجمہ: اور اللّٰہ تعالیٰ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر بڑے فضل والا ہے اور مخلوق پر بڑے فضل والا ہے محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو ان کی طرف بھیج کر۔

ان کتب تفاسیر سے بھی واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اللّٰہ تعالیٰ کے فضل عظیم ہیں۔

(٦) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

(سورہ ضحیٰ ایت ١١)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

کنزالایمان

اور اللہ کے رسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اللّٰہ کی ایک عظیم نعمت ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(٧) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ أٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ

(سورہ آل عمران آیت ١٦٤)

ترجمہ: بے شک اللّٰہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔

کنزالایمان

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صرف نعمت نہیں بلکہ نعمت عظمیٰ ہیں ایسی عظیم نعمت جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان جتلایا ہے اور نعمت کا خوب خوب چرچا کرنا چاہیے۔

جیسا کہ تفسیر قرطبی میں صاحب تفسیر قرطبی نے اما بنعمۃ ربك فحدث کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

قوله تعالى :وأما بنعمة ربك فحدث أي انشر ما أنعم الله عليك بالشكر والثناء والتحدث بنعم الله، والاعتراف بها شكر .وروى ابن أبي نجيح عن مجاهد وأما بنعمة ربك قال بالقرآن .وعنه قال :بالنبوة أي

بلغ ما أرسلت به، والخطاب للنبی -صلی اللہ علیہ وسلم- والحکم عام له ولغیره. وعن الحسن بن علی -رضی اللہ عنهما- قال: إذا أصبت خیرا، أو عملت خیرا فحدث به الثقة من اخوانك. وعن عمرو بن میمون قال: اذا لقی الرجل من إخوانه من یثق به، یقول له: رزق الله من الصلاة البارحة وکذا وکذا. وکان ابو فراس عبد الله بن غالب إذا أصبح یقول: لقد رزقنی الله البارحة کذا، قرأت کذا، وصلیت کذا، وذکرت الله کذا، وفعلت کذا. فقلنا له یا أبا فراس، إن مثلك لا یقول هذا قال یقول الله تعالی: وأما بنعمة ربك فحدث وتقولون أنتم: لا تحدث بنعمة الله

(تفسیر قرطبی جلد ۲۰ ص ۹۳ / دار الکتاب العربی بیروت، لبنان)

ترجمہ: اللہ تعالی کا قول أمّا بِنعمَةِ رَبّكَ فَحَدِّث اللہ تعالیٰ نے تم پر جو نعمتیں کی ہیں شکر اور ثنا کے ذریعے انہیں عام کرو۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر اور ان کا اعتراف یہ بھی شکر ہے۔ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ أَما بِنِعْمَةِ رَبّكَ سے مراد قران ہے۔ ان سے یہ قول بھی مروی ہے کہ اس سے مراد نبوت ہے یعنی جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور حکم عام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور دوسرے لوگوں کے لیے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: جب تو بھلائی پائے یا اچھا عمل کرے تو اپنے قابل اعتماد بھائیوں میں اس کا ذکر کرو۔ عمرو بن میمون سے مروی ہے: جب کوئی آدمی اپنے ان بھائیوں سے ملے جو اس پر اعتماد کرتے ہوں تو وہ اسے کہے: اللہ تعالیٰ نے اسے گزشتہ رات اتنی اتنی نماز پڑھنے کی توفیق دی۔ ابو فراس عبد اللہ بن غالب جب صبح کرتے تو یہ کہتے: اللہ تعالی نے گزشتہ رات میرے حصہ میں یہ یہ مقدر کیا میں نے اتنا قرآن حکیم پڑھا، میں نے اتنی نمازیں پڑھی، میں نے اتنا اللہ کا ذکر کیا اور میں نے یہ عمل کیا۔ ہم نے ان سے کہا: اے ابو فراس! آپ جیسے آدمی تو یہ بات نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبّكَ فَحَدِّث اور تم یہ کہتے ہو: اللہ تعالی کی نعمتوں کا ذکر نہ کرو۔ جب نماز، روزہ، تلاوت قرآن اور ذکر و اذکار کا چرچا ایسا کرنا چاہیے تو جن کے صدقے میں یہ نعمتیں ملی ہیں ان کا چرچا کیسا ہونا چاہیے۔

(۸) اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ کُفۡرًا وَّ اَحَلُّوۡا قَوۡمَهُمۡ دَارَ الۡبَوَارِ

(سورہ ابراہیم ایت ۲۸)

ترجمہ: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر اتارا

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تفسیر ابن کثیر میں مرقوم ہے:

فان الله تعالی بعث محمداً صلی الله علیه وسلم رحمة للعالمین ونعمةً للناس فمن قبلها وقام بشکرها دخل الجنة ومن ردها و کفرها دخل النار

(تفسیر ابن کثیر جلد ۸ ص ۲۱۹ / مکتبۃ اولاد الشیخ للتراث سورہ ابراہیم آیت ۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سارے جہاں کے لیے رحمت اور لوگوں کے لیے نعمت بنا کر مبعوث فرمایا جو اس کو قبول کرے گا اور شکر یہ ادا کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو رد کرے گا اور انکار کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت اور نعمت ہونا آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا۔رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا چرچا آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے بھی ہوتا رہا۔انبیا علیہم السلام اپنی امتوں کو آپ کی بشارت دیتے رہے۔قرآن شریف میں حضرت عیسی علیہ السلام کے چرچا کرنے کا بیان یوں ہے:

(۹)وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِي إِسْرَٰٓءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَىٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَٰتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ

(سورہ صف آیت ۱٤)

ترجمہ: اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس عظیم رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے تو انہوں نے کہا: یہ کھلا جادو ہے۔

کنزالایمان

حضرت عیسی علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے کئی سو سال پہلے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دے سکتے ہیں تو آپ کی امت چودہ سو سال بعد میلاد النبی کی خوشی کیوں نہیں منا سکتے ہیں (مصباحی)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فرمایا جیسا کہ مذکور ہے:

(۱۰)قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُبِينٌ

(سورہ مائدہ آیت ۱۵)

ترجم:،بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور ایک روشن کتاب۔

کنزالایمان

ان تمام شواہد سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے تذکرے اور محافل میلاد النبی منعقد کرنے کا اصل قرآن کریم سے ثابت ہے نزول رحمت و نعمت کے دن کو بطور عید منانا صالحین کا طریقہ ہے۔

جیسا کہ آنے والی آیت سے ظاہر ہو رہا ہے:

(۱۱)قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّٰزِقِينَ

(سورہ مائدہ 114)

ترجمہ : کنزالایمان عیسی بن مریم نے عرض کی :اے اللہ !اے رب ہمارے !ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو اور ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ کنزالایمان

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اُس دن کو عید بنانا، خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا اور شکر الٰہی بجالانا صالحین کا طریقہ ہے اور بیشک تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری یقیناً قطعاً حتماً اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے ۔اس لئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ولادتِ مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور فرحت وسرور کا اظہار کرنا مستحسن و محمود اور اللہ عزوجل کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

احادیث مبارکہ سے میلاد النبی کا ثبوت

(۱)عَنْ عُرْوَۃَ فی روایۃ طویلۃ قَالَ :وَثُوَیْبَۃُ مَوْلَاۃٌ لِأَبِی لَہَبٍ، کَانَ أَبُو لَہَبٍ أَعْتَقَہَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَہَبٍ أُرِیَہُ بَعْضُ أَھْلِہٖ بِشَرِّ حِیبَۃٍ، قَالَ لَہُ :مَاذَا لَقِیتَ؟ قَالَ أَبُو لَہَبٍ :لَمْ أَلْقَ بَعْدَکُمْ غَیْرَ أَنِّی سُقِیتُ فِی ہَذِہٖ بِعَتَاقَتِی ثُوَیْبَۃَ

(بخاری شریف جلد ثانی باب امہاتکم اللتی ارضعنکم ص ۷۶۴ / اصح المطابع دیوبند)

ترجمہ : حضرت عروہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اور ابولہب نے اُسے آزاد کر دیا تھا، اُس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔جب ابولہب مرگیا تو اُس کے اہل خانہ میں سے کسی کے خواب میں وہ نہایت بری حالت میں دکھایا گیا۔اس دیکھنے والے نے اُس سے پوچھا : کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا : میں بہت سخت عذاب میں ہوں، اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا۔ہاں مجھے اُس عمل کی جزا کے طور پر) اس (انگلی) سے قدرے سیراب کر دیا جاتا ہے جس سے میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔"

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا :وَذَکَرَ السُّھَیْلِیُّ أَنَّ الْعَبَّاسَ رضی اللہ عنہ قَالَ :لَمَّا مَاتَ أَبُو لَہَبٍ رَأَیْتُہُ فِی مَنَامِی بَعْدَ حَوْلٍ فِی شَرِّ حَالٍ، فَقَالَ :مَا لَقِیتُ بَعْدَکُمْ رَاحَۃً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ یُخَفَّفُ عَنِّی کُلَّ یَوْمِ اثْنَیْنِ. قَالَ :وَذَالِکَ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ یُخَفَّفُ عَنِّی کُلَّ یَوْمِ اثْنَیْنِ. قَالَ :وَذَالِکَ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَکَانَتْ ثُوَیْبَۃُ بَشَّرَتْ أَبَا لَہَبٍ بِمَوْلِدِہٖ فاعتقہا

(فتح الباری جلد ۹ ص ۵۳ المکتبۃ الشیخ الھند بدیوبند/مکتبہ فیصل دیوبند)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام سہیلی کے حوالے فتح الباری میں یوں بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں : ابولہب مرگیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں بہت برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن جب پیر کا دن آتا ہے ۔تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ہوئی تھی اور جب ثویبہ نے اس روز ابولہب کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خبر دی تو اس نے (ولادت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔

بخاری شریف کی مذکورہ حدیث کی روشنی میں شیخ ابوالخیر ابن جزری نے فرمایا: وقال شیخ القرأ الحافظ ابو الخیر ابن الجزری رحمه الله تعالی :قد رئی أبو لهب بعد موته فی النوم فقیل له :ما حالك؟ فقال :فی النار إلا أنه یخفف عنی كل لیلة اثنین وأمص من بین إصبعی هاتین ماء یقدر هذا -وأشار لرأسی إصبعیه- وإن ذلك بإعتاق لثویبة عندما بشرتنی بولادة محمد -صلی الله علیه وسلم- وبإرضاعها له. فإذا كان أبو لهب الكافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار لفرحه لیلة مولد محمد -صلی الله علیه وسلم- ما حال المسلم الموحد من أمة محمد -صلی الله علیه وسلم- یبشره بمولده وبذل ما تصل إلیه قدرته فی محبته؟ لعمری إنما یكون جزاؤه من الله الكریم أن یُدخله بفضله جنة النعیم.. وذكر نحوه الحافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی ثم أنشد: اذا كان هذا كافر جاذمه وتبت یداه فی الجحیم مخلداً أنه فی یوم الاثنین دائما یخفف عنه بالسرور بأحمد فما الظن بالعبد الذی كان عمره بأحمد مسرور أو مات موحداً

(سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد للامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی جلد اول ص ۴۳۹)

ترجمہ: حافظ ابن جزری نے لکھا ہے ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا۔ اس سے پوچھا گیا" تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: " آگ میں ہوں لیکن ہر سوموار کے روز میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ میں ان انگلیوں سے اس قدر پانی چوس لیتا ہوں۔ اس نے اپنی انگلیوں کی پوروں کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اس دن اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا جب اس نے مجھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور انہیں دودھ پلانے کی خوشخبری سنائی تھی۔ ابولہب کافر ہے۔ اس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا ہے۔ جب وہ حضور ﷺ کی ولادت پر خوش ہوا تو اسے جہنم میں اس کی جزا دی گئی۔ حضور ﷺ کی امت کے اس فرد کا کیا حال ہوگا جو آپ کی ولادت پر خوش ہوا اور آپ کی محبت میں حسب استطاعت خرچ کیا۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! اس کی جزا یہ ہے کہ رب تعالیٰ اسے اپنے فضل سے جنت النعیم میں داخل کرے گا۔

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے:

(ع)

اذا كان هذا كافر جاءذ

مه وتبت یداه فی الجحیم مخلداً

ترجمہ: ابولہب جیسا کافر جس کی مذمت میں تبت یدا ابی لھب پوری سورت نازل ہوئی، جس کا دائمی ٹھکانہ دوزخ ہے

أن أنه فی یوم الإثنین دائما

بخفف عنه بالسرور بأحمد

ترجمہ:-مگر سوموار کے دن میں حضور کی ولادت کی خوشی میں اس کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے

فما الظن بالعبد الذی کان عمرہ بأ

حمد مسرور اًو مات موحداً

ترجمہ:-اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں گزاری اور توحید کی حالت میں اسے موت آئی

(۲)عَنِ ابْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہما قَالَ :لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذالكَ، فَقَالُوا :هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي أَظْفَرَ اللَّهُ فِيهِ مُوسىٰ وبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ. ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهِ۔

(مسلم شریف جلد اول کتاب الصیام/ باب صوم یوم عاشوراص ۳۵۹ /کتب خانہ رشیدیہ، دہلی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔پس ان سے اس کے بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا :اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ ونصرت عطا فرمائی تو ہم اس عظیم کامیابی کی تعظیم وتکریم بجالانے کے لیے اس دن روزہ رکھتے ہیں۔اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :ہم تم سے زیادہ موسیٰ کے حق دار ہیں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی)روزے رکھنے کا حکم فرمایا:

(۳)عَنِ ابْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہما قَالَ :قَدِمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ :مَا هَذَا؟ قَالُوا :هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ، هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَه مُوسىٰ قَالَ :فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَه وَأَمَرَ بصِيَامِه

(بخاری شریف جلد اول کتاب الصوم/ باب صیام یوم عاشوراص ۲۵۸ / اصح المطابع دیوبند)

ترجمہ :"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے اُس دن روزہ رکھنے کا سبب دریافت فرمایا تو اُنہوں نے جواب دیا :یہ دن (ہمارے لیے)متبرک ہے۔یہ وہ مبارک دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اُن کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی (یہ ہمارا یوم آزادی اور یوم نجات ہے)۔پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس دن روزہ رکھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :تم سے زیادہ موسیٰ کا حق دار میں ہوں۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھا اور

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی) اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا"

(۴) عَنْ أَبِي مُوسى رضى الله عنه قَالَ: كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يَوْمًا تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَتَتَّخِذُهُ عِيدًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: صُومُوهُ أَنْتُمْ

(مسلم شریف جلد اول کتاب الصیام /باب صوم یوم عاشورا ص ۳۵۹ /اصح المطابع دیوبند)

ترجمہ: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہود یوم عاشورہ کی تعظیم کرتے تھے اور اُسے عید کے طور پر مناتے تھے۔ پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی اس دن روزہ رکھو۔ عاشورا کے روزے والی احادیث کی روشنی میں علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ میرے نزدیک میلاد النبی منانے کی اصل احادیث سے ثابت ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں" وقد ظهر لي تخريجها على أصل ثابت، وهو ما ثبت في الصحيحين من أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قدم المدينة فوجد اليهود يصومون عاشوراء فسألهم فقالوا: هذا يوم أغرق الله فيه فرعون وأنجى فيه موسى فنحن نصومه شكرًا لله تعالى. فقال: أنا أحق بموسى منكم. فصامه وأمر بصيامه. فيستفاد من فعل ذلك شكراً لله تعالى على ما مَنَّ به في يوم معين من إسداء نعمة أو دفع نقمة، ويعاد ذلك في نظير ذلك اليوم من كل سنة والشكر لله تعالى يحصل بأنواع العبادات والسجود والصيام والصدقة والتلاوة، وأي نعمة أعظم من النعمة ببيروز هذا النبي الكريم نبي الرحمة في ذلك اليوم؟ وعلى هذا فينبغي أن يتحرى اليوم بعينه حتى - صلى الله عليه وسلم - في يوم عاشوراء، ومن لم يلاحظ ذلك لا يبالي بعمل المولد في أي يوم من الشهر، بل توسع قوم حتى نقلوه إلى أي يوم من يطابق قصة موسى"

(المولد الروی فی میلاد النبی للامام ملا علی القاری المجلد الخامس ص ۳۸۹ / دار اللباب)

ترجمہ: لیکن میرے نزدیک اس کی اصل ثابت ہے جو صحیحین میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کی: اس روز رب تعالیٰ نے فرعون کو ہلاک کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ ہم رب تعالی کا شکر ادا کرتے ہوئے، روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ موسیٰ کا حقدار ہوں۔ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ جس نے یہ عمل شکرادا کرتے ہوئے کیا کہ اس دن میں رب تعالیٰ نے اس پر نعمت کی یا اس سے عذاب دور کیا تو وہ ہر سال کے اس روز میں یہ عمل کرے گا۔ رب تعالی کا شکر مختلف طریقوں سے ادا ہوتا ہے۔ شکر، عبادات، سجود، قیام، روزہ وصدقہ اور تلاوت کر کے ادا کیا جاسکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی نعمت اور کون سی ہے جو اس دن ملی جس دن میلاد پاک منایا جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان کوشش کرے کہ اسی روز محفل میلاد منعقد کرے جس روز آپ پیدا ہوئے تھے تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے ساتھ مشابہت پیدا ہو سکے۔ اور جو یہ امر پیش نظر نہ رکھے اس کے لیے روا ہے کہ وہ اس ماہ مبارک کے جس دن چاہے۔ میلاد کرائے بلکہ علماء نے اس میں اتنی وسعت دی ہے کہ وہ سال کے جس دن میں چاہے محفل میلاد کرالے۔ یہ روایت میلاد مبارک منانے کی اصل ہے۔

اہل سنت میں چھپے رافضیوں کی خانہ تلاشی

از رشحات قلم: محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفہ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفیٰ باسپیٹ، وڈو کمپلی کرناٹک ۔ گنتکل آندھرا پردیش شیخ الحدیث حضرت خدیجۃ الکبریٰ دارالبنات باسن کرناٹک الھند۔

ایک زمانہ تھا کہ ہند کی زمین پر صرف سنیت کی باد بہاری تھی ہر طرف عشق ومحبت کا شمع فروزاں تھا اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی عقیدت کی کھیتیاں لہلہا رہی تھیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے عظمت ووقار کا آفتاب عالم تاب خط استوا پر گامزن تھا جس کی تابانیوں سے سنیت کی پوری فضا جگمگا رہی تھی نہ کسی کو اہل بیت کرام کی ذات ستودہ صفات پر کلام تھا نہ ہی صحابی رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں سے کسی ایک پر کسی کو انگشت نمائی کی جرات تھی لیکن جب ایرانی شیعہ کی آمدورفت کا آغاز ہندوستان میں ہوا تو شیعیت ورافضیت کے عقائدی و نظریاتی جراثیم نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا اور رفتہ رفتہ طوفانی شکل اختیار کرگیا۔ اس دور کے علمائے اہلسنت اس فتنے کی سرکوبی کیلئے میدان عمل میں اترے بالخصوص مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور سبع شنابل شریف کے مصنف سید شاہ عبد الواحد بلگرامی علیہم الرحمۃ والرضوان نے اس کی کمانڈ سنبھالی اور تمام علمائے اہلسنت کو اپنی معیت میں لے کر اس فرقہ پر کاری ضرب لگائی اور اس فتنے کے زور کو توڑنے میں کامیابی حاصل کی جس کا یہ اثر ہوا کہ اس دور کے مسلمان چوکنے ہوگئے اور ان کے ایمان وعقیدے کی کشتی ڈوبنے سے بچ گئی مگر اسی عہد میں بڑی چابکدستی سے رافضیوں نے گرگٹ کی طرح اپنا رنگ بدلا اور اہل سنت کے صفوں میں سنی بن کر داخل ہوگئے اور گاہے بگاہے مار آستین بن کر ڈسنے کا کام کرتے رہے لیکن ہمیشہ ان لوگوں کو منہ کی کھانی پڑی ایک مرتبہ پھر اہل سنت میں چھپے چند رافضیوں نے اودھم مچانا شروع کیا ہے اور کچھ ابھی بھی چھپے ہوئے ہیں جن کی شناخت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

رفض کا لغوی معنی : چھوڑنا، رافضی ہونا، اختلاف (فیروز) الرفض : چھوڑنا۔ الرافضۃ : جنگ وغیرہ میں اپنے قائد ورہنما کو چھوڑ دینے والی جماعت، شیعوں کی ایک جماعت اورنسبت کے لئے۔

رافضی : (کہا جاتا ہے) (مصباح/المنجد)

رفض : چھوڑنا، ترک کرنا، (کشوری) رافضی منسوب طرف رافضہ کے، رافضہ اس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے سردار کو چھوڑ دے۔ تتر بتر ہونا بکھر جانا منتشر ہونا، اور تعصب برتنا۔

(القاموس الوحید/ ۶۳۸)

رافضی اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی اس شخص یا گروہ کے ہیں جنہوں نے اپنے قائد وپیشوا کو تنہا چھوڑ دیا ہو۔

(ابن منظور ج ۱۵۷/۷ - فراہیدی ج ۲۹/۷)

فقہائے امت اور سلف صالحین کی اصطلاح میں رافضہ یا رافضی اس شخص کو کہتے ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہ اجمعین کی کردارکشی اور توہین کرنے کو جائز سمجھتا ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ:

"فمن قدمه علی ابی بکر و عمر فھو غال فی تشیعه و یطلق علیه رافضی"

(ہدی الساری فی مقدمة فتح الباری/۴۵۹)

جو شخص سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو سیدنا ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما پر افضلیت میں مقدم کردے تو وہ شخص غالی شیعہ ہے اور اس پر لفظ رافضی کا اطلاق ہوتا ہے۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ :

"ومن ابغض الشیخین واعتقد صحة امامتھما فھو رافضی مقیت ومن سبھما واعتقد أنھما لیسا یامامی ھدی فھو من غلاة الرافضة"

(سیر أعلام النبلاء ج۱۶/۴۵۸)

جو شخص شیخین یعنی حضرت سیدنا ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بغض رکھے اور انہیں خلیفہ برحق بھی مانے تو یہ شخص رافضی قابل نفرت ہے اور جو شخص انہیں یعنی سیدنا ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما کو خلیفہ برحق بھی تسلیم نہ کرے اور ان دونوں بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کرے تو یہ شخص غالی رافضیوں میں سے ہے۔

احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ :

"قلت لابی من الرافضة قال الذی یشتم و یسب أبابکر و عمر رضی الله تعالی عنھما"

(السنة لعبد اللہ بن احمد ج۲/۵۴۸)

احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رافضی، کون لوگ ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ رافضی وہ شخص ہے جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو برا کہے اور انہیں گالیاں دے فتاوی رضویہ ج ۳۹۹ / ۹ قدیم/۴۰۱/ فتاوی عزیزی ج ۱۸۸ / ۱ / بہار شریعت ح ۶۱ / ۱ قدیم وغیرہ میں بھی کچھ زیادتی کے ساتھ عبارت مذکورہ بالا کے مثل مرقوم ہے)

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے مابین جو کچھ اختلاف واقع ہوا اس میں خموش رہا جائے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۱۲ / الابانۃ عن اصول الدیانۃ/ ۷۸ /مکتوبات امام ربانی دفتر اول/ ۲۵۱ شرح الفقہ الاکبر/ ۱۳۵ /مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور السیر ج ۳۰۵ / ۸ / فتاوی رضویہ ج ۵۸ / ۲۹ / اس کے علاوہ سینکڑوں کتب اہلسنت میں یہی مرقوم ہے)

امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ صحابی رسول ہیں۔

(بخاری کتاب المناقب باب ذکر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ ج۵۳۱/۱ التاریخ الکبیر ج۲۴۰/۵ تطبیر الجنان الفصل الثانی/۲۹ المسامرہ شرح المسایرۃ الرکن الرابع، الاصل الثامن ۲۵۹ نسیم الریاض، القسم الثانی، ج۳۰/۳ /النبراس شرح شرح العقائد محاربۃ الصحابۃ/۳۳۰/المستند المعتمد مع المعتقد المنتقد ۱۹۲/۱۹۳/فتاوی رضویہ ج۵۸۲/۵/)

اس کے سوا دیگر کتب اہلسنت میں بھی یہی مذکور ہے) شیخین کی خلافت کا منکر کافر ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب الامامۃ ج۲۴۴/۱ خزانۃ المفتین کتاب الصلاۃ ج۲۸/۱ فتح القدیر شرح ھدایہ ج۲۲۸/۱/

اس کے علاوہ بے شمار کتابوں میں یہی بات مذکور ہے) اہل سنت و جماعت کا عقیدہ صاف وشفاف آئینے کی طرح روشن و تابناک

ہے، ان مختصر اور اجمالی خاکہ کو سامنے رکھیں اور نگاہ اٹھا کر دیکھیں کہ ماضی قریب میں وہ چہرے کون کون تھے اور ہیں جنہوں نے صحابہ کرام کی شان میں زبان طعن دراز کی اگر وہ سنی ہوتے تو کیا اہلسنت کے اتفاقی واجماعی مسئلہ کے حدود ستہ سے تجاوز کرتے ہر گز نہیں کرتے اور جو لوگ اہل سنت و جماعت کے اجماعی و اتفاقی مسئلہ پر یلغار ہوتے وقت خموش رہے اور ایک تماشائی کی طرح تماشہ دیکھتے رہے اس فتنے کے سد باب کے لئے اپنی زبان تک کھولنا گوارہ نہ کیا کیا ایسے لوگ سنی کہلانے کے حقدار ہیں بڑی سنجیدگی کے ساتھ غور کریں تو کھلے رافضیوں کا جہاں علم ہوگا وہاں چھپے رافضیوں کا مکروہ چہرہ بھی صاف دکھائی دینے لگے گا اور پھر پکار پکار کر کہنے لگیں گے کہ یقینا یہ دونوں ہی سنی نہیں ہیں بلکہ اہل سنت میں چھپے ہوئے رافضی ہیں۔

دور جدید میں غور وفکر کریں گے تو معلوم ہوگا کہ مسٹر ایڈوکیٹ پاکستانی نے اپنا ایمانی ضمیر رافضیوں کے ہاتھوں گروی رکھ کر ضمیر فروشی کرتے ہوئے منظر نامے پر آیا اور خمینی جیسے غالی رافضی شیعہ کے بارے میں انٹرویو دیتے ہوئے کہنے لگا کہ امام خمینی تاریخ اسلام کے ان شجاع اور جری مردان حق سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے، خمینی سے محبت کا تقاضہ ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے۔
(روزنامہ نوائے وقت لاہور/ ۸۷ / جون (۱۹۸۹)

خطیب الہند سے موسوم ایک رام بھگت اور مراد دیسائی کے وظیفہ خارنے وہی بولی بولنا شروع کیا اور آج اس نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے اس کی در پردہ حمایت کون سی یونیورسیٹی کر رہی ہے سب جانتے ہیں کسی کو بتانے کی حاجت نہیں کیا اس اہلیان یونیورسیٹی میں اتنی ہمت ہے کہ اس کے خلاف کلام کر سکے اس کا بائیکاٹ کر سکے اور اہل سنت کے عقائد پر شب خون مارنے والوں کو کیفر کردار تک پہونچا سکے اگر وہ ایسا نہیں کرتے ہیں تو پھر ان کے بارے میں کیا خیال کیا جائے۔

اکثر سادات کہلانے والے لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں تحقیق کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کی رافضیت کے یہاں رشتہ داریاں بھی ہیں آنا جانا کھانا پینا سب کچھ ہے اس کے باوجود وہ لوگ خود کو سنی ہی کہلواتے ہیں جب کہ اہلسنت کا موقف اس کے خلاف ہے تو پھر یہ سنی کیسے ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں لوگوں کے ذریعے اہل سنت کے ذہن وفکر میں رافضیت کا جراثیم ڈالا جارہا ہو، ڈاکٹر پاکستانی کی بدولت چھپے رافضی بل سے باہر آچکے ہیں اور کچھ ابھی بھی چھپے ہوئے ہیں اجمیر، کچھوچھ، بیجاپور، بنگلور، مالیگاؤں گلبرگ، دیوا شریف، مارہرہ شریف اور بریلی شریف میں بھی کچھ ایسے افراد پائے جارہے ہیں جو رافضیت کے عقائد ونظریات کے پرچارک بنے ہوئے ہیں کچھ افراد نے اپنے موقف کا اظہار تو کیا کہ ہم سنی ہیں ہمارے عقائد ونظریات اہل سنت کے مطابق ہیں موقف اہلسنت کے خلاف جو اپنا نظریہ رکھتے ہیں ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن دیکھا یہ جارہا ہے کہ اندرون خانہ سارے تعلقات برقرار ہیں جس سے ایسا لگتا ہے کہ یہ سب ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں ورنہ یہ دورنگی کیوں؟ کہا کچھ جارہا ہے اور کیا کچھ جارہا ہے ایک بڑے صاحب ہیں جس نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے باغی بھی نہیں چاہئے جب کہ یہ جملہ اہل سنت کے اجماعی واتفاقی موقف کے خلاف ہے بتائیے ایسوں کو کیا کہا جائے جب کہ ان کی پہچان دنیائے سنیت میں ایک سرخیل کی ہے سراواں بھی اسی زنجیر کی ایک کڑی ہے، ابھی کچھ دنوں قبل غدیر خم منائے گئے غدیر خم منانے کا مطلب خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا انکار اور مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ کو بلافصل خلیفہ ماننے کا اعلان ان نام نہاد سنیوں کے یہاں بڑے زور وشور سے اس تقریب کو منانے کا اہتمام کیا گیا اب سوچ سکتے ہیں یہ لوگ کون ہیں ان لوگوں نے رافضیت کا نام بدل کر مولائیت کا نام دے دیا ہے اور ایک نئے

فرقے کو معرض وجود بخشا ہے جس نے کشمیر سے لیکر کنیا کماری تک اور ہر دوارکا سے لے کر بنگال کی کھاڑی تک ایک طوفان برپا کر رکھا ہے کبھی امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مشق ستم بنایا جاتا ہے تو کبھی خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا غدیر خم منا کر خوش انکار کیا جاتا ہے، من کنت مولاہ فعلی مولی : والی روایت کی غلط تعبیر وتشریح کرتے ہوئے انبیاء علیہم السلام سے افضل مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثابت کرنے کی ناپاک سعی جاری ہے ایک موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے امت کے اجماعی اطلاق اور اطلاق متواترہ اور تلقی بالقبول سے انحراف کرتے ہوئے مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کو صدیق اکبر کے لقب سے ملقب کرنے کی ناپاک کوشش ہوئی اور ناگپور میں سوشیل میڈیا پر خوب اودھم مچایا۔ اور عظمت صحابہ کرام کے وقار پر حملہ کرنے کے ساتھ ساتھ بریلی پر بھی حملہ ہو رہا ہے صاف ظاہر ہے کہ آج بھی انہیں بریلی شریف سے ہی خوف ہے اس کو اپنے راستے کا سب سے بڑا کانٹا تصور کر رہا ہے اور یہ بات سچی بھی ہے جس سے واضح ہے کہ آج بھی بریلی شریف ہی عقائد اہلسنت کا سچا محافظ ونقیب ہے یہی مرکز علمی بھی ہے اور مرکز روحانی بھی ہے اسی لئے تو اس پر یلغار ہے وقت آن پہونچا ہے کہ کھلے اور چھپے رافضیوں کو ننگا کیا جائے اور انہیں اہل سنت کے صفوں سے باہر نکال کر اہل سنت کے عقائد ونظریات کو تحفظ بخشا جائے۔

از رشحات قلم: محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفہ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفیٰ ہاسپیٹ، وڈو کمپلی کرناٹک۔ گنتکل آندھراپردیش شیخ الحدیث حضرت خدیجۃ الکبری دارالبنات باسن کرناٹک الھند



نوجوانوں میں ابھرتا فتنۂ ارتداد اسباب وعلاج

از : محمد جسیم اکرم مرکزی
متعلم : جامعۃ الرضا بریلی شریف

اللہ وحدہ لاشریک نے ہمیں جن نعمتوں سے نوازا ان میں سب سے بڑی نعمت ایمان کی نعمت ہے اسی لیے مسلمان اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے اپنی محبوب جان کو بھی جان آفریں کو سپرد کرتے ہوئے دیر نہیں لگاتے - بقول شاعر یہ کہتے ہوے موت کو گلے لگاتے ہیں:

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن اس پرفتن، پرآشوب دور میں نوجوانان اسلام کے قلوب واذہان سے اسلام وایمان کی قدر ومنزلت کم ہوتی جا رہی ہے جو کہ افسوسناک بات ہے- کیوں کہ ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اسی فضائے خوش گوار میں پروان چڑھے، دولت ایمان سے مالا مال ہونے کے لیے نہ کوئی مشقت اٹھانی پڑی اور نہ کبھی پریشان ہوئے، بقول سرکار اعلی حضرت ارضاہ عنا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

نہ ہمارے ساتھ سلمان فارسی بلال حبشی صہیب رومی رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے حادثات پیش آئے اور نہ ہی کوئی بڑی مصیبت، شاید بایں سبب حکومت ہند کے ٹکڑوں میں پلنے والے بھگوائیوں کے دام فریب میں جا پھنستے ہیں اور اسلام جیسی نعمت عظمی خود اپنے ہاتھ گنوا کر قعر مذلت میں جا گرتے ہیں اللہ جل وعلا نے مسلمان مرد وعورت کے مشرک مرد وعورت سے نکاح کے سلسلے میں فرمایا:

﴿وَلَا تَنكِحُوا۟ ٱلْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا۟ ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُو۟لَٰٓئِكَ يَدْعُونَ إِلَى ٱلنَّارِ ۖ وَٱللَّهُ يَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱلْجَنَّةِ وَٱلْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِۦ ۖ وَيُبَيِّنُ ءَايَٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾

[البقرة ۲۲۱]

ترجمہ کنزالایمان : اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو، اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں، اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو، وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔

پھر بھی اگر کوئی نصیحت بھلا کر مشرک مرد وعورت سے شادی کر کے اس کا دین قبول کرلے تو وہ کافر مرتد ہو جائے گا اور اس کے لیے

جہنم کا دائمی دردناک عذاب ہے، اللہ جل وعلا کا فرمان عالی شان ہے :

وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

[البقرۃ ۲۱۷]

ترجمہ کنزالایمان : اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

بھگوائیوں کی سازشیں

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ اسلام اور اہل اسلام پر مخالفین کی نگاہیں ہمیشہ مرکوز رہی ہیں شاید و باید ہی کوئی ایسا شہر یا قریہ ہو جہاں مسلمانوں کو مخالفین سے اپنے تحفظ و بقا کے لیے جنگ نہ لڑنی پڑی ہو، خصوصا ہندوستان میں ایسا صدیوں سے ہوتا چلا آرہا ہے اور یہ سلسلہ اب دراز ہوتا جارہا ہے، وقتا فوقتاً فتنے مختلف شکلوں میں رونما ہوتے رہے حتی کہ دور حاضر میں ایک نیا فتنہ، فتنۂ ارتداد نے سر اٹھایا جس کا پس منظر خود ایک ہندو لڑکی کی ٹویٹ کی شکل میں ملاحظہ فرمائیں: ٹویٹر میں پونم کماری نام کی آئی ڈی ہے جس سے ۲۶ اپریل ۲۰۲۳ میں یہ ٹویٹ کی گئی : مسلم لڑکیوں سے شادی کرواسے سرکاری پراپرٹی سمجھ کر استعمال کرو خود بھی مزہ لو دوسروں کو بھی دلاؤ" سب کا ساتھ سب کا وکاس" تبھی ہوگا۔

اس کے بعد بھگوائیوں کے لیے مزید پانچ ہدایات لکھی ہوئی ہیں من وعن آپ حضرات بھی ملاحظہ فرمائیں : ۱) مسلم لڑکی کے سامنے اس کے مذہب کی تعظیم کرو

۲) اسلامی اسٹیٹس لگاؤ اور دکھاؤ تم بھی اسلام سے پیار کرتے ہو

۳) جب جنسی تعلقات قائم ہو جائیں تو اسے Oyo پہ لے کر بہت ساری تصویریں کھنچوا کر اپنے پاس رکھ لو

٤) " بجرنگ دَل" میں شامل کرو

٥) لڑکی کو بھگا لے جا ر شادی کرو" بجرنگ دل" سے پانچ یا چھ لاکھ روپے مل جائے گا اس روپے سے لڑکی کے ساتھ دو تین سال تک چل جائے گا پھر اس کے بعد اپنا رنگ دکھا دینا۔ سمجھ گئے نا آگے! بھگوائی سازشیں کیوں؟

آخر یہ سازشیں رچنے رچانے کی ضرورت کیا ہے؟ اس کی مختصر وضاحت ملاحظہ فرمائیں :

پہلی ہدایت اس میں کہا گیا کہ مسلم لڑکی کے سامنے اس کے مذہب کی تعظیم کرو ایسا کرنے سے وہ تم سے متاثر ہونے لگے گی وہ تمہارے افعال کو دیکھ کر سوچے گی کہ یہ تو ہماری عزت کرتا ہے ہمارے مذہب کو اچھا جانتا ہے شاید اگر میں اسے سمجھاؤں گی تو یہ بھی اسلام کو ماننے لگے گا ثواب بھی ملے گا تو کیونکر اس موقع کو ہاتھ سے جانے دوں جب تم ایسا کروگے تو پھر وہ دھیرے دھیرے تمہارے قریب آنے لگے گی اور تم اپنے ہدف میں بآسانی کامیابی حاصل کرسکوگے۔

دوسری ہدایت اس میں اسلامی اسٹیٹس لگانے کی ترغیب دلائی گئی ہے تاکہ اس کے رابطے میں جتنی مسلم لڑکیاں ہوں گی وہ سب دیکھیں گی یہ ہندو ہو کر بھی ہمارے اسلام کو بہت پسند کرتا ہے تو وہ اپنی اس سہیلی کو جو اس ہندو لڑکے کے دام فریب میں پھنسنے کو ہے اس کی طرف جانے سے بھی نہیں روکے گی بلکہ مزید اس کی ترغیب دے گی۔

تیسری ہدایت اس میں جنسی تعلقات قائم کرنے کے بعد پارک وغیرہ میں گھمانے اور تصویریں کھچوانے کی ہدایت دی گئی ہے تاکہ اگر بعد میں گھر والے کو پتہ چلے کہ میری بیٹی ایک ہندو لڑکے کے ساتھ عشق لڑا رہی ہے اور والدین اسے اس ناپاک رشتے کو توڑنے کے لیے کہیں تو لڑکی کے پاس سوائے اس ہندو لڑکے کو اپنانے کے کوئی راستہ نظر نہ آئے کیونکہ اگر وہ چھوڑ دے گی تو لڑکا تمام تصویریں شوشل میڈیا میں شئر کر دے گا جس سے لڑکی کی بے عزتی تو ہوگی ہی ہوگی لیکن اس سانحہ کے بعد کوئی غیرت مند مسلم لڑکا اس سے شادی کرنا بھی نہیں چاہے گا، اس لیے کہ اس کے پاس اپنے ہندو عاشق کو اپنانے کے سوا کوئی راستہ نہیں رہے گا۔

چوتھی ہدایت اس میں کہا گیا کہ لڑکی کو بجرنگ دَل میں شامل کرو بجرنگ دل کیا ہے؟ بجرنگ دل سخت گیر ہندو تنظیم وشوا ہندو پریشد (وی ایچ پی) کا یوتھ ونگ ہے، بجرنگیوں کا یہ گروپ شری رام کے کام کے لیے 'بجرنگ دل' کی شکل میں کام کرتا ہے۔' بجرنگ دل تنظیم کا قیام ہندوؤں کو سماج دشمن عناصر سے بچانے کے لیے ہے۔ اس وقت صرف مقامی نوجوانوں کو ہی ذمہ داری دی گئی ہے جو شری رام جنم بھومی تحریک کے کام میں سرگرم رہتے ہیں۔ اس تنظیم کو اس کے سخت گیر اور 'مسلم اور مسیحی مخالف' نظریات کے لیے ابتدا سے ہی سخت تنقید کا سامنا ہے۔ (ماخوذ از گوگل)

مذکورہ اقتباس کو پڑھیے اس میں کہا گیا ہے کہ اس وقت" بجرنگ دل" کی ذمہ داری نوجوان ہندو سنبھال رہے ہیں تاکہ " بجرنگ دل" میں مسلم لڑکیوں کو شامل کرایا جائے اور ان کی ذہن سازی کی جائے تاکہ وہ اسلام سے بدظن ہو کر بھگوائیوں کے نرغے میں آجائیں—

پانچویں ہدایت اس میں تو آسائش و آرام کی تمام سہولتوں کی ذمہ داری دی گئی ہے کہ مسلم لڑکی کو بھگا کر لے جانے والے کو پانچ سے چھ لاکھ روپے ملے گا جس سے وہ دو تین سال تک خوب عیش کریں گے پھر جب من بھر جائے اور اس کی طرف رغبت نہ رہے تو اپنا رنگ دکھا دیں، جس کی ترغیب ان الفاظ کے ذریعے دی گئی "اپنا رنگ دکھا دینا سمجھ گئے نا آگے" یعنی آگے کیا کرنا ہے یہ سارا نظام جو " بجرنگ دل" میں بتایا گیا اسی کی طرف اشارہ ہے لہذا وہ تمام باتیں اپنے ذہن میں رکھ کر سارا کام انجام دینے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے،

آئیے مذکورہ اقتباس میں جو کہا گیا ہے کہ" اپنا رنگ دکھا دینا" وہ کونسا رنگ ہے آپ کو واقعات کے تناظر میں دکھاتے ہیں" اپنا رنگ دکھا دینا" واقعات کے تناظر میں پہلا رنگ: اخبار کی سرخی میں لکھا ہے" ہندو لڑکے سے شادی کرنے والی نعیمہ کا عبرتناک انجام"

۱۷ مارچ ۲۰۲۳ء کو ایک خوبصورت حسین و جمیل لڑکی نعیمہ ہندو لڑکا آشو کے ساتھ گھر سے فرار ہو گئی عاشق آشو کے لیے نعیمہ

نے ماں باپ دھن دولت نعمت بلکہ سب سے بڑی نعمت ایمان واسلام تک چھوڑ دی، لیکن اتنا سب کچھ کرنے باوجود آشو "بجرنگ دل" کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے اپنا رنگ دکھاہی دیا جب اس کا من بھر گیا تو اس نے نعیمہ کو قتل کر دیا ظلم بالائے ظلم یہ کہ قتل کر کے بلکوپ کے کنویں میں ڈال دیا بلکہ اس سے بھی جی نہیں بھرا تو لاش کو گلنے کے لیے کنویں میں نمک بھی ڈال دیا تا کہ جلدی سے لاش گل جائے اور اس کا مقصد تمام ہو جائے لیکن ایسا نہیں ہوا۔

شاملی بابری تھانہ چھپتر میں ۱۳ اپریل بنتی کھیڑا میں بلکوپ کنویں سے نعش برآمد ہوگئی اور آشو کے خلاف لڑکی کے گھر والوں نے رپورٹ درج کروائی، لیکن اب یہ کاروائی کرنے سے کیا ہوگا؟ آشو نے تو اپنا رنگ دکھا دیا! یہ تو بجرنگ دل کا پہلا رنگ ہے دل کو تھامیے اور دوسرا رنگ ملاحظہ فرمائیے دوسرا رنگ اخبار کی سرخی میں لکھا ہے : بیچا : سمستی پور میں یوتی نے درج کروائی ایف، آئی، آر، کہا لڑکوں نے چھ مہینے ریپ کر کے پھر دلی میں بیچ دیا۔

واقعہ کا پس منظر ہندو لڑکے وکاس نے سازش کر کے مسلم لڑکی کو پیار کے جال میں پھنسایا، پھر اس سے بھاگ کر شادی کی، وکاس نے کچھ دن اس نئی نویلی گڑیا سے کھیلا جب دل بھر گیا تو اس نے اس کو بنگلور میں چار لڑکوں کے ہاتھ بیچ دیا، چھ مہینے تک ان چار لڑکوں نے بھی گینگ ریپ کیا، اس کے جسم کو خوب نوچا پھر انھوں نے لڑکی کو دلی میں لا کر بیچ دیا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود مسلم لڑکیوں کی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں کہتی ہیں "میرا والا ایسا نہیں کرے گا" یہ بالکل فریب ہے غلط ہے کیونکہ وہ اپنے دام فریب میں پھنساتا ہی اس لیے ہے کہ اپنا رنگ دکھا سکے۔ اللہ سمجھ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ یہ تو دوسرا رنگ تھا جس کو دیکھنے کے بعد ضرور دل دہل گیا ہوگا آئیے لگے ہاتھ تیسرا رنگ بھی ملاحظہ فرمائیے اور اس پر بھی غور کیجیے کہ کس طرح سے مسلم لڑکیوں پر بھگوائیوں کا رنگ چڑھتا جا رہا ہے۔

تیسرا رنگ نویڈا۔ انسٹا گرام پر ریل بنانے والی سائبہ خان کو جیتندر سے پیار ہو گیا تو دونوں نے شادی کر لی، جیتیندر نے اپنی خواہشات نفس کی تکمیل کے بعد ۱۰ مئی ۲۰۲۳ کو سائبہ کو شراب پلا کر اس کے ہاتھ کی نس کاٹ دی، جب وہ بے ہوش ہو گئی تو گھبرا کر گلا گھونٹ کر مار دیا اور پاس ہی کے ایک گندی نالی میں پھینک دیا، کتے لاش کو نوچ رہے تھے تو کسی نے ۱۸ مئی کو پولیس کو خبر دی، لاش کے ہاتھ پر سائبہ خان لکھا تھا، جیتیندر نے تو حد ہی کر دیا بلکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس نے انتہائی درجے کا رنگ دکھایا۔

اسلام چھوڑنے پر کیا ملا؟ یہی کہ ذلت کی موت مرنے کے بعد لاش تک کو کتے نوچ نوچ کر کھانے لگے، دل پھٹا جاتا ہے ایسے واقعات کو پڑھ کر سن کر لیکن اب بھی قوم مسلم اور ہماری بچیاں بیدار ہونے کا نام نہیں لے رہی ہیں کاش اگر سائبہ کسی مسلم سے شادی کرتی تو ملکہ بن کر ایک گھر میں راج کرتی اور ملکہ جیسی شان وشوکت کے ساتھ اپنی آخری آرام گاہ تک جاتی لیکن اس نے عزت پر ذلت کو فوقیت دی۔

چوتھا رنگ حیدر آباد ۲۳ جون ۲۰۲۳ء کو تعلیم یافتہ مسلم لڑکی ثنا نے فیس بک میں لاؤ آ کر خودکشی کر لی جس کی خبر بجلی کی طرح ہر طرف پھیل گئی، ہندو شوہر ہیمنت پاٹیل نے اسلام قبول کرنے کا ناٹک کر کے ثنا کو "بھگوا لو ٹرپ" میں پھنسایا جب ثنا کی جوانی کو نوچ لیا

من بھر گیا تو پھر ثنا کو دھوکا دے کر دوسری مسلم لڑکی صوفیہ کو اپنے دام فریب میں پھنسایا اور اس کے ساتھ مل کر ثنا کو چھیڑنے اور پریشان کرنے لگا، ثنا نے ہیمنت پاٹیل کی ان دل خراش باتوں سے پریشان و مجبور ہو کر خودکشی کر لی دیکھیے بغور دیکھیے کہ اس ہندو لڑکے نے کیا رنگ دکھایا پہلے تو مسلمان ہونے کا ناٹک کیا لڑکی سمجھی کہ میں اس سے شادی کرلوں گی تو مجھے بھی ثواب ملے گا تو شادی کر لی، لیکن اس غدار نفس کے شکار نے اپنا رنگ دکھایا اور ثنا کو تکمیل خواہشات نفس کے بعد بے یار و مددگار چھوڑ دیا، صرف یہی نہیں بلکہ اس نے اس کے بعد دوسری مسلم لڑکی کو بھی پھنسایا یہاں سے قارئین سمجھ سکتے ہیں مسلم لڑکیاں کس قدر ان بھگوائیوں سے متاثر اور اسلام سے بدظن ہو چکی ہیں کہ یہ دیکھنے کے بعد بھی کہ مسلم لڑکی اس درندے کے بھینٹ پہلے ہی چڑھ گئی لیکن پھر بھی وہ اس کے ساتھ رہنے میں خود کو محفوظ سمجھ رہی ہے، حالانکہ وہ دن دور نہیں کہ یہ بھی بھگوائی رنگ کا اصل چہرہ دیکھے گی اور دین و ایمان سے ہاتھ دھوئے گی ہی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گی۔

مسلم لڑکیوں کو ثنا کی ماں کی نصیحت

اخبار کی سرخی میں لکھا ہے : غیر مسلم شوہر کی ہراسانی پر خودکشی کرنے والی ثنا کی والدہ کی مسلم لڑکیوں سے التجا،

حیدر آباد ۲۳ جون : (سیاست نیوز) : غیر مسلم شوہر کی ہراسانی کا شکار خودکشی کرنے والی ثنا کی والدہ نے مسلم لڑکیوں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ ان کی بچی جیسی غلطی نہ کریں، انھوں نے مسلم لڑکیوں سے التجا کرتے ہوئے کہا : کہ وہ کوئی دوسری مسلم بیٹی کے ساتھ اس طرح دردناک انجام کو نہیں دیکھ سکتی۔ انھوں نے کہا کہ انھیں ایسا سبق حاصل ہوا جس کو وہ زندگی بھر کبھی بھلا نہیں سکتی۔ ثنا کی والدہ نے کہا ان کی بچی کو شادی کے وقت سے ہراسانی کا سامنا تھا۔ لڑکی کا شوہر لڑکی پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرتا تھا۔ لڑکی برسر روزگار اور اعلی تعلیم یافتہ تھی۔ ثنا کی والدہ جو بچی کے غم میں صدمہ کا شکار ہے دیگر مسلم لڑکیوں کو نصیحت کرتی ہے کہ وہ ان کی بچی کے انجام کو دیکھیں اور دردمندانہ گزارش کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ وہ ثنا کی جیسی غلطی نہ کریں۔ یہاں ثنا کی ماں کے نصیحت کو اس لیے ذکر کیا کیونکہ ایک بیٹی کی جدائی کا درد ماں ہی جان سکتی ہے ہم اور آپ نہیں جان سکتے۔

پانچواں رنگ ان بھگوائیوں کا ایک بہت ہی نازیبا اور گھناؤنا رنگ دیکھیے اور اپنے آپ سے سوال کیجیے کہ کیا اب بھی آپ کی اپنی ایمانی غیرت خاموش تماشائی بن کر تماشا دیکھنا چاہتی ہے یا بھگوائیوں سے انتقام پر آپ کو ابھارتی بھی ہے؟ ایم پی میں تقریبا دو مہینے پہلے ایک مسلم لڑکی کو ہندو لڑکے نے "بھگوا لو ٹریپ" میں پھنسالیا پھر اس کے بعد اس کی عزت سے کھلواڑ کیا جب من بھر گیا تو لڑکی کو زد و کوب کرنے لگا حتی کہ جب لڑکی زمین پر بے حس ہو کر گر پڑی تو اس کے چہرے پر ہندو لڑکا پیشاب کرنے لگا اس منظر کو جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی، کہ آج مسلم بیٹیوں پر اس قدر ظلم و تشدد ہو رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ مصلحت کے ترانے گنگنا رہے ہیں۔ اگر خاموشی اور تماشائی بنے رہنے کا نام مصلحت ہوتا تو حضرت محمد بن قاسم علیہ الرحمہ کبھی بھی حجاز سے ایک ننھی جان کو بچانے کی خاطر سندھ نہیں آتے ایک نازک جان کے لیے کئی بہادر جان شہید نہیں کراتے، تاریخ سے واقفیت رکھنے والے حضرات سے یہ بات مخفی نہیں ہے۔

آخر بات کیا تھی حضرت محمد بن قاسم نے کئی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ایک جان بچائی، بات غیرت ایمانی کی تھی کہ مسلم سر تو کٹا سکتے ہیں لیکن اپنی غیرت کا سودا کبھی نہیں کر سکتے، یہ تو صرف ماضی قریب کے پانچ رنگ واقعات کی شکل میں قارئین کے ضمیر کو جھنجھوڑ نے کے لیے پیش کیے گئے ہیں ورنہ ایسے واقعات ہزاروں سے زیادہ ہیں جن کو ضبط تحریر میں لانے کے لیے ایک دفتر بھی ناکافی لیکن اہل دل چشم بینا کے لیے یہ پانچ رنگ بھی کافی ووافی۔

اسباب وعلاج

فتنۂ ارتداد کے سد باب کے لیے پانچ اسباب ملاحظہ فرمائیں اور انھیں کو علاج بھی سمجھیں، رہی بات شفا کی تو وہ اللہ جل وعلا کے دست قدرت میں ہے۔

(۱) سب سے پہلی ذمہ داری والدین کی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اسلامی ماحول میں پرورش کریں خود بھی گناہوں سے بچتے رہیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں کیونکہ ماں کی گود اولاد کے لیے پہلی درسگاہ ہے اس میں جو تربیت ہوگی اس کا اثر تا دم اخیر رہے گا۔

(۲) اسلامی اسکول اور مدرسے کا انتظام کیا جائے جس میں صرف مسلم بچیاں اسلامی حدود میں رہ کر تعلیم حاصل کریں اگر اس کا انتظام نہ کیا گیا تو عوام نہیں مانے گی وہ ضرور اپنی بچیوں کو غیروں کے اسکول میں بھیجیں گے اور ان کے افعال واقوال شنیعہ قبیحہ سے متاثر ہو کر اسلام سے بدظن ہو کر بھگوائیوں کو اپنا محافظ سمجھنے لگیں گی اور یہی فتنۂ ارتداد کی جڑ ہے جب بچی بچپن سے ہی ہندوتوا ماحول میں رہے گی تو اس کو کیونکر ہندوانہ رسم ورواج برا معلوم ہوگا بلکہ گنگا جمنی تہذیب کے زیر اثر وہ ہندو مسلم سکھ عیسائی سب کو ایک سمجھنے لگی گے۔

لہذا اسلامی اسکول کا قیام از حد ضروری ہے جس میں دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم بھی دی جائے خصوصاً عقائد پر خاصی توجہ دی جائے اور یہ بہت مشکل کام نہیں بلکہ بہت آسان ہے بس مسلم قوم ایک دو سال جو روپے جلسے میں خرچ کرتی ہے وہ اسلامی اسکول بنانے اور مدارس کا انتظام وانصرام بہتر بنانے میں خرچ کردے، اگر محاسبہ کیا جائے تو مسلم قوم صرف ایک سال کے جلسے اور خرافاتی ڈراموں میں کروڑوں روپے خرچ کر دیتی ہے یہ فقط ایک صوبے کی بات ہے، تو اندازہ لگائیں پورے ہندوستان میں ہونے والے جلسوں کو ملا کر کتنا خرچ ہوتا ہوگا؟ اتنا خرچ ہونے کے باوجود جلسوں کا نتیجہ کیا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے، میں یہ نہیں کہتا جلسہ نہ کیا جائے، جلسہ کیا جائے لیکن منظم طریقے سے ضلعی سطح پر کیا جائے بارسوخ موقر ومعتمد علما کے ذریعے عقائد ونظریات اہل سنت پر ناصحانہ انداز میں تقریر کرائی جائے۔

(۳) نکاح آسان کیا جائے جہیز جیسی بلا کو ختم کر دیا جائے نکاح میں تاخیر نہیں تعجیل کی ترغیب دلائی جائے جو غریب بیٹیاں ہیں ان کے نکاح کا انتظام وانصرام کیا جائے ان کی ہر طرح امداد کی جائے نکاح آسان اور عام ہوگا تو زنا کا دروازہ خود بخود بند ہو جائے گا بالخصوص شادیوں میں جو غیر شرعی رسم ورواج ہے اسے ختم کرنے کے لیے حتی الامکان کوشش کی جائے اس کے لیے ہر گاؤں میں ایک جماعت کی تشکیل دی جائے جس کے ماتحتی میں سارا کام سرانجام پائے۔

(٤) موبائل فون لیپ ٹاپ سے نوجوان نسل کو دور رکھنا ایک امر مشکل ہوتا جارہا ہے اگر والدین موبائل استعمال کرنے سے منع

کرتے ہیں تو بچے والدین سے متنفر ہوجاتے ہیں حتی کہ دھیرے دھیرے والدین کے صلاح ومشورہ چھوڑ کر غیروں کے صلاح ومشورہ پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں ایسے عالم میں میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کو ان چیزوں کو صحیح استعمال کرنے کی ترغیب دیں اور ان پر اپنی نظر رکھیں، ہاں سمجھائیں اگر سمجھانے سے سوشل میڈیا سے دور ہوجائیں تو بہت اچھی بات ہے لیکن ضد پر نہ اتر آئیں کہ اس کا ردعمل زہر ہلاہل بن کر سینے میں اتر جاتا ہے، ان کے ساتھ اپنا وقت گزاریں ان کو اس بات کا احساس دلائیں کہ آپ ہمیشہ ان کے ساتھ ہیں اکثر اوقات دینی اور مفید گفتگو کریں بروں کی صحبت سے بالکلیہ دور رکھیں اور اس کے مضر اثرات بھی بتائیں۔

(٥) طلاق، حلالہ، خلع، پردہ، عدت، کفو، مقام نسواں، چار شادیاں، بہتر حوریں، جنت، جہنم، جہاد، حب الوطن وغیرھم جیسے حساس مسائل پر داعیان اسلام کو کھل کر گفتگو کرنی چاہیے ان زیر بحث مسائل کے تمام نکات عوام کے سامنے کھل کر بیان کرنا چاہئیے اگر ہم اسے بیان نہیں کریں گے تو اسی طرح سے مسلم نوجوانوں کو مخالفین اسلام، اسلام سے بدظن کرتے رہیں گے وہ دن اور تھے جب علما خطبا ان مسائل پر وضاحتا خطاب نہیں کرتے تھے کیونکہ اس وقت اس کی اتنی ضرورت بھی نہیں تھی اشارۃ بھی کہنے سے بات بن جاتی تھی لیکن دور حاضر میں علما، خطبا، قائدین وداعیین پر فرض ہے کہ عوام کے سامنے اس کی صحیح تفہیم بیان کریں ان کے قلوب واذہان سے ان تمام اشکال و شبہات کو دور کرنے کی کوشش کریں جو بھگوائیوں نے عوام کے ذہنوں میں ڈال دیے ہیں اگر ایسا نہ ہوا تو کل میدان حشر میں ہم سب کو اس کا جواب دینا پڑے گا میری نظر میں ارتداد کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دین کی صحیح تفہیم عوام تک نہیں پہنچائی بس انھیں کرامات سنا سنا کر خوش کرتے رہے۔

خلاصۂ کلام ہر دور میں فتنے جنم لیتے رہے اور مسلمانوں کو دبانے کی تمام سازشیں کرتے رہے لیکن مسلمانوں نے شتر بے مہار کی طرح ان فتنوں کو چھوڑ نہیں دیا بلکہ ہر دور میں ہر فتنے سے جنگ لڑی اور فتح یاب ہوئے تو ہمیں بھی اسلاف کی تاریخ دہراتے ہوئے فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لیے مستعد ومتحد ہو کر میدان میں اترنا ہوگا جتنے بھگوائیوں کے اعتراضات اسلام کے متعلق ہیں ان تمام کا تشفی بخش جواب دے کر مسلمانوں کو ان کے چنگل سے چھڑانا ہوگا خصوصا طلاق، حلالہ، خلع جیسے حساس مسائل کی صحیح تفہیم عوام تک پہنچانی ہوگی تاکہ ہماری ذمہ داری پوری ہوجائے اور اللہ جل وعلا کے سامنے میدان حشر میں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

اللہ جل وعلا ہمیں حق گوئی کی توفیق مرحمت فرمائے مشرکین کی سازشوں سے بچائے مالک ومختار عالم رحمت پروردگار یک نظر کن سوئے ما اے شافع عصیاں شعار ارتدادی فتنہ بڑھتا جارہا ہے دن بدن کیجیے چشم عنایت اے رسول ذی وقار

آمین ثم آمین

بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حج وزیارت اور سیلفی کا جنون

از: محمد تحسین رضا نوری

شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت

مذہب اسلام میں تصویر کشی ناجائز وحرام ہے، سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق ٹیوی اور ویڈیو حرام ہے، کیوں کہ اس نئی ایجاد یعنی تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کے مضر اثرات زہر قاتل کی طرح خواص وعوام کی رگوں میں تیزی سے پھیل رہے ہیں، جس نے ماحول کو بگاڑ کر رکھ دیا، بے پردگی کو عام کر دیا، ہاں بوجہ مجبوری جیسے پاسپورٹ یا دیگر ضروری دستاویزات کے لیے تصویر کھنچوانے کو فقہاء نے جائز قرار دیا ہے، لیکن دور جدید میں رائج اسمارٹ فون پر لی جانے والی سیلفی بہت تیزی کے ساتھ عام ہو چکی ہے، ہر مناسب نامناسب جگہوں پر لوگ سیلفی لینا شروع کر دیتے ہیں، یوں کہیے کہ سیلفی بعض لوگوں کی زندگی کا حصہ بن چکی ہے اگر بنیت سیر وتفریح کہیں جانا ہوتا ہے اور وہاں سیلفیاں نہ لی جائیں تو سفر ادھورا لگتا ہے، اب یہ قصہ صرف سیلفی تک ہی محدود نہیں بلکہ اب جگہ جگہ ویڈیو گرافی بھی کی جاتی ہے، شارٹ ویڈیوز پر چھوٹے چھوٹے بچے معاذ اللہ ڈانس کرتے نظر آتے ہیں۔

یہ مضر بیماری اتنی تیزی سے پھیلی کہ ہمارے مقدس مقامات اور عبادت وریاضت بھی اس سے محفوظ نہیں، حرمین شریفین جیسے مقدس مقامات بھی اس کی زد میں آچکے ہیں، ادب واحترام کا پاس کیے بغیر لوگ توبہ واستغفار، اوراد ووظائف، تسبیح وتہلیل، دعاومناجات، فرائض وواجبات کو پس پشت ڈال کر کعبہ معظمہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیٹھ کر کے تصویر لیتے نظر آتے ہیں، جن ہاتھوں کو رب العالمین کی بارگاہ میں دعاواستغفار کے لیے اٹھنا چاہیے تھا وہ ہاتھ اب سیلفی لینے یا ویڈیو بنانے یا کسی سے ویڈیو کالنگ پر بات کرنے کے لیے اٹھتے نظر آتے ہیں، ان حرکتوں نے کعبہ معظمہ کا تقدس اور مدینہ منورہ کی حرمت وعصمت کو پامال کر دیا، آج حج وعمرہ کے مبارک سفر پر جانے والے حجاج کرام اور معتمرین حضرات کا سب سے پہلا کام یہی رہ گیا ہے کہ خانہ کعبہ اور گنبد خضرا کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہونا اور تصویر لے کر سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دینا۔ اُن کو اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا کہ یہ کتنی اعلیٰ قسم کی بے ادبی ہے، اولاً حرام کام کا ارتکاب (یعنی تصویر کشی کرنا) پھر اُس پر جرات یہ اُن مقدس مقامات کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہونا، کاش ہم نے وہاں جانے سے پہلے حاضری کے آداب سیکھ لیے ہوتے، زہے نصیب آپ کو اُس پاک در پر حاضری کا شرف عطا ہوا تو اس کو موقع غنیمت جان کر زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہیے، کیوں کہ یہاں ایک عمل کا ثواب پچاس ہزار تک بڑھا دیا جاتا ہے، شب وروز عبادت کرے، قرآن کریم کی تلاوت کرے، خود کو بدلنے کی کوشش کرے نہ کہ اُن مقدس مقامات کی عزت واحترام کو بھلا دے، یاد رکھیے یہ وہ جگہ ہے جہاں ذرا سی بے ادبی سے ساری محنت ضائع ہو جاتی ہے، یہاں قدم بھی آہستہ آہستہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، کسی شاعر نے کہا ہے:

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو! شہر مدینہ میں
کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے
یہ کوچہ جاناں ہے آہستہ قدم رکھنا

ہر جا پہ ملائک کی بارات کھڑی ہوگی

روضہ مبارک کی طرف پیٹھ کرنا :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی جانب، مواجہ شریف، سنہری جالیوں کی طرف پیٹھ کر کے ویڈیو اور تصویر بنانا بے ادبی اور بے باکی ہے کیوں کہ یہ وہ بارگاہ ہے جہاں ادب و تعظیم کا یہ انداز بتایا گیا کہ یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے، اور اپنا منہ اُن کی طرف رکھے، نیز علماء کرام نے بلا مجبوری روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیٹھ کرنے کو سختی سے منع فرمایا۔

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "المسلک المتقسط" میں تحریر فرماتے ہیں، کہ مزار اقدس کی طرف پشت نہ کرے نماز اور غیر نماز میں، البتہ جب کوئی مجبوری و ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں۔

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا مجبوری مزار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ کرنے سے منع فرمایا اگرچہ نماز میں ہو۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد دہم، صفحہ 836، مطبوعہ دعوت اسلامی)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں : قبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو، اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ نہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی پڑے۔

(بہار شریعت، جلد اول، حصہ ششم، صفحہ 1228، مطبوعہ دعوت اسلامی)

لہٰذا! آج کے حالات پر غور کریں کہ کتنی کثرت سے لوگ روضہ مبارک کی طرف پیٹھ کر کے تصاویر لے رہے ہوتے ہیں، اُن کو احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کہاں کھڑے ہیں۔ خانہ کعبہ میں دوران طواف تسبیح و تحمید کی جگہ وہ تصویر کشی میں مبتلا ہوتے ہیں، دوستوں احباب سے ویڈیو کالنگ پر بات کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ احاطہ حرم میں ایک گناہ کرنا ایک لاکھ گناہ کرنے کے برابر ہے اور ایک نیکی ایک لاکھ نیکی کرنے کے برابر ہے، صدر الشریعہ، مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں : ہاں ہاں ہوشیار! ایمان بچائے ہوئے قلب و نگاہ سنبھالے ہوئے حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادہ پر پکڑا جاتا اور ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ٹھہرتا ہے، الٰہی خیر کی توفیق دے۔ (بہار شریعت، حصہ ششم) حرمین شریفین کی حاضری کے آداب :

ارکان حج و عمرہ نہایت ہی ادب و احترام، خلوص وللہیت کے ساتھ ادا کرے، کسی بھی طرح کی بے ادبی، گستاخی سے بچے، طواف کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ آپ کی وجہ سے کسی کو ذرہ برابر بھی تکلیف نہ ہو، خالی اوقات میں کلمہ طیبہ کی کثرت کریں، اور کم از کم ایک قرآن کریم کا ختم کریں، اپنے والدین، اولاد، دوست و احباب، اساتذہ کرام، اولیاء کاملین، خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے جتنے ہو سکے عمرے کرتا رہے، مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت خانہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو، آستانہ پاک کو بوسا دے، فلاح دارین، قبول حج، مغفرت ذنوب، دوبارہ حاضری کی دعا کرے، تضرع، خشوع، دعا، بکا، ذکر و درود کی جو کثرت ہو سکے بجالائے، حجر اسود کو بوسہ دے کر الٹے پاؤں رخ بہ کعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو بنگاہ حسرت دیکھتا اور فراق بیت پر روتا یا رونے کی صورت بناتا مسجد مقدس کے دروازہ "باب

الخرورہ" سے نکلے، پھر بقدر استطاعت فقرائے حرم پر تصدق کرتا ہوا مدینے شریف کا رخ کرے.

(ماخوذ : فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 10، صفحہ 829،830)

(ارکان حج وعمرہ کثرت سے ہیں تو ہر ہر رکن کے آداب ذکر کرنا مناسب نہیں، شائقین حضرات فتاویٰ رضویہ کی جلد 10 "مطبوعہ دعوت اسلامی" کی طرح رجوع کریں)

مدینے شریف کی حاضری میں خالصتاً قبر انور کی زِیارت کی نیت کیجیے۔ ریا کاری اور تجارت وغیرہ کی نیت قطعاً نہ ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح)
سفر مدینہ میں درود شریف کی کثرت کرے، روضہ مبارک کی حاضری کے وقت گردن جھکائے، روتے ہوئے، لرزتا، کانپتا، بید کی طرح تھر تھراتا، ندامت گناہ سے عرق شرم میں ڈوبا، قدم بڑھا، خضوع ووقار خشوع وانکساری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کر، سواسجدہ عبادت کے جو بات ادب واجلال میں اکمل ہو، بجالا (ماخوذ : فتاویٰ رضویہ) درود شریف کی کثرت کرتے چلے۔ نہایت خشوع وخضوع سے روضۂ اقدس پر حاضری دے، سلام پیش کرے، رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنا لے، اس دوران دل سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کرے، موبائل چلانے، سیلفیاں لینے سے بچے اور سوچیے کہ کس ہستی کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر آپ کو کسی نے روضہ اطہر پر سلام عرض کرنے کا کہا ہے تو اس کی طرف سے بھی سلام عرض کر دے۔ جب تک مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہو، کوشش کر کے اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت (باوضو) حاضر رہے، نماز وتلاوت ودرود میں وقت گزارے، مسجد نبوی شریف میں دنیوی باتیں ہرگز نہ کرے، یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار (50,000) لکھی جاتی ہے، لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرے، بھوک سے کم کھانے میں امکان ہے کہ عبادت میں دل زیادہ لگے، روضہ رسول کو ہرگز پیٹھ نہ کرے اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ پیٹھ کرنی پڑے
۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ان مقدس مقامات کی باادب حاضری نصیب فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد تحسین رضا نوری شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت



حصول علم دین کی اہمیت اور ہمارا معاشرہ

از : محمد شعیب خان رضوی متعلم مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف 6307364323

علم کے ذریعے آدمی ایمان ویقین کی دنیا آباد کرتا ہے۔بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔بروں کو اچھا،دشمن کو دوست، بے گانوں کو اپنا بناتا ہے اور دنیا میں امن وامان کی فضا پیدا کرتا ہے۔علم کی فضیلت وعظمت،اہمیت وافادیت،ترغیب وتاکید جس بلیغ ودل آویز انداز سے دین اسلام میں پائی جاتی ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔تعلیم وتربیت،درس وتدریس تو گویا اس دین حق کا جزولا ینفک ہے۔دینی تعلیم کے ذریعے ہی اللہ عزوجل اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات کو پوری دنیا میں عام کیا جاسکتا ہے۔نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر سب سے پہلے وحی کے طور پر نازل ہونے والا لفظ" اقرا" ہے یعنی اے محبوب : پڑھیے اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ قرآن مجید نے سب سے پہلے جس کی توجہ دلائی وہ تعلیم ہے۔علم کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کے علاوہ کسی اور چیز کی زیادتی کے طلب کا حکم نہیں دیا چنانچہ فرمان باری تعالی ہے:

وَقُل رَبِّ زِدْنِي عِلما

(سورہ طہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ :اور تم عرض کرو کہ اے میرے رب !،مجھے علم زیادہ دے۔

قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے اہل علم کی اپنی بارگاہ اقدس میں فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"یرفَعِ اللهُ الذین اٰمَنُوا مِنکُم والذینَ أوتُوا العِلمَ دَرَجَاتٍ"

(سورۃ المجادلۃ آیت ۱۱)

ترجمہ :اللہ عزوجل تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

یہاں انفرادی طور پر اللہ عزوجل نے بتلایا ہے کہ جو بھی ایمان والا اور علم والا ہے۔اس کے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو قوموں اور ملتوں کی بلندی کا سبب قرار دیا ہے فرماتے ہیں ﷺ :

"إنَّ الله یرفع بهذا الکتب اقواما ویضع به آخرین"

(صحیح مسلم ۸۱۷)

ترجمہ :بے شک اللہ تعالی اس کتاب کے ذریعے قوموں کو اٹھاتا ہے اور اسی کتاب کے بدلے قوموں کو نیچے بھی گراتا ہے۔

یعنی جو قوم قرآن کو پڑھتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے اللہ عزوجل اسے بلند کرتا ہے اور جو قوم قرآن سے اعراض کرتی ہے اور اس کے مقتضیات پر عمل کرنے سے گریز کرتی ہے اللہ عزوجل اسے ذلیل ورسوا کرتا ہے اور نیچے گرا دیتا ہے۔حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن ہی انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر ترقی کا زینہ ہے۔اسی لئے قرآن کے سیکھنے اور سکھانے والے کو سب سے بہتر کہا گیا ہے۔

نبی اکرم نور مجسم ﷺ کا فرمان ذیشان ہے :

"خیرکم من تعلم القرآن وعلمه"

(صحیح بخاری ۵۰۲۷)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

علم دین کی اہمیت کیا ہے؟

رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے اس ارشاد سے بخوبی واضح ہوجاتی ہے۔فرماتے ہیں ﷺ :

"طلب العلم فريضة على كل مسلم"

(سنن ابن ماجہ ۲۲۴)

ترجمہ :علم دین کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حضرت ملا علی قاری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں :شارحین حدیث نے فرمایا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا بندہ کے لئے ضروری ہے جیسے خدائے تعالی کو پہچاننا،اس کی وحدانیت،اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے کو جاننا مسلمان کے لئے ان چیزوں کا علم فرض عین ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:

"الكلمة الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو احق بها"۔

(سنن الترمذی (۲۶۸۷)

ترجمہ :حکمت و دانائی کی بات مومن کی گمشدہ پونجی ہے جہاں اسے پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔

مذکورہ حدیث میں علم وحکمت کو مسلمانوں کی گمشدہ چیز فرمایا اور اسے پونجی قرار دیا اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ اس کا حقدار فرمایا۔علم ایک ایسا خزانہ ہے جو بانٹنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔اس کا اجر وثواب انسان کو ملتا رہتا ہے۔علم بیمار دلوں کی دوا ہے،بے چین دلوں کا چین ہے،علم سے نسلیں سنورتی ہیں اور علم ہی سے خوش گوار معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے۔دور حاضر کا بہت بڑا المیہ ہے کہ ہمارے دلوں سے علم کی قدر ومنزلت ختم ہوتی جارہی ہے،ہمارا معاشرہ ایسے لوگوں سے بھرا ہوا ہے جو نہ تو خود علم دین سیکھتے ہیں نہ اپنی اولاد،اپنے بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کو اس کی ترغیب دیتے ہیں۔اس دور میں علم کی اہمیت وضرورت کا اندازہ موجودہ صورت حال سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔موجودہ دور میں ہمارے معاشرے نے دین سے اس قدر دوری اختیار کررکھی ہے کہ دین کے ضروری مسائل حتی کہ نماز،روزہ کے طریقے سے بھی لوگ بے خبر ہیں۔آج ہمارا معاشرہ علم دین سے دور اور عصری علوم سے قریب تر ہوتا جارہا ہے۔ہمارے معاشرے کے اکثر افراد علم دین سے کوسوں دور ہیں اور عصری علوم میں اعلی ڈگریاں حاصل کرچکے ہیں۔

فی زمانہ عصری تعلیم کے اداروں میں جس فلسفہ حیات کی تعلیم وتبلیغ کی جارہی ہے اس کی بنیاد ہی مادیت پرستی،آزاد خیالی،نفس پرستی،مذہب بیزاری اور اللہ عزوجل ورسول ﷺ کے احکامات سے بغاوت پر ہے، جس کا مقابلہ کرنے اور دین حق پر جمے رہ کر اس

کے شر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے علم دین کا ہونا اشد ضروری ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ساری باتیں بالذات عصری تعلیم کا ثمرہ ہیں، لیکن مغربی تہذیب کے عصری تعلیم پر غالب ہونے کے سبب یہ ساری چیزیں بالعرض اس سے متعلق ہوگئی ہیں۔مغربی تہذیب سے مرعوبیت اور اپنے مذھبی وتہذیبی ورثے کے تئیں احساس کمتری کا شکار ہوجانا، دل و دماغ سے دین کی عظمت کے منکر ہوجانا اور اسلام کے بنیادی عقائد اور کثیر احکامات کے سلسلے میں شکوک وشبہات اور تذبذب کا شکار ہوجانا وغیرہ عصری تعلیم کے لوازمات میں سے ہیں۔چونکہ عصری تعلیم کا حتمی مقصد صرف اقتصادی ترقی، آسائشی بخش زندگی کا حصول اور عیش کوشی ہی بن کررہ گیا ہے اس لئے عصری تعلیم کے محصلین کے اندر دولت کی حرص وہوس کا پیدا ہوجانا اور اس کے نتیجہ میں حلال وحرام کی تمیز کو کھودینا عام طور پر مشاہدہ میں ہے۔چاہیے تو یہ تھا کہ عصری تعلیم کے یہ اثرات ہمارے معاشرے میں نہ کے برابر پائے جاتے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ عصری تعلیم اور مغربی تہذیب کے یہ اثرات سب سے زیادہ ہمارے معاشرے ہی میں پائے جاتے ہیں اور قوم مسلم ہی سب سے زیادہ ان سے متاثر ہے۔

آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ کون سی کمی ہمارے معاشرے کے اندر ہے جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ اس حالت پر ہے؟ پردہ دل سے اس کا جواب یہی آتا ہے کہ وہ کمی علم دین کی ہے، قرآن کی تعلیم کی ہے، احکام خدا اور سول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کو نہ ماننے کی ہے۔ اور اسی کمی نے ہمارے اس معاشرے کو، اس چمن کو، جو کبھی علم وفضل وترقی کا گہوارہ ہوا کرتا تھا، آج اس حال پر پہنچا دیا ہے۔اگر آج ہمارا معاشرہ دینی تعلیم کے حصول میں بھی اسی تندی کا مظاہرہ کرے جو اکثر عصری علوم کے حصول کے وقت دیکھنے کو ملتی ہے، تو ضرور ہمارا معاشرہ جہالت کی تاریکی سے نکل کر نیا آشیانہ بنا سکتا ہے اور اپنی دنیاوی واخروی ترقی کی راہ ہموار کرسکتا ہے۔دینی تعلیم کی قلت کی وجہ سے ہمارا معاشرہ اس قدر بدنظمی کا شکار ہے کہ خدا خیر کرے! ہمارے اسلاف کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ جب بھی انہیں کچھ نعمت ملتی وہ اللہ کا شکر بجالاتے، پریشانیوں میں صبر کرتے، حددرجہ عاجزی وانکساری ان کے شب وروز سے ظاہر ہوتی، اگرچہ وہ کتنے ہی بڑے عہدے پر فائز ہوتے۔لیکن آج ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ہماری عوام کو اگر کوئی مشکل امر درپیش آجائے تو خدا اور سول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازیبا کلمات کے استعمال سے گریز نہیں کرتے، اگر کوئی نعمت ملے تو خدا اور سول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کو فراموش کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔

ہمارے معاشرے کے افراد میں سے اگر کوئی چھوٹے سے بھی عہدے پر پہنچتا ہے تو سب سے پہلے دین کو پس پشت ڈالتا ہے۔احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کرتا ہے، مذہبی لبادے کو اتار پھینکتا ہے، مذھبی وضع قطع کو دور کرتا ہے اور پوری طرح سے اپنے آپ کو مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھال لیتا ہے۔بعض حضرات تو اتنا آگے نکل جاتے ہیں کہ معاذ اللہ کفریہ کلمات بکنے اور کفریہ شعار کو اپنانے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔یہ سب علم دین کی کمی کی وجہ سے ہے، مسلمانوں کے اندر دین سے شغف نہ ہونے کی وجہ سے ہے، اگر وہ دینی تعلیم حاصل کرتے، دین کی عظمت ورفعت کو پہچانتے اور ایسی حرکتیں کرنے سے باز آتے۔علاوہ ازیں بہت سی برائیاں ہیں جو ہمارے معاشرے میں پل رہی ہیں اور دیمک کی طرح ہمارے معاشرے کو اندر سے کھا رہی ہیں۔چوری، ڈکیتی، لڑائی-جھگڑا، شراب نوشی، جوابازی، ہم جنس پرستی، زناکاری، بدکاری، بداخلاقی، بدکرداری، خیانت، عداوت بین المسلمین وغیرہ کون سی ایسی برائی ہے جس نے ہمارے معاشرے کو زمانے میں بدنام نہیں کر رکھا ہے۔یہ ساری برائیاں ہمارے معاشرے میں صرف اور صرف علم دین سے دوری کی وجہ سے ہیں کہ اگر لوگ

علم دین حاصل کرتے تو انھیں ان برائیوں کا بھی علم ہوتا کہ انھیں برائی کہتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان برائیوں کی آخرت میں کیا سزا ہے یہ بھی جانتے۔مگر افسوس! نہ ہمارے معاشرے میں لوگ علم حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی علم حاصل کرنے والوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔معاندین اسلام نے علم دین کے خلاف معاشرہ میں اتنا زہر گھول دیا ہے کہ آج اپنے بھی علم کی تحقیر کر رہے ہیں۔آپ نے کبھی ڈیجٹل ڈاکٹر، جاہل انجینئر وغیرہ الفاظ نہیں سنے ہوں گے لیکن ڈیجٹل ملا، جاہل مولوی ہر روز سننے کو ملتا ہے۔اس میں ہماری بھی کمی ہے کہ ہم نے اپنے افعال و کردار سے معاندین اسلام کے پروپیگنڈا میں ان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ہم نے علم کی قدر و منزلت بھی نہ کی اور علم کو صرف ذریعہ معاش بنالیا۔لوگوں کے درمیان اس کی عظمت و فضیلت و برتری کو اجاگر کرنے کی بجائے علم کی اہانت کی اور اسی کے سبب آج زمانے میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔باوجودیکہ ہم اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جو عزت و بزرگی کی سب سے زیادہ حقدار ہے۔

شاعر کہتا ہے:

ولو أنَّ أَهْلَ العِلْمِ صَانُوهُ صَانَهُمْ
ولو عَظَّمُوهُ فی النُّفُوسِ لَعُظِّمَا
ولکِنْ أَهَانُوهُ فَهَانوا، وَدَنَّسُوا
مُحَيَّاهُ بِالأطْمَاعِ حَتّٰی تَجَهَّمَا

ترجمہ: اگر اہل علم علم کی حفاظت کرتے تو وہ علم بھی ان کی حفاظت کرتا، اور اگر اسکی عظمت لوگوں کے دلوں میں بٹھاتے تو اسکی قدر کی جاتی، مگر اہل علم نے اس کو ذلیل کیا تو وہ ذلیل ہو گئے اور لالچ کی گندگیوں سے اس (علم) کے چہرے کو میلا کر دیا۔یہاں تک کہ وہ (چہرہ) بگڑ گیا۔

(نتیجۃً وہ اہل علم بھی ذلیل و بے وزن ہو گئے) اللہ عزوجل ہمارے معاشرے میں علم کی بہاریں عطا فرمائے اور ہم سب کو علم دین حاصل کرنے، اس پر عمل کرنے اور صحیح ڈھنگ سے اسے لوگوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین



طلاق کی خرابیاں ۔۔۔اسباب وعلاج۔۔۔اسلام میں نکاح کا تصور

قسط اول

از فقیر :شاکر رضا نوری مصباحی رج محلی

استاذ التدریس والافتا الجامعۃ الآسویہ مشن رتوا مالدہ بنگال

طلاق پر روشنی ڈالنے سے قبل مناسب رہے گا کہ کچھ نکاح سے متعلق لکھا جاے اس لیے کہ نکاح ایک پاکیزہ رشتہ ہے،اس کی ضرورت واہمیت ،نیک مقاصد کو سمجھنے کے بعد امید ہے کہ کوئی عقل مند طلاق کی جانب ہرگز قدم نہیں بڑھاے گا۔

واللہ الموفق وھو المستعان

مذہب اسلام میں نکاح کا تصور بہت پرانا ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی کاارشاد گرامی ہے : **فانکحوا ما طابَ لکُمْ مِنَ النساءِ مثنٰی وثُلٰث ورُبع فانْ خِفتم الاَّتعدلوا فواحِدَۃ ۔**

ترجمہ کنزالایمان

”تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو تین تین چار چار پھر اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ تم انصاف نہیں کرسکو گے تو صرف ایک سے نکاح کرو۔

ترجمہ کنزالایمان

اس آیت کی تفسیر میں حضور صدرالا فاضل سیدنا حضرت سید نعیم الدین مراد بادی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

”مسئلہ :اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لیے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے خواہ وہ حرہ ہوں یا امہ یعنی باندی۔

مسئلہ : تمام امت کا اجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لیے جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے،یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ابو داوٗد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لایا ان کی آٹھ بیویاں تھیں حضور نے فرمایا ان میں سے چار رکھنا۔ترمذی کی حدیث میں ہے غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لایا ان کی دس بیویاں تھیں وہ ساتھ مسلمان ہوئیں حضور نے حکم دیا ان میں سے چار رکھو۔

مسئلہ :اس سے معلوم ہوا کہ بیویوں کے درمیان عدل وانصاف فرض ہے نئی، پرانی، باکرہ، ثیبہ سب اس استحقاق میں برابر ہیں یہ عدل و انصاف لباس میں ،کھانے پینے میں سکنی یعنی رات رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو

(خزائن العرفان)

اس کے علاوہ اور جگہ بھی ہمیں قرآن مقدس نے نکاح کا تصور دیا اس پاکیزہ رشتے کا تصور ہمیں سیدنا حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام کے نکاح سے بھی ملتا ہے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑے حکیمانہ انداز میں نکاح کا تصور دیا چنانچہ بخاری ومسلم،ابو داوٗد وتر

مذی ،ونسائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے یہ نکاح اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے روکنے والا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں ہے وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت وخواہشات کو توڑنے والا ہے

(صحیح البخاری کتاب النکاح باب من لم یستطع لباءۃ فلیصم ج ۳ ص ۴۲۲)

مذکورہ حدیث شریف میں تصور نکاح کے ساتھ ساتھ حضور علیہ السلام نے مقصد نکاح پر بھی روشنی ڈالی ہے اور یہ واضح ہوا کہ کوئی مسلمان مرد کسی بھی اجنبیہ غیر محرم عورت کے ساتھ کسی طرح کا غلط تعلق نہ رکھے ،نہ اسکی طرف دیکھے ،کہ بغیر نکاح کے کسی مرد کا کسی عورت سے یا کسی عورت کا کسی مرد سے پیار محبت ،غلط تعلقات ،ہنسی مذاق ،موبائل میں دیر تک بات چیت کرنا ،بے حیائی وبے پردگی کا مظاہرہ کرنا ، شریعت میں حرام اشد حرام ہے ،گناہ کبیرہ کا مرتکب اور عذاب جہنم کا مستحق ہے۔اور ان برائیوں کو openly کرنے والا فاسق معلن ہے اسکے پیچھے نماز جائز نہیں ۔ انھیں گناہوں سے بچنے کے لیے حضور علیہ السلام نے نکاح جیسا پاکیزہ رشتہ عطا فرمایا ،اسی لیے نکاح کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ نکاح وہ عقد ہے جس کے ذریعے مرد کا عورت کے ساتھ جماع وغیرہ حلال ہو جاے۔

(بہار شریعت ج ۷ ص ۵)

نکاح ایک پاکیزہ رشتہ ہے اسے سنت کے مطابق ہی انجام دیں اور love marriage سے دور رہیں اگر لڑکی پسند ہے تو نکاح کا پیغام بھیجیں اور بغیر Demand کے نکاح کریں لڑکی والے سے مانگنا فقیری چال ہے، کچھ مانگ کر لڑکی والے کے سامنے خود کو نیچا نہ کریں ،اللہ نے آپ کو مرد بنایا ہے آپ اپنے بازوؤں پر بھروسہ کریں نہ کہ لڑکی والے پر، جو کچھ بھی مانگ کر لیا وہ رشوت ہے اور رشوت لینا حرام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :الراشی والمرتشی کلاهما فی النار

(کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۳)

لڑکی والے کو مجبور نہ کریں اگر خوشی سے کچھ دے دے تو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔نکاح کا دوسرا مقصد توالد و تناسل بھی ہے اسی لیے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ محبت کرنے والی اور بچہ جننے والی عورت سے شادی کا حکم دیا ،چنانچہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ،یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عزت ومال ومنصب والی عورت پائی ہے مگر اس کا بچہ نہیں ہوتا کیا میں اس سے نکاح کرلوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ،پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ، تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کی ارشاد فرمایا ،ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی بچہ جننے والی ہو میں تمہارے ساتھ اور امتوں پر کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔

(سنن ابوداؤد کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۱۹)

مذکورہ ان ساری باتوں سے یہ واضح ہوگیا کہ نکاح کی ضرورت واہمیت value کیا ہے ،نکاح کا مقصد بھی واضح ہوگیا ،یہی نکاح آپس میں محبت پیدا کرتا ہے ،نکاح ایک خاندان کو وجود دیتا ہے نکاح سے نسل race میں اضافہ Addition ہوتا ہے ،نکاح

کثرت اولاد کا ذریعہ ہے ، نکاح گناہ crime سے بچاتا ہے اور نیکی virtue سے قریب رکھتا ہے مگر طلاق کی نحوست اور طلاق کے Bulldozer ان سارے مقاصد کی بنیاد اکھاڑ کر رکھ دیتا ہے، نسل، خاندان میں تباہی مچا دیتا ہے، محبت کو نفرت سے بدل دیتا ہے، اور بھی بہت سی خرابیاں جنم لے لیتی ہیں معاذ اللہ رب العلمین،

لھذا ہم سب کی ذمہ داریاں ہیں کہ شادی کے موقعے پر ہونے والے خرافات، بری رسموں ،اور رشوت کی لعنت سے مسلم معاشرے کو بچائیں اور محلے کے ذمہ حضرات بھی اس کے روکنے میں آگے آئیں اور اسمیں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

طلاق کی تعریف

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اس پابندی کے اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں ۔

(بہار شریعت جلد دوم ص ۱۱۲)

بلا جہ شرعی طلاق کی مذمت ۔اگر وجہ شرعی موجود ہے تو طلاق دینا درست ہے، مگر بلا وجہ شرعی چھوٹی چھوٹی باتوں پر طلاق دینا قہر الھی کو دعوت دینا ہے اور دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی Destruction میں گرفتار arrested ہونا ہے، اس پر احادیث کریمہ میں جو وعیدیں punishments آئیں ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں : حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ ! کوئی چیز اللہ تعالی نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ acceptable روے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شیٔ روے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہیں کی۔

(دارقطنی کتاب الطلاق ج ٤ ص ٤٠)

دوسری حدیث پاک میں ہے : حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

(سنن ابوداوٗد کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۷۰)

ان وعیدوں سے یقینا ایک مومن انسان، ایک نیک اور رحم دل آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

اے میرے بھائی! ذرا سوچو آقاے کریم کے فرمان سے معلوم ہوا کہ ہمارا مہربان خدا کتنا ناراض ہوتا ہے، طلاق سے جب خدا ناراض ہوتا ہے تو رسول بھی ناراض ہوتے ہیں، ایسے لوگ جو بلا وجہ شرعی طلاق دیتے ہیں گناہ عظیم میں گرفتار ہیں، پیارے مسلمانو! مسلمانو یاد رکھو ۔دنیا روٹھ جا٭ روٹھنے دو، کوئی ناراض ہوتا ہے ہونے دو، رشتہ دار ناخوش ہیں ہونے دو مگر خبردار اگر مصطفی جان رحمت، شان ایمان، جان ایمان ناراض ہو جائیں وہ روٹھ جائیں تو دنیا و آخرت تباہ ہو کر رہ جاے گی۔ کچھ لوگ معمولی باتوں پر یا چھوٹے سے معالے میں طلاق دیکر ہلاکت و تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے مثلا جہیز کی کمی، شوہر کا بعض مطالبہ Demand پورا نہ کرنا، عورت کا بیمار ہونا، شوہر بیوی میں کچھ نوک جھونک ہونا، شوہر کے ماں باپ کا بہو سے ناراض ہونا، یا ماں باپ کے کہنے پر بلا سوچے سمجھے طلاق دینا کتنی بڑی حماقت very folly ہے .ہاں! اگر وجہ شرعی ہے تو طلاق دینا جائز ہے مثلا شریعت کا پابند نہ ہونا، بے پردگی اور بے حیائی سے رہنا،

زبان کا تیز ہونا جس سے لوگوں کو یا ساس سسر کو تکلیف ہو حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے وجہ شرعی ہو تو مباح ہے بلکہ بعض صورتوں مستحب ہے، مثلاً عورت اس کو یا اوروں ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے ، حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے نمازی عورت کو طلاق دیدوں اور اس ک مہر میرے ذمہ باقی ہو اس حالت کے ساتھ دربار خدا میں میری پیشی تو یہ اس سے بہتر ہے اس کے ساتھ زندگی بسر کروں، پھر فرماتے ہیں کہ بعض صورت میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی صورت بھی نظر نہیں آتی تو ان صورتوں میں طلاق طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہونچانا ہے ۔

(بہار شریعت ج ۲ ص ۱۱۰)

طلاق کے نقصانات

Loss of divorceطلاق دینے کے بعد دونوں کو بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کف افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے غور وفکر کرنے کے بعد جو نقصانات سامنے آے ۔انھیں ہم درج کرتے ہیں پڑھیے اور بار بار پڑھیے اور ان نقصانات کو دوسروں تک پہونچانے کی کوشش کریں تا کہ گھر بسانے اور زندگی بنانے والوں میں آپکا بھی شمار ہو جاے اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرماے ۔ آمین بجاہ شفیع المذنبین

1 پہلا نقصان یہ ہے طلاق میں نعمت نکاح کی ناشکری ungrateful ہے 2 طلاق میں رشتے کٹ جاتے ہیں ۔

3 طلاق کی وجہ سے ایک دوسرے کے دل میں بغض وعداوت envied پیدا ہو جاتی ہے ۔

4 طلاق کی وجہ سے اکثر اوقات فریقین گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔

5 طلاق سے شیطان خوش ہوتا ہے اور اللہ تبارک وتعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں ۔

6 اگر بچہ ہے تو اس کی صحت و مستقبل future کو پورا خطرہ danger ہے ۔

7 فریقین طرح طرح کے ٹینشن میں مبتلا ہو کر امراض کے شکار ہو جاتے ہیں ۔

8 فاقہ کشی اور محتاجی indigent کی وجہ سے زندگی بے لطف ہو جاتی ہے ۔

9 سماج میں بدنامی reportill. اور طعن و تشنیع کا نشانا بنا دیا جاتا ہے ۔

10 معاشرہ بگڑ جاتا ہے اور اپنی فطری زندگی کے راستے سے ہٹ جاتا ہے ۔

تلك عشرة كاملة خذهذا الذكرى فانه تنفع المومنين

یہ قسط اول ہے انشاء اللہ دوسرے ماہ دوسری قسط جاری ہوگی ۔

از فقیر : شاکر رضا نوری مصباحی رج محلی

بریلی شریف کی مرکزیت۔ اکابر کا متفقہ فیصلہ

از: محمد جسیم اکرم مرکزی

متعلم جامعۃ الرضا بریلی شریف

رابطہ_ 9523788434

اللہ جل وعلا نے دین اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ تمام انسان ایک خدا کی پرستش کرے سب سے آخر میں خاتم النبیین حضور پرُ نور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انسان کو کفر و شرک کی تاریک گھاٹیوں سے نکال کر اسلام کی کھلی فضاؤں میں زندگی بسر کرنے کی ہدایت مرحمت فرمائی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کے بعد تبلیغ اسلام کی نشر و اشاعت کا بیڑا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اٹھایا بعدہم اس عظیم منصب کو علماء کرام نے سنبھالا۔

انھیں علماء کرام کی جماعت میں ایک ذات ستودہ صفات کو دنیا منفرد الکمال فقید الجمال عدیم المثال کنز الکرامت جبل الاستقامت عظیم المرتبت نیر برج فقاہت قاطع کفر وضلالت دافع شرک و بدعت مجدد دین وملت عاشق شاہ رسالت محب جان نبوت آیت من آیات اللہ معجزۃ من معجزات رسول اللہ اعلی حضرت سیدنا سندنا مولانا المفتی الحافظ القاری الشاہ الامام احمد رضا خان القادری البریلوی علیہ رحمۃ المنان کے نام سے یاد کرتی ہے۔

جن کی حیات کا ہر ورق نہایت صاف وشفاف ہے جنھوں نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جلائی اور عظمت رسالت سے الجھنے والوں کا شدت سے تعاقب کیا۔

وہ زندگی کے ہر شعبے میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی و ناصر رہے، سائنسدانوں کے باطل نظریات کی تردید میں کتابیں تصنیف فرما کر سائنسدانوں کو انگشت بدندان کر دیا، جن کی کتاب حیات کے ہر ورق سے عشق رسالت بزرگوں کی عقیدت فصاحت و بلاغت اخوت و محبت کی خوشبو پھوٹتی ہے جس سے ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں جانیں معطر ہو رہیں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں شرق وغرب شمال وجنوب میں کوئی ان کا ہم پلہ ہمسر نہیں تھا، پورے عالم اسلام میں ان کی حیثیت فیصل کی تھی، دنیا کے ہر خطے کے علما، مشائخ، حکما، فلاسفہ، مدبرین، محققین، محدثین، مفکرین، بلکہ بڑے بڑے سائنسدان بھی ان سے رجوع کرتے تھے اور اپنی نگاہیں ان کی طرف مرکوز رکھتے تھے جو گتھی کہیں نہیں سلجھتی اسے آپ دلائل و براہین سے مزین و آراستہ کر کے بآسانی سلجھا دیا کرتے تھے اسی لیے تو دنیا آج بھی تسلیم کرتی ہے اور ان شاء اللہ تاقیام قیامت کرتی رہے گی۔

ملک سخن کے شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی علمی جلالت کو دیکھ کر علماء عرب و عجم نے اپنا مرجع و مرکز مانا، جس پر کثیر شواہد و دلائل موجود ہیں آئیے ہم

سب سے پہلے مرکز کا معنی لغۃ اور اصطلاحا آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں پھر دلائل وشواہد کے ذریعے اس کو ثابت کیا جائے گا کہ حضور اعلی حضرت کی ذات سنیت کا مرکز ومعیار ہے۔

مرکز کا معنی

مرکز کا لغوی معنی :رکز، یرکز (شیئا فی شی ء) باب نصر ینصر سے ہے، معنی ہے :جمانا، گاڑنا، مرکوز کرنا، زمین میں گاڑنا، پیدا کرنا جیسے:

رکز السهم فی الارض۔ رکز الله المعادن فی الارض او الجبال

ترجمہ :اللہ نے زمین میں دھاتوں کو پیدا کیا،

هذا شیء مرکوز فی العقول :

یہ چیز عقلوں میں راسخ ہے۔

[القاموس الوحید ص ٦٦٣]

اللہ جل وعلا کا فرمان عالیشان ہے : "ولئن زالتا ان امسکهما من احد من بعده"

(سورۂ فاطر آیت ٤١)

ترجمہ :اور اگر وہ (زمین وآسمان سرکیں) تو اللہ کے سوا کوئی نہ روکے۔

علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے رغائب الفرقان میں اس آیۂ کریمہ کی یہ تفسیر فرمائی :(ان تزولا) کراهة زولاهما عن مقرهما و مرکزهما: یعنی اللہ تعالیٰ زمین وآسمان آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقر سے ہٹ نہ جائے ۔۔۔۔۔۔اس کا عطف تفسیری "مرکزهما" زائد کیا مرکز جائے رکز، جمانا، گاڑنا یعنی زمین وآسمان جہاں جمے ہوئے گڑے ہوئے ہیں وہاں سے نہ سرکیں۔

[فتاوی رضویہ شریف جلد ٢٧ رسالہ ٣ نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان ص ٦]

مرکز کا اصطلاحی معنی

اصطلاح میں جس شی کا جو مرکز ہوگا اسی کے مطابق اس کی تعریف ہوگی لیکن یہاں دور حاضر میں علما کا مرکز مراد ہے، اصطلاحی معنی۔ عقائد ونظریات میں علماء اہل سنت کی نظریں جس ذات ستودہ صفات پر مرکوز ہوجائیں قلوب واذہان جم جائیں کہ ان کے قرآن واحادیث و آثار فقہا سے مزین وآراستہ اقوال کو فیصل سمجھیں وہی مرکز ہے۔

اب اس اصطلاحی معنی کے تناظر میں ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ کونسی ذات ہے جس کی طرف علماء اہل سنت وعوام اہل سنت کی نگاہیں مرکوز ہیں۔

علماء عرب کا فیصلہ

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب الدولة المکیه فی مادة الغیبیه میں دلائل و براہین کا بحر بیکراں دیکھ کر شیخ مختار عطارد الجاوی (مسجد حرام، مکہ معظمہ) نے امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا :

"فکأنه من معجزات نبینا صلی الله علیه وسلم اظهره الله تعالیٰ علی ید هذا الامام الاوحد"

[الدولة المکیه فی مادة الغیبیه مطبوعه کراچی ص ۷۲]

ترجمہ : گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے اس یکتائے زماں امام کے ہاتھوں ظاہر فرمایا۔

مذکورہ بالا اقتباس کو پڑھیں اور بحر حیرت و استعجاب میں ڈوب جائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ارقام فرمائے ہوئے دلائل و براہین پر شیخ عرب کی نگاہیں اس طرح مرکوز ہوئیں کہ انھیں حضور کے معجزات میں سے ایک معجزہ کہا اور اس معجزے کا ظہور امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے ہاتھوں ہوا جس کے سبب مسلمانان عرب و عجم کے ایمان و عقائد کی حفاظت ہوئی۔

حضرت سید محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ جو نہایت ہی باصلاحیت ذی شعور عالم دین ہیں، باب السلام کے آس پاس بیٹھ کر درس حدیث دیا کرتے تھے، وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ہی کی ذات مقدسہ کو سنیت کا مرکز و معیار اور حق و صداقت کی کسوٹی قرار دیتے تھے۔ فرماتے ہیں :

"اذا جاء رجل من الهند نسئله عن الشیخ احمد رضا خان فان مدحه علمنا انه من اهل السنة و ان ذمه علمنا انه من اهل البدع هذا المعیار عندنا"

ترجمہ : جب کوئی شخص ہندوستان سے آتا ہے تو ہم ان سے شیخ احمد رضا کے بارے میں سوال کرتے ہیں اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ اہل سنت سے ہے اور اگر ان کی برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ اہل بدعت سے ہے یہ ہی میرے نزدیک (حق و باطل کو پرکھنے کا) معیار ہے۔

[مسلک اعلیٰ حضرت منظر پس منظر ص ۱۸۳]

ان الفاظ کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے کہ حضرت سید محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ میرے نزدیک امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کی ذات معیار و مرکز حق و صداقت ہے جو ان کی تعریف کرے گا وہی اہل سنت سے ہوگا اور جو ان کی مذمت کرے گا وہ اہل سنت سے خارج ہوگا۔

مذکورہ بالا دونوں اقتباس سے واضح ہوتا ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو یہ مقام و معیار دربار رسالت سے عطا ہوا ہے آپ کی ذات میان حق و باطل خط امتیاز کی حیثیت رکھتی ہے، سنیت کی پہچان اسی ذات سے ہوتی ہے، یہ دو اقتباس محض تمثیل کے لیے قارئین کرام کے نذر ہے ورنہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے متعلق علماء عرب کے تاثرات پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جو سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہیں۔

علماء عجم کا فیصلہ

حضور سید شاہ علی حسین اشرفی میاں (کچھوچھہ شریف) فرماتے ہیں :

میرا مسلک شریعت وطریقت میں وہی ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ تعالیٰ علیہ کا ہے، میرے مسلک پر چلنے کے لیے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خان (پیلی بھیت شریف) فرماتے ہیں :

دین واسلام کا سچا خلاصہ "مسلک اعلیٰ حضرت" ہے، یہی وہ مجمع البحار ہے جس پر آج حنفیت وشافعیت، مالکیت وحنبلیت، قادریت و چشتیت، سہروردیت ونقشبندیت، مجددو برکاتیت وغیرھم سب سمندروں کا سنگم ہے۔

مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

" میں مسلک اہل سنت پر زندہ رہا اور مسلک اہل سنت وہی ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت ہے، اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں مرقوم ہے، الحمد للہ اسی پر میری عمر گزری اور الحمد للہ آخری وقت اسی مسلک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر میرا خاتمہ بالخیر ہورہا ہے۔

امام الملت والدین امام العلما علامہ امام الدین کوٹلوی پاکستانی فرماتے ہیں :

بشر مجھ سے مصافحہ کرلو اب میں جانے والا ہوں اور میری تمہارے لیے دعا ہے، دیکھ تمہارے والد فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور تمہارے تایا مولانا عبد اللہ قادری رضوی اور میں اعلیٰ حضرت بریلی شریف والے کے مسلک کی تبلیغ کرتے رہے تم بھی اسی مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہنا، اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔

حضور وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

میں تمام مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بریلی شریف کے تاجدار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت علامہ فقیہ مفتی محمد احمد رضا خان بریلوی کا جو مسلک ہے وہی میرا مسلک ہے۔ مسلمانوں اس مسلک کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اسی پر قائم رہنا۔

حضرت شاہ جی میاں محمد شیر خان نقشبندی فرماتے ہیں :

جو ان کا مسلک وہی میرا مسلک جو ان کا نہیں وہ میرا نہیں۔

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد فرماتے ہیں:

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں، ان کا مذہب مسلک اہل سنت وجماعت ہے۔

[سنی آواز ناگپور ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء]

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید احمد قادری فرماتے ہیں :

تعجب ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی کا فتوٰی ہوتے ہوئے فقیر سے استفسار کیا جارہا ہے۔ فقیر کا اور فقیر کے آباو اجداد کا

وہی مسلک ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ہے۔

[ماہنامہ سنی آواز ناگپور ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء]

تاج الشریعہ تاج الاسلام علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مسلک اعلیٰ حضرت در حقیقت مسلک حنفی ہے اور حقانیت کی پہچان ہے۔

رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

سارے فرقہائے باطلہ کے مقابلے میں اپنی دینی جماعتی شناخت کے لیے ہمارے پاس بریلوی یا مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے زیادہ جامع کوئی دوسرا لفظ نہیں۔

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

کہ اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا اور اس سے روکنے والا بدمذہب ہوگا یا حاسد۔

[فتاوی فقیہ ملت ج ۲ ص ۴۳۰][ماخوذ مذکورہ فرامین علماء کرام از تقدیم مسلک اعلیٰ حضرت منظر پس منظر]

مذکورہ بالا فرامین علماء کرام کے مطالعہ سے قارئین پر خوب ظاہر و باہر ہوگیا ہوگا کہ حضور اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر علما کی نگاہیں کس درجہ مرکوز تھیں۔

حق و باطل میں فرق اور سنیت کی پہچان کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات کی طرف انتساب کافی مانا جاتا رہا ہے اور ہنوز مانا جاتا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ مانا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام مرکز کا مطلب اوپر پڑھ کر آئے ہیں کہ مرکز اسے کہتے ہیں جس کی طرف ہر چہار جہت کے علماء کرام رجوع کرتے ہیں، مذکورہ بالا فرمایین سے یہ آشکار ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات مرکز العلماتھی مزید شواہد کے لیے فتاوی رضویہ شریف کے فتاوی کے صرف شروع حصے کا مطالعہ فرمائیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عوام تو عوام خواص، علماء کرام بھی آپ کو اپنا مرکز و مرجع تسلیم کرتے ہیں۔

بریلی شریف مرکز کیوں؟

مرجع العلما والفضلا ءمجدد دین وملت عظیم البرکت پروانہ شمع رسالت سیدنا سندنا الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ذات ستودہ صفات کی وجہ سے بریلی شریف کو سنیوں کا مرکز کہا جاتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ نفس بریلی شریف میں از خود ایسی صلاحیت و جاذبیت ہے جس کی وجہ اسے مرکز کہا جاتا ہے بلکہ یہ تمام خوبی بریلی شریف کو حضور اعلیٰ حضرت کی وجہ سے عطا ہوئی ہے، جیسے کوفہ اور بصرہ نحویوں کا مرکز ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نفس کوفہ اور بصرہ از خود مرکز نحویان ہے بلکہ اسے مرکز اس لیے کہا جاتا ہے کہ امام فرا امام سیبویہ امام خلیل یعنی بڑے بڑے نحویوں نے یہاں سے علم نحو کی نشر و اشاعت کی اور تشنگان نحو کی پیاس بجھائی اسی لیے اللہ جل وعلا نے ان اماموں کی برکت سے ان جگہوں کو قبولیت و مرکزیت کے شرف سے مشرف فرمایا، اگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بریلی میں تشریف نہ لاتے اسے آماجگاہ علم وفن نہ بناتے تو کون ہے جو اسے اپنا مرکز تصور کرتا؟

کہا جاتا ہے فلاں جگہ سے علم کی کرنیں پھوٹتی ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نفس جگہ سے علم کی کرنیں پھوٹتی ہے نہیں بلکہ وہاں کے علمی شخصیات کی پیشانیوں سے علم وعمل کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

بریلی شریف ہی مرکز کیوں؟

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے زمانے میں بہت سارے فتنے تھے اور سب اہل سنت وجماعت میں سے ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، جیسے دیوبندی، وہابی، نیچری، قادیانی، غیر مقلد، شیعی، رافضی، ناصبی وغیرھم تو ایسے نازک وقت میں یہ کیسے پتہ چلتا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل ہے؟

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ حضور پُرنور سرکار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے تمام فرقہائے باطلہ کا رد بلیغ فرمایا اور ان کے دھرے نظریے سے نقاب اٹھا کر بے نقاب کر دیا ایسے دلائل و براہین کے ذریعے تردید فرمائی کہ آج بھی ایوان باطلہ میں زلزلہ برپا ہے جواب دینے سے عاجز وقاصر ہیں بلکہ بہتوں نے حضور اعلیٰ حضرت کی چوکھٹ پر سر رکھ دیے اور بولے۔

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہے جا بجا تھانے والے

جب آپ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں گے جن میں فرقہائے باطلہ کی تردید کی گئی ہے تو آپ پر حق کا انکشاف ایسے ہی ہوگا جیسے دن میں سورج کی روشنی کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے، چند کتابوں کے نام ملاحظہ فرمائیں:

حسام الحرمین، فتاوی الحرمین الدولة المکیه، الکوکبة الشهابیة، سبحان السبوح، النهی الاکید، ازالة الاثار، اطائب الصیب، رساله فی علم العقائد والکلام، تمهید ایمان، الامن والعلا، تجلی الیقین، الصمصام، رد الرفضه، جزاء الله یعجبه، خالص الاعتقاء، انباء المصطفی، الزبدة الزکیه، شمائم العنبر، دوام العیش، انفس الفکر، الفضل الموهبی۔

مذکورہ بالا سطور کی تائید کے لیے ان ساری کتابوں کا مطالعہ کرنا کافی ہے۔ اسی لیے جو فرقہائے باطلہ ہیں حضور اعلیٰ حضرت کے نام پاک سے چڑھنے لگے اس نام سے ان کی طبیعت میں کوفت ہونے لگی چہرے کا رنگ زرد پڑنے لگا جس سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص بدمذہب ہے اسی لیے ذات اعلیٰ حضرت کو میان حق و باطل خط امتیاز کی حیثیت حاصل ہوئی جیسا کہ ماقبل میں صراحتاً ذکر ہوا اور اسی ذات کی بنا پر بریلی شریف سنیوں کا مرکز بن گیا سنیت کی پہچان یہیں سے ہونے لگی۔

اب رہی بات کہ بریلی شریف ہی مرکز کیوں اگر کوئی دوسری جگہ مرکز بنانا چاہے تو کیا بن نہیں سکتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی دوسری جگہ بھی سنیوں کا مرکز بن سکتی ہے.........ممکن ہے.......لیکن جس ذات کی وجہ سے مرکز قرار دیں گے تو وہ ذات کس معیار کی ہے یہ تو دیکھا جائے گا اگر واقعی وہ مرکز بننے کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ضرور اس کو مرکز مانا جائے گا لیکن پہلے یہ تو ثابت ہو کہ علما عوام سب ان کی طرف رجوع کرتے ہوں اور ان کو اپنا مرکز تصور کرتے ہوں اس سے حق و باطل کے درمیان

امتیاز ہوتا ہوا گر اس کسوٹی پر کوئی کھرا اترے تو ضرور اسے مرکز تصور کیا جائے جیسے ایک زمانے میں دہلی سنیوں کا مرکز رہا ہے ایسے ہی ایک زمانے میں ماہریرہ مطہرہ مرکز رہا ہے پھر بریلی شریف مرکز بنا، تو ہوسکتا ہے کہ مسلک اعلی حضرت میں بھی امتداد زمانہ کی وجہ سے کچھ شرپسند پیدا ہو جائیں اور وہ بھی اپنے کو مسلک اعلی حضرت والے کہتے ہوں پھر اللہ جل وعلا کا فضل ہو کہ وہ ایسا بندہ پیدا فرمائے جو مسلک اعلی حضرت میں گھسے ہوئے شرپسندوں کو نکال کر باہر پھینک دے، اور پھر مسلک اعلی حضرت والا کون ہے؟ اس کی شناخت اس ذات سے ہونے لگے، جس نے ان شرپسندوں کو نکال پھینکا، جیسے مسلک اہل سنت کی شناخت مسلک اعلی حضرت سے ہوتی ہے۔

لیکن جو یہ دعویٰ کرے تو آنکھ بند کر کے ان کی بات مان تو نہیں لی جائے گی اس کو ضرور ہر زاویے سے پرکھا جائے گا، فی زمانا اگر دیکھیں تو ایسا تو کچھ نہیں ہے کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی ذات خط امتیاز نہ ہوں بلکہ آج بھی حق و باطل کے درمیان اعلی حضرت کی ذات خط فاصل ہے سنیوں کی نگاہیں آپ پر مرکوز ہیں یہ اللہ کی عنایت ہے اللہ جسے چاہے عطا فرمائے کوئی لاکھ چاہے مرکز بنانا لیکن بنا نہ پائے کیونکہ لوگ ہی اسے مرکز نہ مانے تو پھر کاہے کا مرکز رہ جائے۔

بریلی شریف کی مرکزیت پر اکابر کا متفقہ فیصلہ

یہاں پر ان علماء کرام کے اسماء گرامی ذکر کیے جاتے ہیں جنھوں نے بریلی شریف تادم اخیر سنیوں کا مرکز مانا۔

۱) حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز۔
۲) حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفی رضا خان قادری قدس سرہ العزیز۔
۳) حضرت علامہ مفتی سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف قدس سرہ العزیز۔
٤) صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ۔
٥) ملک العلما علامہ مفتی سید محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ۔
٦) صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ۔
۷) برہان ملت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ
۸) حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ نقشبندی دہلوی علیہ الرحمہ
۹) حضور مجاہد ملت علامہ مفتی حبیب الرحمن عباسی اڑیسوی علیہ الرحمہ
۱۰) امین شریعت مفتی اعظم کانپور حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین مظفر پوری قدس سرہ العزیز
۱۱) حضور حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ العزیز
۱۲) حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان بھاگلپوری علیہ الرحمہ
۱۳) حضرت علامہ مقبول احمد خان بہاری علیہ الرحمہ
۱٤) حضور سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفی برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ

۱۵) حضور احسن العلما حضرت علامہ مفتی سید حید رحسین مارہروی علیہ الرحمہ

۱۶) شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

۱۷) شمس العلما حضرت علامہ مفتی نظام الدین الہ آبادی

۱۸) بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی قدس سرہ العزیز

۱۹) پاسبان ملت حضرت علامہ مفتی محمد مشتاق احمد نظامی الہ آبادی قدس سرہ العزیز

۲۰) حضرت علامہ مفتی خادم حسین گیاوی علیہ الرحمہ

۲۱) مرشدنا سیدنا سندنا تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ

اور بھی بہت سارے مقتدر اسما میرے پیش نظر ہیں لیکن طوالت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں بس یوں سمجھیے تمام اکابر علما کرام بریلی شریف کی مرکزیت پر متفق ہیں اگر بعض نہیں ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ مثل مشہور ہے "للا کثر حکم الکل" بزرگوں نے فرمایا ہے : کہ مسلک اعلی حضرت سے نہیں ہٹا مگر وہی جس کے دل میں کجی ہوتی ہے۔

اللہ جل وعلا ہمیں اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

خلاصۂ کلام : تمام گفتگو کا زبدہ یہ ہے کہ مرجع العلما حضور اعلی حضرت کی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے بریلی شریف کو تمام علماء اکابر مرکز تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس میں اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ آئینے کی طرح جھلکتی ہے حق و باطل کو جانچنے کے لیے اس سے بہتر کوئی کسوٹی نہیں کہ وہ بریلی شریف کو مرکز مانتا ہے یا نہیں اگر مانتا ہے تو حق پر ہے اور اگر نہیں مانتا ہے تو بقول سید مغربی علیہ الرحمہ وہ بدعتی ہے، اسی لیے

حضور تاج الشریعہ نے فرمایا:

مسلک اعلی حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے
مسلک اعلی حضرت سلامت رہے
ایک پہچان دین نبی کے لیے

اللہ جل وعلا ہمیں تادم مرگ مسلک اعلی حضرت پر قائم رکھے اور بریلی شریف کی مرکزیت سلامت رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

قوم مسلم کی تباہی و بربادی مسلک اعلیٰ حضرت سے دوری کا نتیجہ ہے

تحریر : محمد تحسین رضا نوری شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت

امام اہل سنت، مجدد دین وملت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، الحمد للہ ہم اہل سنت والجماعت کے گھر کا بچہ بچہ آپ کی ذات عالی صفات سے مکمل واقفیت رکھتا ہے کیوں کہ یہی ہماری پہچان ہے، اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلک اعلی حضرت کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ سواد اعظم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ وہی مسلک ہے جس پر صحابہ و تابعین، فقہاء ومحدثین اور بزرگان دین قائم رہے ہیں، اور یہ مسلک مذہب اہل سنت والجماعت کی علامت ہے، گلی گلی گھوم رہے ایمان کے لٹیروں سے حفاظت کے لیے یہ نام مثل شمشیر کام کرتا ہے۔

لیکن آج سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعہ یہ لُٹیرے اپنا جال بچھا کر بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو بہکا کر اُن کے دلوں میں طرح طرح کے خدشات پیدا کر کے اُن کی عاقبت کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہیں، ہماری قوم کے بہت سے افراد جو اپنے گھروں سے دور باہر بدیشوں میں کام کرتے ہیں، جن کا کسی سنی عالم سے رابطہ نہیں ہو پاتا، وہ دین کی باتیں سیکھنے کی غرض سے بغیر تحقیق و تفتیش اِن نام نہاد مولویوں اور بدعقیدوں کی ویڈیوز دیکھنا شروع کر دیتے ہیں، جو صرف قرآن وحدیث کی رٹ لگا کر، چکنی چپڑی باتوں سے ان کا دل جیت لیتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، یہ خود قرآن وحدیث نہیں سمجھتے، قرآن وحدیث کا صحیح معنی ومفہوم، عجائبات ونوادرات، رموز واسرار سمجھنا تو دور اُس کا صحیح ترجمہ تک کرنا نہیں جانتے، یہ وہی لوگ ہیں جن کے تعلق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"یخرج فیکم قوم تحقرون صلاتکم مع صلاتھم وصیامکم مع صیامھم وعملکم مع عملھم ویقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرّمیۃ ینظر فی النصل فلا یری شیئا وینظر فی القدح فلا یری شیئا وینظر فی الریش فلا یری شیئا ویتماری فی الفوق"

ترجمہ : تم میں ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ (کہ تیر چلانے والا) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے پر پر دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ بس سوفار میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔

(بخاری شریف، حدیث 5058)

اس حدیث شریف کا ہر ہر پہلو قابل فہم ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اُن کی عبادات کے آگے تم کو اپنی عبادات بہت حقیر معلوم ہوگی، اور حال یہ ہوگا کہ اُن سے ایمان ایسے نکل چکا ہوگا جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے، مزید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تیر کی جو شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے، وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ تیر اتنی صفائی سے نکل جاتا ہے کہ

اس کے پھل میں بھی خون کا کوئی اثر نظر نہیں آتا، اُس کے اوپر دیکھتا ہے تب بھی کچھ نظر نہیں آتا، اُس کے پر پر دیکھتا ہے تب بھی نظر نہیں آتا، محدثین نے فرمایا کہ یہاں خون سے مراد ایمان ہے، یعنی وہ قوم ایسی ہوگی کہ اُن سے ایمان اس طرح نکل جائے گا جیسے تیر شکار کے جسم کو پار کر جاتا ہے اور اس تیر پر کچھ بھی خون کے اثرات نظر نہیں آتے، ایسے ہی اُن کے اندر ذرا سا بھی ایمان نظر نظر نہیں آتا، وہ ایمان سے بالکل خالی ہو چکے ہوں گے۔

دورِ جدید میں یہ قوم وہابی، دیوبندی، اہل حدیث، اور جملہ فرقہ باطلہ کی صورت میں نظر آتی ہے، جن کا کام یہ ہوتا ہے کہ عوام الناس کو بہکا کر اُن کو اُن کے مذہب و مسلک سے دور کر دینا، ہمارے بھولے بھالے سنی برادران کو یہ کہ کر ورغلا دیتے ہیں کہ مسلک اعلی حضرت کوئی مسلک ہی نہیں، مسلک تو صرف چار ہیں، یہ تو خود ساختہ مسلک ہے، مزید مزارات اولیاء پر حاضری اور استمداد پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا کر قرآن کی وہ آیات جو بتوں کے حق میں نازل ہوئیں، اُن کو ردِ مزارات اولیاء پر پیش کرتے ہیں، جن کی باتوں میں آ کر بہت سے لوگ متنفر ہو جاتے ہیں اور اپنی عاقبت بگاڑ لیتے ہیں، یاد رکھیے گا کہ مسلک اعلی حضرت کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ حق و باطل کے مابین تفریق کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اس راستے سے روگردانی کرنا عین دین اسلام سے روگردانی کرنا ہے، کسی شاعر نے کہا تھا :

مسلک اعلیٰ حضرت ہی ہے دینِ حق
اس کی حد سے جو باہر نکل جائے گا
کل بروزِ قیامت خدا کی قسم
دیکھنا وہ جہنم میں جل جائے گا

تحقیق مسلک اعلی حضرت

الحمدللہ! ہم سنی اور حنفی المذہب ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ماننے والے ہیں، سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ بھی حنفی تھے، اور تا حیات حنفیت کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے، اس لیے ہم اس مسلک کے پابند ہیں جس کے فروغ میں سیدی اعلیٰ حضرت نے اپنا خون جگر جلایا، کیوں کہ اس دور میں کچھ باطل جماعتوں نے جیسے وہابی، دیوبندی، ندوی تبلیغی جماعتوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے اپنے ماتھے پر اہل سنت والجماعت کا لیبل لگا لیا اور خود کو حنفیت سے متعارف کرانے لگے، ایسے حالات میں ہزاروں علماء اہل سنت والجماعت نے اُن کا تعاقب کیا، اور اُن کے باطل عقائد کا رد و ابطال کیا، مگر اُن علماء کرام میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے نہایت ہی بہادری اور جانفشانی کے ساتھ ان باطل فرقوں کا رد فرمایا، اور قرآن و حدیث، اقوال محدثین و مجتہدین کی روشنی میں اہل سنت والجماعت کے عقائد کو ثابت کیا، ہزاروں صفحات پر مشتمل کتب و رسائل تحریر فرما کر ہمارے ایمان و عقیدہ کی حفاظت فرمائی، جیسا کہ آپ کی تصانیف" حسام الحرمین، فتویٰ حرمین، تمہید ایمان، الدولۃ المکیہ، الامن والعلی، خالص الاعتقاد، فتاویٰ رضویہ جیسی بے شمار کتابیں آپ کی علمی قابلیت کا ثبوت ہیں، ایسے وقت میں صحیح سنی اور صحیح حنفی کی شناخت کا مسئلہ شدت سے محسوس ہونے لگا، تو اس وقت کے علماء و مشائخ نے کافی غور و خوض کے بعد مسلک اعلیٰ حضرت کا انتخاب فرمایا، کیوں کہ مسلک اعلی حضرت کے آئینہ میں

اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ دیکھی جا سکتی ہے، دین کا صحیح تصور انہیں کے پاس ہے جنہوں نے اپنے دلوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کا چراغ جلا رکھا ہے، مزید علماء کرام فرماتے ہیں کہ : جولوگ مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کرتے ہیں واللہ العظیم اُن کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا۔

فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں :

الحاصل اعلیٰ حضرت کا لفظ سنیت کی شناخت ہے، پہچان ہے، عرف عام میں اہل سنت کا مترادف ہے، اس لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا نام ہے مسلک اہل سنت، جس کا اطلاق بلا شبہ جائز ہے۔

(ماہنامہ اشرفیہ، جولائی ۲۰۰۳ء)

مزید مفتی نظام الدین مصباحی صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں :

''کہ جو بھائی کسی ذاتی رنجش اور باہمی چپقلش کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی شان گھٹانے میں لگے ہیں، تھوڑی دیر کے لیے خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دماغ سے سوچیں کہ بدمذہبوں سے امتیاز میں لیے کون سا جامع اور مختصر لفظ انتخاب کیا جائے؟ ہمیں یقین ہے کہ وہ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ مسلک اعلی حضرت کے لفظ سے زیادہ موزوں کوئی لفظ نہیں کیوں کہ سنیت شعار یہی لفظ ہے، اہل سنت کی شناخت یہی کلمہ ہے، بدمذہبوں سے امتیاز اسی کا خاصہ ہے، بلکہ حق یہ ہے کہ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق تھا، چند برس پہلے باہمی اختلاف کے نتیجہ میں کچھ کرم فرماؤں نے اسے سوالیہ نشان بنانے کی کوشش کی جو بے دلیل ہونے کی وجہ سے سابقہ اتفاق میں رخنہ انداز نہیں ہوسکتا''۔

(ماہنامہ اشرفیہ، جولائی ۲۰۰۳ء)

فقیہ ملت مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں :

''کہ اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا، اور اس سے روکنے والا بدمذہب ہوگا یا گمراہ''۔

(فتاویٰ فقیہ ملت، جلد ۲ : صفحہ ۴۳۰)

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے اپنے وقت کا مجدد بنایا، اور منصب تجدید پر فائز ہونے والا کسی نئے مذہب وفکر کی بنیاد نہیں ڈالتا بلکہ مذہب اسلام کو نئی توانائیوں اور صحیح تعبیر کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے، جو عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد افراد کے ذریعہ اُس تک پہنچا، جب یہ ظاہر ہوگیا کہ مسلک اعلی حضرت ہی آج کے عرف میں مسلک اہل سنت والجماعت ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسی کے پابند اور پیروکار رہیں، کیوں کہ وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، اہل حدیث اور دیگر تبلیغی جماعتیں اپنے آپ کو سنی کہتی ہیں اسی وجہ سے بغرض امتیاز مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال جائز و درست ہی نہیں بلکہ لازم وضروری ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کو غلط قرار دینے والا یا تو صلح کلی ہوگا، یا فرقہ باطلہ سے تعلق رکھنے والا ہوگا، یا پھر حاسد ہوگا، اسی وجہ سے میری تمام عالم اسلام کے سنی مسلمانوں سے اپیل ہے کہ سختی سے مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہیں، علماء اہل سنت سے رابطہ وتعلق رکھیں، ہر چلتے پھرتے شخص سے دین کی باتیں ہر گز نہ سیکھیں، اور نہ ایسے لوگوں کے بیانات سنیں، سنی صحیح العقیدہ علماء ومشائخ کے بیانات سنیں، اور اسی پر عمل کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے، اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے، اور ایمان پر سلامتی کے ساتھ خاتمہ عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد تحسین رضا نوری شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت



فضائل ومناقب امام حسین رضی اللہ عنہ

تحریر : محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی، دیناج پور، بنگال

سید الاذکیا، سید الشہدا، سید اشباب اہل الجنہ، شمع آل محمد، طور سینین، نور الخافقین، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور شہزادئی رسول حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۵ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو گود میں لے کر دائیں کان میں آذان اور بائیں میں اقامت کہی، پھر اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالا، اور دعائے خیر کرتے ہوئے آپ کا نام مبارک "حسین" رکھا۔ آپ کی کنیت "ابو عبداللہ" ہے اور سبط رسول، ریحانۃ الرسول وغیرہ آپ کے القاب ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہارون (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کا نام شبیر وشبر رکھا تھا اور میں نے اپنے بیٹوں کا نام انہی کے نام پر حسن اور حسین رکھا۔

(ابن حجر مکی)

سریانی زبان میں شبیر وشبر اور عربی زبان میں حسن وحسین دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

"اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اِسْمَانِ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ"

حسن اور حسین جنتی ناموں میں سے دو نام ہیں۔

(ابن حجر مکی)

آپ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب کچھ یوں ہے:

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بن امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عن بن ابی طالب بن حضرت عبد المطلب۔ تیسری پشت پر آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ابھی سات (۷) سال ہی کے تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ظاہرا ان کے سر مبارک سے اٹھ گیا۔ آپ کی تربیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی کوئی کمی نہ چھوڑی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس مختصر سی مدت میں اپنے نانا جان سے ظاہری و باطنی فیوض حاصل کر چکے تھے۔ آپ عادات واطوار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خون سے دین اسلام کی آبیاری فرمائی۔ امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ کے شہادت کے بعد اہل کوفہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لیا۔ بعد ازاں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحویل فرمادی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یزید تخت نشین ہوا اور پھر ۶۰ھ میں کربلا کے میدان پر معرکہ حق وباطل ہوا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا اور تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گئے۔

تھا، ہے، رہے گا زندہ جاوید ان کا نام

سبطین شہر یار امام حسین ہیں

ولادت وشہادت کی پیشین گوئی:

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ میں نے آج رات کو ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیسا خواب؟ عرض کی بہت سخت۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے وہ؟ عرض کی میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے ایک ٹکڑا کاٹ دیا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ان شاء اللہ فاطمہ کے ہاں صاحبزادے کی ولادت ہوگی جو آپ کی گود میں آئیں گے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور میری گود میں آئے۔جس کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔پھر ایک روز میں حضور نبی اکرم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور حسین کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا تو میں دیکھتی ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہیں میں نے سبب دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ جبرائیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور انہوں نے خبر دی کہ عنقریب میری امت کے کچھ لوگ میرے اس بیٹے کو شہید کر دیں گے میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ کیا وہ اس شہزادے کو شہید کر دیں گے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے اس مقام کی سرخ مٹی لا کر دی ہے''۔

(مشکوٰۃ)

فضائل ومناقب:

اہل تشیع لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایسے ایسے فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں جو حقائق سے دور، مبالغہ سے بھرپور، اور نہ ہی جن کا عقل انسانی سے کوئی واسطہ۔اس لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صحیح فضائل ومناقب سے روشناس کرایا جائے،آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بے شمار ولاتعداد ہیں جن کا ذکر کر پانا اس مختصر سی تحریر میں ناممکن ومحال ہے البتہ چند معتبر ومستند فضائل درج ذیل ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن سینے سے لے کر سر تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اور حضرت حسین سینے سے لے کر پیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے''۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۸)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حسن اور حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں''۔

(بخاری)

زینب بنت ابی رافع سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال کے وقت اپنے دونوں بیٹوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور عرض کیا یہ آپ کے دونوں بیٹے ہیں اپنی وراثت میں سے کسی چیز کا ان کو وارث بنائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''حسن کے لیے میری ہیبت وسرداری ہے اور حسین کے میری جرأت وسخاوت ہے۔''

(تہذیب التہذیب ج۲)

حضرت یعلی بن مروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے''۔

(ترمذی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''جسے پسند ہو کہ کسی جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے تو وہ حسین بن علی کو دیکھے''۔

(نورالابصار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

''جس نے حسن اور حسین سے محبت کی اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسن اور حسین سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا''۔

(ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اہل بیت میں سے کس سے سب سے زیادہ محبت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''حسن وحسین سے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے کہ میرے بچوں کو میرے پاس بلاؤ، پھر آپ انہیں چومتے اور سینے سے لگاتے''۔

(ترمذی)

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان سے گزر رہے تھے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں پہنچی، فوراً پلٹے اور جا کر حضرت فاطمہ سے فرمایا :

''کیا تو نہیں جانتی کہ حسین کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کر انہیں اٹھا لیے اور جب تک امام حسین چپ نہ ہوئے آپ گھر سے باہر نہیں نکلے''۔

۔(طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی اغوش میں لے لیا۔حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے کھیلنا شروع کر دیا،حضور نے ان کا منہ کھول کر بوسہ لیا، پھر آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے اپنا محبوب بنا، اور جو اس سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت کر''۔

(نور الابصار)

یہ چند سطور نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی فضائل و مناقب میں قلم بند کیے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی برکت سے میری، میرے والدین اور عالم اسلام کے تمام سنی صحیح العقیدہ لوگوں کی مغفرت فرمائے اور ہمیں صبر حسینی و جذبہ حسینی سے سرشار فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کے نور کا مظہر حسین بن حیدر

خدا کے شیر کا دلبر حسین بن حیدر

ہے جس کے قلب میں سبطین عشق شاہ امم

وہی تو کہتا ہے اکثر حسین بن حیدر

از : محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی، دھامی گچھ، سونا پور، ضلع اتر دیناج پور، مغربی بنگال



سیرت حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

احقر العبد: محمد شاہد رضا قادری رضوی منظری بریلوی اسلامپور اتر دیناجپور مغربی بنگال۔

احباب اہلسنت وحامیان

مسلک اعلیٰ حضرت!

اولیاء اللہ کی جماعت کا ذکر خیر اللہ تعالی نے اپنی لاریب کتاب میں فرمایا۔ارشاد باری تعالی ہے۔۔ومن یطع اللہ والرسول فأؤلئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھدآ والصٰلحین وحسن اولئك رفیقا۔۔ (سورہ المائدہ)

ترجمہ۔۔اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اس آیت کریمہ میں لفظ صالحین سے مراد اولیاء اللہ ہیں۔۔

ان محبان خدا میں سے حضور شہنشاہ اولیاء زبدۃ العارفین شمس الکاملین حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک خاص اہمیت کا حامل ہے۔۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی ان اولیاے کرام اور صوفیاے کرام میں سے ایک ہے جنہوں نے برصغیر پاک وہند کے ظلمت کدوں کو نور اسلام سے منور کیا اور اپنے قول وفعل سے حضور اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔۔یہ بزرگان دین کی بے لوث مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ تھا۔۔کہ برصغیر میں اتنی تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوے۔ان بزرگان دین میں سے حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک ذات ہے جن کو ہدیہ تبرک پیش کرنے کے لیے کتب وتواریخ کی روشنی میں چند گزارشات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ :ذکر الصالحین کفارۃ السیأت۔۔یعنی نیک لوگوں کے ذکر خیر سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔۔ایک دوسری جگہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ عند الذکر الصالحین تنزل الحمۃ۔۔ یعنی اولیاء کاملین کا ذکر خیر کرتے وقت اللہ تعالی کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔حصول برکت کے لیے ہم ان کا ذکر خیر پیش کر رہے ہیں اللہ تعالی قبول فرمائے آمین۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تو وہ ہے کہ نماز پڑھاتے ہیں اور حالت نماز میں لوگوں کے اعتراض کے جواب پر کعبۃ اللہ دکھاتے ہیں۔۔حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت بزرگ بھی سیدنا حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ کے روحانی فیض سے مالا مال ہو کر نوے لاکھ افراد جو کہ کفر وشرک کی ضلالت میں ڈوبے ہوے تھے۔ان تمام کو نبی کریم ﷺ کا غلام بنا دیا۔

اسم گرامی :

سید علی: کنیت: ابوالحسن: لقب : داتا گنج بخش، مخدوم الامم۔ سلسلہ نسب: حضرت مخدوم علی بن عثمان بن سید علی بن عبد الرحمن بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید بن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بن علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

ولادت باسعادت :

سالِ ولادت کسی قدیم کتب میں درج نہیں ہے۔ مؤلفین ومؤرخین نے ظن وتخمین سے 400ھ/ 401ھ لکھا ہے۔ اس کو یقینی نہیں کہا جاسکتا۔۔۔

مقامِ ولادت:

حضرت کا وطن اصلی افغانستان کا شہر غزنی ہے۔" جلابی، ہجویری" اسلئے کہلاتے ہیں کہ یہ دونوں محلے" غزنی" کے ہیں۔ آپ کے والدین کی قبریں غزنی میں ہیں۔ آپ کے خاندان کے تمام افراد صاحب زہد وتقویٰ تھے۔

تحصیل علم :

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ علوم ظاہری و باطنی کے بحرِ ذخار تھے۔ آپ نے صرف"خراسان" میں تین سو علماء ومشائخ سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ، اور ان کے علاوہ حضرت خضر علیہ السلام سے بھی خوب استفادہ کیا۔

بیعت وخلافت :

آپ سلسلہ عالیہ جنیدیہ میں حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن الختلی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا شجرۂ طریقت دس واسطوں سے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

سیرت وخصائص:

اللہ تعالی نہ جانے اپنے دوستوں کی حیات طیبہ کو اتنا دلکش کیوں بنا دیتا ھے کہ ہر کوئی جاں فدا ھے بن دیکھے۔۔۔ یہ اس لیے کہ جو کوئی اپنی حیات کو اسی کی عطا کردہ توفیق سے اسی کی محبت میں دن رات اسی کی یاد سے آراستہ و پیراستہ کرلیتا ھے تو وہ اس کی زندگی کو انمول بنا دیتا ھے مخلوق خدا کی زبان پر اس کی شہرت کے چرچے ڈال دیتا ھے۔۔ دیکھیے یہ خدا کا کتنا بڑا انعام ھے کتنے نامور تاجداروں اور امیروں کے نام مٹ گیے۔۔۔ مگر اللہ اپنے دوستوں کی حیات کو ایسا جاوداں بنا دیتا ھے کہ اہل ذوق اللہ کے ان دوستوں کی ان باتوں کو تلاش کرتے پھرتے ھیں۔۔ جن کی بنا پر اللہ ان سے راضی ہوا تھا ہر کوئی سوچتا ھے کہ شاید اللہ والے کی زندگی سے کوئی بات ایسی مل جاے جو زندگی کے لیے مشعل راہ بن جاے اور اس کی زندگی میں بھی وہ پاکیزگی آجاے جو اللہ کو پسند ھے۔ جس سے وہ اللہ کے ولیوں کو چاہنے والوں





میں شامل ہو جاے ۔۔۔ہوسکتا ھے کہ اللہ اس پر مہربان ہو جاے اور اپنی خاص رحمت کے دھارے کا رخ اس کی طرف پھیر دے تا کہ وہ بھی راہ نجات پاجاے ۔

آئیے حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کے جاوداں پہلوؤں کو اپنے فکروں وذہنوں کی زینت بنالیں ۔۔۔شیخ العالم، عارف باللہ، قدوۂ اہلِ طریقت، کاشفِ اسرارِ حقیقت، مخدوم الامم حضرت سید ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ۔اس نائب رسول مقبول ﷺ نے قیامِ لاہور کے دوران ہزار ہابُت پرست کفار کو کلمہ توحید پڑھا کراُن کے سینوں کو نورِ اسلام سے منور کیا، اور سینکڑوں خداؤں کو پوجنے والوں کو صرف ایک خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے پر مائل کیا، اور لا تعداد گم گشتگان بادیہ ضلالت کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا، اور کتنے ہی خوش نصیبوں کو اپنی نظرِ کیمیا اثر کی بدولت ولایت کے بلند پایہ مراتب پر فائز کیا۔عطاے رسول سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

یہ درست ہے کہ سلطان محمود کی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی یہاں، مسلمان ایک" حاکم قوم" کی حیثیت سے رہنے لگے تھے اور یہاں کے کفار مسلم عوام سے بظاہر مرعوب ضرور تھے، لیکن ان کے قلوب مسلمان فاتحین کے ساتھ نہیں تھے، اور وہ ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتے تھے ۔مگر یہاں تشریف لانے والے صوفیائے کرام بالخصوص حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کے ورودِ مسعود کے بعد یہاں کی مقامی آبادی میں سے لا تعداد لوگ ان کی تبلیغ کے سبب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ۔چنانچہ یہاں کے باشندوں میں سے ایک کثیر گروہ کی دلی ہمدردیاں مسلم فاتحین کے ساتھ ہوگئیں ۔نظریہ وطنیت، خاک میں مل گیا اور دو قومی نظریہ کی بنیادیں رکھ دی گئیں، اور بعد میں آنے والے صوفیہ کرام کی مساعیِ جمیلہ سے اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا جس سے مسلمانوں کی حکومت استحکام پکڑتی گئی۔ فاتحین نے کفار کو تیر وسنان سے زیر کیا تو نائبین مصطفیٰ ﷺ نے انہیں تیرِ نظر سے خدائے واحد کا مطیع ومنقاد بنایا۔۔اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ نے لاہور کو جو قطب ارشاد کا درجہ دیا ہے، اصل میں یہ اُسی قطب الاقطاب (علی ہجویری) کو خراجِ تحسین ادا کیا ہے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"فقیر کے نزدیک یہ شہر لاہور تمام ہندوستان کے شہروں میں قطب ارشاد کی طرح ہے، اس شہر کی خیر و برکت تمام بلادِ ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہیں"

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ تصوف کے اعلیٰ مرتبے پر فائز عشقِ حقیقی سے سرشار فنافی اللہ بزرگ تھے ۔۔لہذا آپ کی گفتگو کے ہر پہلو میں رضاے الہی ۔۔مسلمانوں کی خیر خواہی اور عقائد واعمال کی اصلاح سے متعلق مہکتے پھول نظر آتے ھیں ۔

آئیے ان میں سے چند اقوال ملاحظہ کیجیے ۔

1 ۔۔کرامت ولی کی صداقت علامت ہوتی ھے اور اس کا ظہور جھوٹے انسان سے نہیں ہوسکتا۔

2 ۔۔ایمان ومعرفت کی انتہا عشق ومحبت ھے اور محبت کی علامت بندگی (عبادت) ھے ۔

3۔۔کھانے کے آداب میں سے ہے کہ تنہا نہ کھاے اور جولوگ مل کر کھائیں وہ ایک دوسرے پر ایثار کریں۔

4۔۔ مسلسل عبادت سے مقام کشف ومشاہدہ ملتا ہے۔

5۔۔غافل امرا ۔۔کاہ (سُست) فقیر اور جاہل درویشوں کی صحبت سے پرہیز کرنا عبادت ہے۔

6۔۔سارے ملک کا بگاڑ ان تین گروہوں کے بگڑنے پر ہے۔۔حکمران جب بے علم ہوں، علما حفظہم اللہ بے عمل ہوں، اور فقیر جب بے توکل ہوں۔

7۔۔رضا کی دو قسمیں ھیں۔۔(1) خدا کا بندے سے راضی ہونا۔۔(2) بندے کا خدا سے راضی ہونا۔

8۔۔دنیا سرائے فساق وفجار (گناہگاروں کا مقام) ہے۔

9۔۔بھوک کو بڑا اشرف حاصل ہے اور تمام امتوں اور مذہبوں میں پسندیدہ ہے اس کے لیے کہ بھوکے کا دل ذکی (ذہین) ہوتا ہے، طبیعت مہذب ہوتی ہے اور تندرستی میں اضافہ ہوتا ہے، اور اگر کوئی شخص کھانے کے ساتھ ساتھ پانی پینے میں بھی کمی کردے تو وہ ریاضت میں اپنے آپ کو بہت زیادہ آراستہ کرلیتا ہے۔۔

(کشف المحجوب مترجم، صفحہ نمبر، ۵۱۹)

مختصر یہ کہ! حضرت سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ عظیم ولی کامل تھے۔۔آپ کی تعلیمات قرآن وسنت کے عین مطابق ھیں آپ کی مشہور کتاب کشف المحجوب تصوف پر ایک بہترین کتاب ہے۔آپ نے اپنی اس کتاب میں اہم موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جن میں سے چند موضوعات درج ذیل کے خطبہ میں ذکر کیے گیے ھیں۔۔

1.. آپ نے قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہوے علم کی ضرورت واہمیت بیانی فرماے ہے اور علم کے ساتھ ساتھ عمل کو بھی ضروری قرار دیا ہے اور دینی اور دنیوی علوم حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔۔

2.. حضرت سید علی ہجویری نے تصوف کی حقیقت واہمیت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمایا ہے آپ نے صوفیا کی مختلف اقسام بیان فرمائیں ھیں اصلی اور نقلی صوفی کی پہنچان کرائیں ھیں اور مشائخ کبار کے نزدیک صوفی کی مختلف تعریفات ذکر کی ہے۔۔

3.. آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایثار کی فضیلت اور اہمیت بیان کی ہے اور صحابہ کرام کے اقوال کی روشنی میں اس کی خوب وضاحت فرمائی ہے۔۔

4 حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے عقیدہ توحید کو بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا ہے اور اس پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش فرمائے ھیں اور صوفیاے کرام کے عقیدہ توحید کی پختگی کو خوبصورت طریقے سے ذکر کیا ہے۔۔

5.. حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمہ اللہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں طہارت کی ضرورت واہمیت کو بیان فرمایا ہے اور صوفیاے کرام کے اقوال کی روشنی میں ظاہری اور باطنی طہارت کو خوبصورت انداز میں ذکر کیا ہے۔۔

6... آپ نے توبہ کی ضرورت واہمیت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا ہے اور توبہ کی شرائط اور اقسام پر عالمانہ اندر میں بحث فرمائی

ہے۔۔

آپ کا وصال!

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصالِ پُر ملال اکثر تذکرہ نگاروں کے نزدیک ۲۰ صفر المظفر ۴۹۵ ہجری کو ہوا۔آپ کا مزار منبع انوار و تجلیات مرکز الاولیا لاہور (پاکستان) میں ہے۔اسی مناسب سے لاہور کو مرکز الاولیا اور داتا نگر بھی کہا جاتا ہے۔۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کو تقریبا 900 سال کا طویل عرصہ بیت گیا مگر صدیوں پہلے کی طرح آج بھی آپ کا فیضان جاری ہے۔۔اور آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے جہاں سخی و گدا، فقیر و بادشاہ، اصفیا و اولیا ، اور حالات کے ستاے ہوے ہزاروں پریشان حال اپنے دکھوں کا مداوا کرنے صبح و شام حاضر ہوتے ہیں، حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کا اندازہ اس بات سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ معین الاسلام حضرت خواجہ غریب نواز سید معینالدین حسن چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عرصے تک آپ کے دربار پر مقیم رہے اور منبع فیض سے گوہر مراد حاصل کرتے رہے اور جب دربار سے رخصت ہونے لگے تو اپنے جذبات کا اظہار کچھ یوں فرمایا۔۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا

ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

(مقدمہ کشف المحجوب مترجم صفحہ ۵۹)

اور بعض بزرگوں نے بتایا کہ آپ کا وصال 9 محرم الحرام 465 ہجری بمطابق 1072 عیسوی کو ہوا۔مزار پر انوار لاہور میں مرجع خلائق ہے۔۔

(ماخذ و مرجع : مقدمہ کشف المحجوب 11 :۔۔خزینۃ الاصفیا۔مکتوبات، دفتر اول)



سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی کی علمی خدمات

(عرس مبارک ۲۸ صفر المظفر)

از: محمد تحسین رضانوری شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت

جب کبھی دین ومذہب میں طرح طرح کی برائیاں اور فتنے جنم لیتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُن برائیوں اور فتنوں کا سد باب کرنے کے لیے اپنے کسی مقرب بندے کو پیدا فرماتا ہے، جو خدا داد علمی صلاحیتوں سے مذہب اسلام کو نئی توانائیوں اور صحیح تعبیر کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے، باطل فرقوں اور باطل جماعتوں کے عقائد ونظریات کا رد بلیغ کر کے ان تک قرآن وحدیث کا صحیح پیغام پہنچاتا ہے، جیسا کہ ابو داؤد شریف کی حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کے راوی فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس امت میں ہر ایک سو سال کے بعد اُس شخص کو بھیجے گا جو اُن کے لیے دین کی تجدید کرے گا۔

(ابو داؤد شریف، کتاب الملاحم)۔

چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی آمد کا دروازہ بند ہوگیا، اب لوگوں تک دین کی باتیں پہنچانے کے لیے اللہ رب العزت نے یہ عظیم کام علماء وفقہاء، محدثین ومفسرین کو عطا فرمایا، اور اس پر مزید یہ کہ ہر صدی میں اپنے کسی ایسے خاص بندے کو انبیاء ورسل کا سچا نائب بنا کر بھیجتا ہے جو دین کو از سر نو تازگی بخشتا ہے اور مجدد کہتے ہی اسے ہیں جو کسی پرانی چیز کو نیا بنا دے، جو دین ومذہب، شریعت وطریقت میں پیدا شدہ برائیوں کو دور کر دے، اور اُن تمام رسموں اور رواجوں کو مٹا دے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ اُنہیں عظیم اور عبقری شخصیات میں سے ایک عظیم الشان ہستی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین وسنت کی تبلیغ واشاعت کے لیے پیدا فرمایا جس کو دنیا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

آپ کی پیدائش ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء کو جمعہ کی رات میں پیدا ہوئے، آپ کا نام "احمد" کنیت "ابو البرکات" لقب "بدر الدین" خطاب "قیوم زماں، خزینۃ الرحمہ، امام ربانی، مجدد الف ثانی" ہے، آپ کا نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کے ملتا ہے۔

ولادت کے وقت کے واقعات:

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ: میرے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی آ گئی، تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیاء اللہ میرے گھر پر تشریف لائے ہیں اور مجھے مبارکباد دے رہے ہیں، اُن میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے گزشتہ اور آئندہ تمام اولیاء کے سارے کمالات اپنے فضل وکرم سے شیخ احمد کو عطا فرما دیے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا گنجینہ بنا دیا، دوستوں اس کی زیارت کرو کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے کہ جو بھی اس کی زیارت کرے گا میں اُس کے گناہ بخش دوں گا، اور قیامت کے دن اُس کو اپنے مقربین میں شامل کروں گا۔ اسی طرح آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم علیہ الرحمہ (جو کہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے) فرماتے ہیں کہ: میں اپنے بیٹے شیخ احمد کی ولادت کے دن کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے، اور تمام انبیاء

اور آسمانی فرشتے آپ کے ساتھ ہیں، اور سب کے سب مبارکباد دے رہے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے حد خوشی سے گود میں لے کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہہ کر ارشاد فرمایا :

"میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث، اور میرے قائم مقام ہوگا، اور میری امت کے دینوی اور اخروی کارخانے کو سنبھالے گا۔

تعلیم و تربیت :

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ ایک دینی، علمی، اور روحانی خانوادہ کے چشم و چراغ تھے، آپ کے والد ماجد شیخ عبد الاحد بھی صاحب علم اور متبع کتاب وسنت تھے، جب آپ کی عمر شریف پڑھنے لکھنے کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے آپ کی پڑھائی کی شروعات کی، ابتدائی عمر ہی میں آپ نے قرآن کریم حفظ فرمالیا تھا، اکثر علوم آپ نے اپنے والد بزرگوار ہی سے حاصل کیے، تفسیر وحدیث اور علوم عقلیہ حاصل کرنے کے لیے آپ نے بڑے بڑے جید علمائے کرام کی طرف رجوع کیا، حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو حصول علم کا شوق اس قدر تھا کہ سترہ سال کی عمر میں یا اکیس سال کی عمر میں جملہ علوم وفنون سے فارغ ہو گئے تھے۔

درس و تدریس :

فراغت کے بعد والد ماجد کی بارگاہ ہی سے درس و تدریس کا آغاز فرمایا، مختلف ممالک کے سیکڑوں طلبہ جوق در جوق آپ کی بارگاہ میں حصول علم کی غرض سے آنا شروع ہو گئے، رات دن درس و تدریس کا مشغلہ جاری رہتا، حلقہ تفسیر وحدیث گرم رہتا، آپ طلبہ کو تفسیر بیضاوی، صحیح بُخاری، مشکوٰۃ المصابیح، ہدایہ، بزدوی، عوارف المعارف وغیرہ کتب کا درس دیتے تھے، نیز آپ کو علم قرات کا بھی شوق تھا، آپ طلبہ کو بڑی محنت ولگن کے ساتھ پڑھایا کرتے، صاحبزادگان اور بعض خلفاء نے بھی آپ سے تعلیم حاصل کی۔ اُس زمانے میں آگرہ سرزمین ہند کا دار السلطنت تھا اس لیے مختلف علوم وفنون کے ماہرین وہاں پر جمع رہتے، آپ نے وہاں بھی کافی عرصہ تک درس و تدریس کا کام انجام دیا، آگرہ میں طویل قیام کے بعد آپ واپس سرہند شریف تشریف لائے اور حاجی سلطان (جو کہ آگرہ اور سرہند کے مابین ایک شہر واقع ہے وہاں کے رہنے والے تھے) نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اپنی دختر نیک کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ بیعت و خلافت : سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے، اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ سکندر علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد گرامی شیخ عبد الاحد سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں اپنے استاد محترم مولانا شیخ یعقوب کشمیری علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی، حضرت مجدد کو تمام سلاسل میں خلافت حاصل تھی لیکن سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ آپ ہی کے دم سے اس سلسلے کو پاک و ہند میں اور دیگر ممالک میں فروغ حاصل ہوا۔

آپ کی خدمات :

ایک طرف آپ نے لوگوں کو کتاب وسنت کی طرف دعوت دی، اور شرک و بدعات کے خلاف جدوجہد کی، اور دوسری طرف علماء سوء کے خلاف بھی آپ نے قدم اٹھایا، اور تیسری طرف اقتدار کا رخ بے دینی سے موڑنے اور اکبر کے خود ساختہ و پرداختہ دین جدید کو ختم

کرنے کا اہم رول ادا فرمایا۔ برصغیر میں اکبر کا دور حکومت اسلام پر ابتلا و آزمائش کا دور تھا، اکبر کو دین اسلام کے علاوہ ہر دین سے ہمدردی تھی، ایسے وقت میں شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنے آہنی عزم و استقلال سے تاریخ اسلام کا ایک روشن باب رقم کیا ہے، اور آئندہ ہزار سال کے لیے اُمت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے کر تاریخ اسلام میں مجدد الف ثانی کا لقب پایا، آپ کی تصنیفات : آپ کی بے شمار تصنیفات و تالیفات موجود ہیں، یہ تصانیف اپنے مواد کی ثقاہت، علمی پختگی، معلومات کی کثرت کے اعتبار سے تاریخ اسلام کا لازوال خزانہ ہے، آج آپ کی تصانیف سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد اُن لوگوں سے کہیں زیادہ ہے جنہوں نے بالمشافہ آپ سے علم دین حاصل کیا، اگر آپ کی مکتوبات کا ہی ذکر کیا جائے تو دنیا بھر میں فکر اسلامی کی فہم کے لیے ہر رنگ و نسل کے لوگ اُن سے رجوع کر رہے ہیں، آپ کے علم و فضل، فکر و نظر کا لوہا جہاں اپنوں نے مانا وہیں بیگانوں نے بھی تسلیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حرمین شریفین کے سفر میں شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ایک کتاب کا حوالہ دیا تو حجاز کے علماء کو یہ معلوم ہوا کہ اس کتاب کا معارف و تحقیق کی دنیا میں کس قدر بلند مقام حاصل ہے، اُنہیں کے کہنے پر شاہ ولی اللہ نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی و فکری خدمات کا جائزہ لیا جائے تو بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، متکلم، ماہر تعلیم، مبلغ، مصنف نظر آئیں گے، یہ جائزہ اس حقیقت کو بھی آشکار کرتا ہے کہ جملہ علوم و فنون پر آپ کی نظر کس قدر گہری تھی۔

علم تفسیر :

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ قرآن کریم کے عظیم مفسرین میں سے ہیں، کتاب اللہ کے نصوص کے بارے میں نیز آیات سے پیدا ہونے والے اثر کے متعلق ان کا ذوق بڑا لطیف ہے، آپ کے علم تفسیر کے کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "یہ مکاتیب اسرار دین اور انوار یقین کا جامع ہیں، اور قرآن کریم کے چھپے بھیدوں کو ظاہر کرتے ہیں، ملک حسن علی جامعی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک آیت مبارکہ کی تشریح کے ضمن میں فرماتے ہیں : "حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے نہایت محققانہ تفسیر بیان کی ہے اور کئی حقائق اور نکتے بیان کیے ہیں، اُس میں علوم و معارف کے گوہر لٹائے، اور حق تو یہ ہے کہ اس آیت کی تفسیر کا حق ادا اُنہیں نے کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مکمل قرآن کریم کی تفسیر نہیں لکھی لیکن مکاتب و رسائل میں قرآن کریم کی بہت سی آیات کی تفسیر بیان فرمائی، مفسر بالاثر اور مفسر بالرائے کی حیثیت سے آپ نے مابعد کے مفسرین کو بہت متاثر کیا۔

علم حدیث :

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک عظیم محدث بھی ہیں، شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے کتب و احادیث پڑھیں، علم حدیث میں آپکی مہارت تامہ کا اندازہ آپ کی کتب و رسائل اور مکتوبات سے لگایا جاسکتا ہے، مکتوبات میں کم و بیش تین سو احادیث کے حوالے سے بعض مقامات پر نہایت عمدہ تشریح کے ساتھ ملتے ہیں، متن حدیث میں ایک رسالہ اربعین یعنی چالیس منتخب احادیث کا مجموعہ آپ کی تالیف ہے جو کہ عام طور پر ملتا ہے۔ مکتوبات و دیگر رسائل میں آپ نے بعض مقامات پر اصول حدیث کے فنی مباحث جیسے صحیح، حسن، خبر واحد، خبر متواتر، اور راویوں وغیرہ کے جرح وغیرہ کے حوالے سے بھی گفتگو فرمائی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث

اور اصول حدیث پر آپ کو کس قدر مہارت تامہ حاصل تھی۔

علم فقہ :

اس کے علاوہ آپ کو فقہ، اصول فقہ پر بھی زبردست مہارت حاصل تھی، آپ کو فقہ سے گہری دلچسپی تھی، آپ فقہی کتب کا نہ صرف خود مطالعہ کرتے بلکہ اپنے مریدین کو بھی مطالعہ کا حکم دیتے، علم فقہ کے مقابلے میں بعض دیگر علوم کو ہیچ سمجھتے، ایک مکتوب میں اپنی خواہش ظاہر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ : "علماء اور طلبہ علوم کے گرد بیٹھے ہوں، اور تلویح کے مقدمات اربعہ کی کسی طالب سے تکرار کر رہا ہو، نیز ہدایہ کی تکرار بھی شروع کر رکھی ہو، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حنفی المسلک تھے، اس لیے اپنی تصانیف میں جا بجا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں توصیفی کلمات لکھے ہیں، آپ دلیل تفصیلی کی معرفت کے بعد ہی فتویٰ لکھتے، آپ کا فقہی سرمایہ اگرچہ قلیل ہے لیکن اس میں تحقیق کا وہ اسلوب و معیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہیں، کسی مسئلہ میں بحث کرتے ہوئے اگر کتاب اللہ سے استنباط ممکن ہو تو اسے نظر انداز نہ کرتے، کتاب اللہ سے دلائل بیان کرتے ہوئے کبھی کبھی اصولی اور تفصیلی ابحاث بھی فرماتے، پھر کتب احادیث سے دلائل پیش کرتے، آپ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے اعتبار سے فتویٰ دیتے، اور حنفی مسلک کی تائید و حمایت میں دلائل فراہم فرماتے، آپ فرماتے" ہم مجتہدین کے تابع ہیں جو کچھ وہ فرمائیں وہی کرو، اور ہم بھی وہی کرتے ہیں جس کام سے منع کرتے ہیں وہ نہیں کرتے ہیں۔

آپ کی چند تصانیف کے نام :

آپ نے بے شمار کتابیں اور مکتوبات و رسائل تحریر فرمائے، جن میں سے چند مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں : (۱) اثبات النبوۃ، (۲) رد روافض (۳) رسالہ تہلیلیہ (۴) شرح رباعیات (۵) معارف لدنیہ (۶) مبداء و معاد (۷) مکاشفات عینیہ وغیرہ

وصال :

آپ کا وصال بروز پیر ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ، مطابق جنوری ۱۶۲۵ء کو ہوا۔ آپ کا مزار پر انوار سرہند شریف (انڈیا) میں ہے۔

ماخذ و مراجع : سیرت مجدد الف ثانی، حضرت مجدد الف ثانی

از : محمد تحسین رضا نوری شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت



تارک السلطنت حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنا

(28/محرم. عرس اشرفی کے موقع پر خراج عقیدت)

از: حافظ افتخار احمد قادری برکاتی کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، مغربی اتر پردیش

رابطہ 8954728623 :

تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان اوحدالدین حضور سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بافیض اور بابرکت شخصیت علم وحکمت اور تصوف و روحانیت کی دنیا میں محتاج تعارف نہیں، سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گوناگوں فضائل وکمالات، اوصاف ومحاسن کے جامع کامل تھے، سرکار سمناں کی بات میں عملی عبقریت، ادبی وجاہت، دینی منزلت، عملی جامعیت اور فقر وسلطنت کے مختلف گوشے یکجا تھے، سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف روحانی شخصیت کے مالک نہیں تھے بلکہ علمی اور ادبی میدان میں بھی منفرد اور اعلیٰ مقام رکھتے تھے- سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اپنی روحانیت کے ذریعے اہم کردار ادا کیا، وہیں علمی اور ادبی لحاظ سے بھی عظیم خدمات انجام دیں۔

حضرت سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فکری احاطے میں علم وفن کے سارے گوشے جمع تھے، یہی وجہ ہے کہ سرکار سمناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تدریس، تحریر اور تقریر علم کی سبھی بہاریں دیکھنے کو ملتی ہیں، ان تینوں میدان کے آپ سلطان تھے اور ان میں آپ کو اعلیٰ کمال حاصل تھا- سرکار سمناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں درسیات پر عبور رکھنے والے باصلاحیت مدرس اور ماہر معلم تھے وہیں اپنے اثر انگیز وعظ ونصیحت سے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر لا کر کھڑا کر دینے والے ایک لاجواب اور باعمل داعیٔ اسلام بھی، اور اپنے نوک قلم سے درجنوں قیمتی کتب ورسائل کا علمی ذخیرہ چھوڑنے والے ایک مایہ ناز اور بلند پایہ ادیب بھی، غرض کہ ایک علمی شخصیت میں جو اوصاف وکمالات اور خصوصیات ہونی چاہیے وہ سب آپ کی ذات مبارکہ میں بدرجہ اتم موجود تھیں- آپ بیک وقت مدرس، مصنف، مؤلف، مترجم، مفسر، مفکر، مقرر، حافظ قرآن اور قرآت سبعہ کے قاری تھے- اپنے زمانے کے اکابر علما میں شمار کیے جاتے تھے، آپ کو مختلف علوم وفنون پر دسترس ومہارت حاصل تھی، مطالعہ بڑا وسیع تھا، آپ کا طرز استدلال بڑا عالمانہ تھا، مشکل سوالات واشکالات کی عقدہ کشائی آپ بڑے عالمانہ واحسن انداز میں کرتے تھے، آپ کے عصر میں بڑے بڑے مفکر، منطقی مناظر، فلسفی، آپ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کیا کرتے تھے، اپنے دور کے علما ومشائخ سے آپ کا علمی وروحانی رشتہ بڑا مضبوط ومستحکم تھا- علما سے آپ کے علمی مباحثے بھی ہوئے، آپ نے ان کے اعتراضات کا اطمینان بخش جواب بھی دیا۔

ولادت باسعادت :

حضرت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت بھی اپنی جگہ ایک کرامت ہے- شہر سمناں میں ایک صاحب حال مجذوب شیخ ابراہیم علیہ الرحمہ نامی رہا کرتے تھے، ایک روز سلطان سید ابراہیم اور ان کی اہلیہ محترمہ شاہی محل کے حرم میں تشریف فرما تھے کہ اچانک شیخ ابراہیم مجذوب اس جگہ پر وارد ہوئے، تو سلطان اور ملکہ عالیہ نے ان مجذوب بزرگ کی حد درجہ تعظیم کی اور نہایت

احترام سے اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود ان کے سامنے ادب سے کھڑے ہوگئے، مجذوب نے پوچھا! ابراہیم کیا تو اللہ رب العزت سے بیٹا مانگتا ہے؟ یہ سن کر سلطان اور ملکہ بہت خوش ہوئے، کیوں کہ اولادِ نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے دونوں بہت ملول رہتے تھے اور اکثر بارگاہِ خداوندی میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے، اب مجذوب کی زبان سے اچانک یہ سنا تو دونوں کے چہرے پر خوشی اور مسرت کی لہریں دوڑ گئیں، سلطان نے ادب سے عرض کی آپ بزرگ ہیں دعا فرما دیں، مجذوب بزرگ نے اولادِ نرینہ کی دعا فرمائی اور اٹھ کھڑے ہوئے، چند روز بعد سلطان ابراہیم نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خواب میں دیکھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اے ابراہیم! تجھ کو اللہ رب العزت دو فرزند عطا کرے گا، بڑے کا نام اشرف اور چھوٹے کا نام اعراف رکھنا، اشرف اللہ کا ولی ہوگا اور مقرب بارگاہِ ایزدی ہوگا اس کی پرورش اور تربیت بھی خاص طریقے سے کرنا۔

حضرتِ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے تین ماہ قبل اہل سمنان نے ایک مجذوب کو دیکھا جو شہر کے گلی کوچوں میں نہایت بلند آواز میں یہ صدا لگا رہا تھا،، باادب باملاحظہ ہوشیار جہانگیر زماں اشرف دوراں تشریف لاتے ہیں،، اس مجذوب کو سب سے پہلے اس سپاہی نے دیکھا جو شہر سمناں کی فصیل پر پہرا دے رہا تھا، کیونکہ رات کو شہر کے دروازے بند کر دیے جاتے تھے، تاکہ ڈاکو ولٹیرے اندر داخل نہ ہوسکیں، رات کے سنّاٹے کو چیرتی ہوئی یہ آواز جب اس کے کانوں میں پہنچی تو بڑا حیران ہوا، لیکن اس کی حیرت کی انتہا اس وقت نہ رہی جب اس نے مجذوب کو فصیل کے اندر پایا، کیونکہ فصیل اتنی بلند تھی کہ بغیر کسی ذریعے کے اس کو عبور کرنا کسی انسان کے بس کا کام نہیں تھا، اب سپاہی پر دہشت طاری ہوگئی اور وہ حیرت سے مجذوب کی جانب دیکھ رہا تھا جسکی آواز بلند سے بلند تر ہوتی جارہی تھی اور وہ مسلسل یہی صدا لگا رہا تھا،، باادب باملاحظہ ہوشیار جہانگیر زماں اشرف دوراں تشریف لاتے ہیں،، اس آواز سے شہر سمناں کے در و دیوار گونج رہے تھے، لوگ حیران تھے کہ یہ دیوانہ کون اور کس کے آنے کی خبر دے رہا ہے؟ یہ وہی شیخ ابراہیم مجذوب تھے جنہوں نے سلطان سید ابراہیم کو فرزند سعید کی بشارت دی تھی، اور اب ان کی ولادت سے تین ماہ قبل یہ خبر پورے شہر سمناں میں پھیلا دی تھی، آخر مجذوب کی دعا اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بشارت پوری ہوئی اور 807 / ہجری کو حضرتِ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔

(حیات غوث العالم)

تعلیم و تربیت :

سلطانِ خراسان، سلطان سید ابراہیم نے اپنے فرزند کی تعلیم حفظ قرآن سے شروع کروائی - اور تربیت پر بطورِ خاص توجہ دی، سات سال کی عمر میں حضرتِ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بفضل خدا قرآن مجید مع سات قرآت کے حفظ کیا - اور چودہ سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ میں عبور حاصل کرلیا، حضرتِ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کمسنی ہی میں حضرتِ شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، جو اپنے وقت کے جید عالم دین اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے، حضرتِ رکن الدین کی خصوصی توجہ اور اپنے جذبہ صادق کی وجہ سے حضرتِ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے راہِ سلوک پر گامزن ہوگئے، جب آپ کی عمر

پندرہ سال ہوئی تو آپ کے والدِ ماجد سلطان سید ابراہیم وصال فرما گئے- اس طرح اس کم عمری میں سلطنتِ سمناں کی ذمہ داری کا بار گراں آپ کے کندھوں پر آ گیا، لیکن آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ایسا بہترین نظام چلایا کہ لوگ حیران رہ گئے، آپ نے 722 / ہجری سے 733 / ہجری تک دس سال نہایت عدل و انصاف سے حکومت کی، اسی دوران حضرتِ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو،، اسم ذات،، بغیر مدد زبان ورد کرنے کی مشق کرائی اور اس کے ورد کرنے کا حکم دیا، آپ نے اس کے ورد کی مشق مسلسل دو سال کی، اس مشق کے بعد اشغال اویسیہ کی جانب رجوع ہوئے تو خواب میں حضرتِ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی جنہوں نے براہِ راست آپ کو اشغال اویسیہ کی تعلیم دی اور اجازت شغل مرحمت فرمائی

سیاحت و دین تبلیغ :

حضرتِ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر و مرشد حضرتِ علاؤ الدین گنج نبات رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر تبلیغ دین کے لیے روانہ ہو گئے، آپ نے پوری دنیا کی سیاحت کی اور اس دوران لاکھوں انسانوں کو راہِ ہدایت دکھائی، تبلیغ کے سلسلے میں بڑی بڑی رکاوٹیں آئیں، اور بہت ہی خطرناک جادوگروں سے مقابلے ہوئے لیکن کوئی بھی آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکا، آپ نے اس سلسلے میں تقریر پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ تحریری کام بھی جاری رکھا، آپ نے 31 / کتابیں تصنیف فرمائیں جو مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ ناپید ہو گئیں، لیکن اب بھی الحمد للہ دس کتابیں ایسی ہیں جو صحیح حالت میں ہیں- اور عالم اسلام کے مختلف جامعات میں محفوظ ہیں- اکثر کتابیں فارسی میں تھیں، بعد میں آپ نے ان کا عربی زبان میں ترجمہ کیا، جس طرح ایک کتاب،، فوائد العقاید،، تھی یہ کتاب فارسی میں تھی بعد میں اس کا عربی میں ترجمہ کیا گیا- آپ کے خلیفہ و جانشین حضرت سید عبد الرزاق نور العین فرماتے ہیں کہ جب آپ ملک عرب میں تشریف لے گیے تو بدوؤں نے تصوف کے مسائل جاننے کی خواہش کی تو آپ نے،، فوائد العقاید،، کا عربی زبان میں ترجمہ کیا- آپ کی تصنیفات میں لطائف اشرفی کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس میں آپ نے تصوف کے بڑے اہم اسرار و رموز بیان فرمائے ہیں- طریقت کے تمام سلاسل کے بزرگوں نے اس سے استفادہ حاصل کیا ہے- یہ کتاب دیگر جامعات کے علاوہ کراچی کی لائبیریری میں بھی محفوظ ہے- اور اس کا اردو میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

حضرتِ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف عربی اور فارسی پر ہی عبور نہیں رکھتے تھے بلکہ آپ اردو زبان کے پہلے ادیب بھی مانے جاتے ہیں- چنانچہ جامعہ کراچی کے شعبہ اُردو کے سابق سربراہ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے اپنی تحقیق میں دریافت کیا ہے کہ آپ کا رسالہ اردو نثر میں،، اخلاق تصوف،، بھی تھا- پروفیسر حامد حسن قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ اُردو میں سب سے پہلی نثری تصنیف حضرتِ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ اخلاق و تصوف ہے جو 758 / ہجری مطابق 1308 / عیسوی میں تصنیف کیا گیا، یہ قلمی نسخہ ایک بزرگ مولانا وجیہ الدین کے ارشادات پر محمول ہے- اس کے 28 / صفحات ہیں، قادری صاحب نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ مذکورہ رسالہ اردو نثر ہی نہیں بلکہ اُردو زبان کی پہلی کتاب ہے- اور داستان تاریخ اردو میں لکھے ہیں- اُردو نثر میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں پس محققین کی تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ حضرتِ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اردو نثر کے پہلے

ادیب ومصنف ہیں۔

تصانیف.1: رسالہ مناقب اصحاب کاملین ومراتب خلفائے راشدین.2 رسالہ غوثیہ.3 بشارت الاخوان.4 ارشاد الاخوان.5 فوایدالاشرف .6 اشرف الفوائد.7 رسالہ بحث وحدت الوجود.8 تحقیقات عشق.9 مکتوباتِ اشرفی.10 اشرف الانساب.11 مناقب السادات.12 فتویٰ اشرفی.13 دیوانِ اشرف.14 رسالہ تصوف واخلاق.15 رسالہ حجۃ الذاکرین.16 بشارت المریدین.17 کنزالاسرار.18 لطائف اشرفی.19 شرح سکندر نامہ.20 سرالاسرار.21 شرح عوارف المعارف.22 شرح فصول الحکم.23 قواعد العقائد.24 تنبیہ الاخوان .25 مناقب تصوف.26 تفسیر نور بخشیہ.27 رسالہ درتجویز طعنہ یزید.28 بحرالحقائق.29 نحو اشرفیہ.30 حاشیہ برحواشی مبارک.31 شرح ہدایہ.32 مرقومات اشرفی۔

کرامات :

حضرتِ محبوبِ یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اورخوارق عادات اس قدر ہیں کہ بیان نہیں کیا جاسکتا، یہاں چند کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جب پیر علی بیگ حضرت کی دعا سے ایک مہم کو فتح کرکے واپس آئے، تو اس کے لشکر میں ایک بوڑھا شخص تھا جو سالہا سال سے گھاس لایا کرتا تھا، اس نے نہایت حسرت کے ساتھ یہ کہا کہ آج یوم عرفہ ہے حاجی اپنے کعبہ مقصود کو پہنچے ہوں گے اچھا ہوتا کہ میں بھی اس دولت سے سرفراز ہوتا؟ حضرتِ محبوبِ یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کیا تم حج کرنا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا اگر یہ دولت نصیب ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا- حضرت نے فرمایا آؤ.....وہ شخص آیا...... حضرت نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا جاؤ-فورن اس فرمان کے وہ کعبہ شریف پہنچ گیا اور مناسکِ حج ادا کئے اور تین روز تک کعبہ شریف میں رہا، اس کو خیال ہوا کہ کوئی شخص مجھ کو میرے وطن پہنچا دیتا، اس خیال کے آتے ہی اس نے حضرت محبوبِ یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں دیکھا، قدموں پر گر پڑا، سر اُٹھایا تو اپنے وطن موجود تھا، سبحان اللہ کیا تصرف علی الحقیقت ہے۔

(لطائف اشرفی)

حضرتِ محبوبِ یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب احمد آباد گجرات میں تشریف رکھتے تھے، آپ کے اصحاب ہمراہی تفریحا سیر کو چلے گئے، ایک باغ میں گذر ہوا اس میں حسین معشوقوں کا مجمع تھا، اس جماعت میں ایک فقیر نہایت حسین مہ جبین کو دیکھا گیا حضرت کے ہمراہی اس فقیر کو دیکھنے لگے-ایک شخص نے کہا کہ ذرا بت خانے کے اندر جاکر دیکھو جو نگارخانہ جبین سے ایک ایک حسین تصویر پتھر کی تراش کر بنائی ہے-سب لوگ بت خانے میں دیکھنے گئے مولانا گلخنی بھی اس جماعت میں تھے جب بت خانے میں گئے، ایک عورت کی تصویر حسین مہ جبین پتھر کی تراشی ہوئی نظر آئی، دیکھتے ہی ہزار جان سے اس پر عاشق ہوگئے، بت کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ اٹھ چل۔

عاشق بیدار است اززاری دل

نیست بیماری چوں بیماری دل

حضرتِ عشق نے جب اپنا اثر دکھایا، صبر و قرار، ہوش و حواس، شرم و حیا، سب کو کنارہ کش کر دیا- چند روز بے آب و دانہ اس بت نازنین کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑے رہے، جب اس حالت میں ایک عرصہ گزر گیا تو حضرتِ محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کی حالت عرض کی گئی، فرمایا خود جاؤں گا اور اس کو دیکھوں گا جب تشریف لے گئے ،بہت سے لوگ حضرت کے ہمراہ چلے، جب آپ کی نظر مبارک مولانا گلخنی پر پڑی عجیب حالت بے خودی میں دیکھا کہ کسی آدمی پر ایسی مصیبت صدمہ عشق نہ ہو، مولانا گلخنی کی یہ حالت دیکھ کر حضرتِ محبوبِ یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، اور فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ اس صورتِ سنگین میں روح سما جاتی اور زندہ ہو جاتی۔

زبان مبارک سے یہ فرمانا تھا کہ اس صورت میں جان آگئی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی جتنے لوگ اس مجمع میں حاضر تھے سب نے شور سبحان اللہ سبحان اللہ بلند کیا اور کہا کہ مردوں کو حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام جلا دیتے تھے، حضرت کی یہ کرامت اعجازِ عیسوی کا مظہر ہے حضرتِ محبوبِ یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا گلخنی کا نکاح اس بت نازنین سے کر دیا اور ولایتِ گجرات ان کے سپرد کر کے وہیں ٹھہرا دیا۔

حضرتِ نظام الدین یمنی جامع ملفوظ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ اس بت سنگین سے جو اولاد پیدا ہوتی تھی اس کے ہاتھ کی چھنگلیاں میں ایک گروہ پتھر کی پیدائشی ہوتی تھی، یہ علامت نسل مادری بچوں میں ہوتی تھی۔

(لطائف اشرفی)

. حضرتِ محبوبِ یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالسلطنت روم میں عرصہ تک قیام فرماتے تھے اور ہمراہیوں کے لئے ایک خانقاہ بنائی تھی اور اس کے پہلو میں ایک خلوت خانہ تیار کر دیا تھا، وہاں خود آرام فرماتے تھے- ایک سلطان کے صاحب زادے نے جو حضرتِ مولانا رُومی کے سجّادہ نشین تھے حضرتِ محبوبِ یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی اور بہت سے مشائخ کو بھی اس دعوت میں بلایا، شیخ الاسلام جو بڑے عالم و فاضل تھے اور کسی قدر حضرت کی بارے میں نقطہ چینی دل میں رکھتے تھے دل میں ٹھان لیا کہ جب حضرتِ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اس مجلس میں تشریف لائیں گے تو وہ مشکل مسئلہ ان سے پوچھوں گا جس کے جواب سے وہ عاجز ہوں۔

جب حضرتِ سمناں کے قدم مبارک نے محفل میں جانے کی راہ اختیار کی اور جب تک حضرت دروازے پر پہنچے ناگاہ شیخ الاسلام کی نظر میں ایسا آیا کہ ایک صورت حضرت کی شکل میں حضرت کی جسم سے باہر نکلی اور ایک صورت سے دوسری پیدا ہوئی، اسی مثل کی سو شکلیں شیخ الاسلام کی نظر میں ظاہر ہوئیں۔

مخدوم زادہ رومی استقبال کے لیے دروازے پر آئے اور بڑی عزت سے آپ کو لیا اور سب سے بلند تخت پر آپ کو بٹھایا- شیخ الاسلام کی طرف رخ کر کے حضرتِ محبوبِ یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان میں سے کس صورت سے مسئلہ پوچھتے ہو؟ اس بات کے سنتے ہی ان میں اس قدر ہیبت کا غلبہ ہوا کہ گویا آسمان و زمین ٹکر کھا گئے۔

شیخ الاسلام بے اختیار اٹھے اور حضرتِ مخدوم زادہ رومی کو اپنا مددگار اور شفیع بنایا، اور حضرت کے قدموں پر سر ڈال دیا اور عرض کیا کہ عذرخواہ ہوں تقصیر معاف فرمائیے- فرمایا چونکہ مخدوم رومی کو درمیان میں لائے ہو تو اب نہ ڈرو ورنہ تمہیں بتا دیا جاتا لیکن اس کے بعد کسی شخص کو اس گروہ کے اور کسی درجہ کے صوفی کو بھی نظر انکار سے نہ دیکھنا۔

(طائف اشرفی)

وصالِ مبارک :

حضرتِ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری زندگی سیاحت وتبلیغ دین میں گزاری، اور سیاحت کے دوران کئی سو بزرگانِ دین سے فیض حاصل کیا-سن 808 / ہجری میں ہندوستان میں ہندوؤں کے مقدس مقام اجودھیا کے قریب پہنچے اور کچھوچھ شریف میں اپنی خانقاہ قائم کی-محرم الحرام کا چاند دیکھ کر آپ نے بڑی طمانیت کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ : کاش جد مکرم حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت جلد نصیب ہوتی، اس کے بعد آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور آپ بستر علالت پر دراز ہو گئے، اور آپ نے مریدین کو بلا کر ارشاد فرمایا، میں چاہتا ہوں کہ میری قبر میری زندگی میں تیار ہو جائے-حسب الحکم لحد مبارک تیار کی گئی اور اس وقت نصف محرم گزر چکا تھا، آپ ایک قلم اور کاغذ لے کر قبر میں تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ کر مریدین کے لیے ہدایت نامہ تحریر فرمایا جس میں اپنے عقیدے اور مسلک کی وضاحت فرمائی، اور مریدین کو راہ سلوک طے کرنے، دین کے احکام پر پوری استقامت کے ساتھ عمل کرنے اور شریعت وطریقت پر عمل کرنے کی سخت تاکید فرمائی یہ ہدایت نامہ رسالہ قبریہ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ نے اپنے حجرہ خاص میں مریدین اور خلفا کی موجودگی میں حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کو طلب فرمایا اور ان کو خرقہ مبارک، تاج اشرفی اور تبرکات خاندانی عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا-ظہر کے وقت آپ نے نورالعین کو امامت کا حکم دیا اور خود ان کی اقتدا میں نماز پڑھی-نماز کے بعد آپ خانقاہ میں رونق افروز ہو گئے-اور سماع کا حکم فرمایا قوالوں نے شیخ سعدی کے اشعار پڑھے، ایک شعر پر آپ کو کیفیت طاری ہوگئی اور اسی وجد کی کیفیت میں آپ خالق حقیقی کے دربار اقدس میں پہنچ گئے- آپکا مزار پر انوار کچھوچھ شریف ضلع فیض آباد یوپی میں مرجع خلائق ہے۔

حضرتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب الاخبار الاخیار میں فرماتے ہیں کہ آپ کا مزار کچھوچھ شریف میں ہے یہ بڑا فیض کا مقام ہے اس علاقے میں جنات کو دور کرنے کے لیے آپ کا نام لینا تیر بہدف ہے۔

آپ کا مزار مبارک کچھوچھ شریف میں آج بھی مرجع خلائق ہے اگر چہ سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کو چھ سو سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے، لیکن آج بھی آپ کی یاد لوگوں کے دلوں میں موجود ہے- آپ کا عرس مبارک ہر سال 26 / تا 28 / محرم الحرام کو کچھوچھ شریف میں نہایت شان وشوکت کے ساتھ منایا جاتا ہے- جس میں ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، اور نیپال کے علاوہ دیگر مما لک سے بھی لوگ وہاں جا کر شرکت کرتے ہیں۔

علامہ نقی علی خاں کا علمی مقام

ازقلم :-محمد منیر الدین رضوی مصباحی راج محل

انیسویں صدی عیسوی کا ابتدائی دور مسلمانان ہند کے لیے انتہائی پر آشوب اور پرفتن دور تھا، نت نئی تحریکیں جنم لے رہی تھیں، ایک دوسرے کو کافر وگمراہ کہنے کا بازار گرم تھا، وہابیت سر ابھارنے کی کوشش کر رہی تھی، عظمت نبی پر حملہ ہو رہا تھا، تو دوسری طرف کچھ لوگ اثر ابن عباس کو صحیح ومعتبر مان کر یہ عقیدہ پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ اس زمین کو چھوڑ کر اور بھی چھ زمینیں ہیں اور ہر ایک زمین پر اس زمین کی طرح انبیاے کرام ہوے اور ہمارے آقا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے علاوہ چھ اور خاتم النبیین ہوے---اس وقت ان تمام فتنوں کے سد باب کے لیے ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جسے علوم عقلیہ ونقلیہ دونوں میں مہارت تامہ حاصل ہو، اور تمام علوم وفنون میں ممتاز مقام رکھتا ہو، فکر وتدبر میں یکتاے روزگار ہوں، دقت نظر اور اصابت راے میں بھی بے مثال ہو، جو ایک جانب توحید کی شمع روشن کرے، تو دوسری جانب حضور صلی اللہ تعالی کی محبت کا پرچم لہراے--اور نت نئی تحریکوں کا منہ توڑ جواب دے سکے اور باطل عقائد ونظریات کی بیخ کنی کرے، مسائل شرعیہ میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی فرماے

انیسویں صدی کی تیسری دہائی کے آخر سال میں ایک ایسی ہی گراں مایہ اور عبقری شخصیت نے اس خاکدان گیتی پر قدم رکھا جسے دنیاے اسلام رئیس المتکلمین حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت

حضرت علامہ ومولانا مفتی نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت جمادی الاخری کی آخری تاریخ یا رجب المرجب کی چاند رات ۱۲٤٦ ھجری کو بریلی شریف میں ہوئی-

آپ کے والد حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ اپ نے وقت کے زبردست عالم دین، باکرامت ولی،، بہت متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار تھے، حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ تمام علوم وفنون اپنے والد ہی سے حاصل کیے--رئیس الاتقیا مفتی نقی علی خان بچپن ہی سے متقی، پرہیزگار تھے، شروع ہی سے طبیعت نیکی کی طرف مائل تھی، پھر مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت نے اس میں مزید نکھار پیدا کر دیا، اور سن ۱۲۹٤ ھجری میں مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ مطہرہ حاضر ہوے اور حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے تقوی، پرہیزگاری، اعلی اخلاق وکردار اور علمی عظمت شان کو دیکھ کر اسی وقت آپ کو چاروں سلسلوں کی اجازت وخلافت سے نواز دیا اور سند حدیث بھی عطا فرمائی۔

رئیس الاتقیا علامہ مفتی نقی کا علمی مقا محضرت مولانا نقی علی خاں کا مطالعہ انتہائی وسیع تھا- آپ عالم اسلام کی ان مقدس ترین شخصیتوں میں سے ہیں جنھوں نے تاحیات علم وعرفان کے دریا بہاے- آپ نے زبان وقلم کے ذریعے اشاعت دین اور ناموس رسالت کے لیے جہاد پیہم کیا- علامہ نقی علی خاں- صاحب تصانیف کثیرہ محقق ومدقق عالم تھے آپ کے علم وفضل کی شہادت کے لیے آپ کی تصانیف شاہد عادل ہیں آپ کے قلم سے چالس سے زائد کتب معرض وجود میں آئیں ان میں سے چند مشہور زمانہ تصانیف یہ ہیں:

اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح، سرور القلوب فی ذکر المحبوب، جواھر البیان فی اسرار الارکان، ھدایۃ البریۃ الی شریعۃ الاحمدیہ، اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام، فضل العلم والعلما، احسن الوعا ادب الدعا، ازالۃ الاوھام، تزکیۃ الایقان ردتقویۃ الایمان، وسیلۃ النجات، لمعۃ النبراس فی آداب الاکل والباس، اقوی الذریعۃ الی تحقیق الطریقۃ

اول الذکر کتاب علامہ نقی علی خاں کی بہت ہی مشہور و معروف تصنیف ہے اس کتاب کے بارے میں سیدنا امام اعلی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

''اس کتاب میں وہ قواعد ایضاح و اثبات فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت حسرت اس عظیم و جلیل کتاب میں حضرت علامہ نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے ان اصول و قواعد کی وضاحت فرمائی ہے جو ہم اہلسنت اور وہابیہ، نجدیہ، دیوبندیہ اور غیر مقلدین کے درمیان زمانہ دراز سے محل نزاع ہیں۔

آپ نے اس طرح بیس قواعد تحریر فرمائے اور ہر قاعدہ کو خوب شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرما کر ایسی تحقیق انیق فرمائی کہ مزید چوں چراں کی گنجائش باقی نہیں رہتی --منصف مزاج غیر جانبدار شخص اگر ان اصول کا سنجیدگی سے مطالعہ کرے تو بلاشبہ وہ حضرت اقدس مصنف علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں داد و تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا- نیز ان قواعد کو تسلیم کرنے کے بعد عصر حاضر کے سیکڑوں دینی و شرعی مسائل میں نزاع خود بخود مرتفع ہو جائے گا-

قاعدہ اولی (۱) میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ" الفاظ شرعیہ سے حتی الامکان ان کے معانی حقیقیہ مراد ہوتے ہیں--اس قاعدہ کے تحت چار فائدے تحریر فرمائے- فائدہ اولی میں معنی الہ کی تحقیق فرمائی- معنی الہ کی تحقیق کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ" الہ شرع میں بمعنی مستحق للعبادۃ ہے"--صرح الامام فخر الدین الرازی فی "التفسیر الکبیر" حیث قال: "من قال ان الالہ ھو المعبود فقد اخطا لانہ کان الھا فی الازل ولم یکن معبودا لعدم العابد"--یعنی الہ کا معنی مستحق عبادت ہے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں صراحت فرمائی جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے الہ کا معنی معبود کیا اس نے خطا کیا کیونکہ اللہ تعالی ازل میں الہ تھا اور معبود نہیں تھا کیونکہ معبود کے عابد ضروری ہے-

،فائدہ ثانیہ معنی عبادت کی تحقیق میں، فائدہ ثالثہ معنی شرک کی تحقیق میں، فائدہ رابعہ معنی بدعت کی تحقیق میں-- چاروں فائدوں کی تحقیق و وضاحت میں آپ نے (۸۰) اسی کتابوں کے حوالے پیش فرمائے جو بلاشبہ آپ کے تبحر علمی اور وسعت مطالعہ کا بین ثبوت ہیں---اس قاعدہ کے تحت فائدہ رابعہ میں آپ نے بدعت کی نفیس تحقیق فرمائی ہے-- جو شایان مطالعہ ہے، مثلا ایک جگہ فرماتے ہیں- بالجملہ مجرد عدم فعل خواہ عدم نقل حضور سے نہ مثبت کراہت و حرمت، نہ تحدید زمانہ اس میں معتبر اور نہ فقدان کسی فعل کا ازمنہ ثلاثہ میں اس کی ضلالت و بدعت سیہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور استدلال اکابر فرقہ وہابیہ اس بات پر کہ جو امر قرون ثلاثہ یعنی عہد سید المرسلین و زمانہ صحابہ و تابعین میں نہ

پایا جاے بدعت وضلالت ہے" حدیث: "خیر امتی" سے محض بے جا ہے--اس کے بعد اپنے دعوے پر چند دلائل پیش فرماے طوالت کے خوف سے صرف ایک پر اکتفا کیا جاتا-

حدیث کا فرمان: کہ "تابعین کا زمانہ بہتر ہے" اس کا یہ مطلب بیان کرنا کہ صرف اہل زمانہ کے اعتبار سے اس میں خوبی پائی جاتی ہے درست نہیں بلکہ الفاظ حدیث تو اس معنی کی صراحت کر رہے ہیں کہ تابعین کا زمانہ عہد نبوت سے قریب ہونے کے سبب بہتر ہے اور صحابہ کرام کا زمانہ عہد رسالت سے قریب تر ہونے کے سبب بہتر ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ زمانے فی نفسہ بہتر، تو تمام افعال و اشخاص بہتر ہے -- یا اپنی ذات کے اعتبار سے بہتر، تو بعد کے تمام زمانے شر و فساد سے بھرے ہیں، اور ان زمانوں میں ایجاد ہونے والے تمام کام سراسر ناجائز اور خلاف شرع ہیں، بلکہ خوبی و اچھائی کا مدار خود افعال کی خیر و خوبی پر ہے--

جمع قرآن کے موقع پر صحابہ کرام نے اسی پر اتفاق اور اجماع فرمایا-- قاعدہ ۲ میں تحریر فرماتے ہیں "چند افعال نیک کا مجموعہ نیک ہی رہتا ہے" دلائل عقلیہ کی روشنی میں نہایت عمدہ بحث ہے جو آپ نے اپ نے دعوے کے اثبات میں تحریر کی اور پھر سات کتابوں کی سند سے مخالفین کے لیے مسکت جواب دیئے -اس قاعدے کی رو سے فاتحہ اور سوئم وغیرہا امور متنازعہ کا جواز اظہر من الشمس و ابین من الامس ہو جاتا ہے قاعدہ ۳ میں مشہور قاعدہ بیان فرمایا کہ "اشیا میں اصل اباحت ہے" تقریباً ۳۰ کتابوں سے حوالہ دے کر یہ واضح فرمایا کہ اصل کلی زمانہ قدیم سے معمول بہ ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت--- قاعدہ ٤ میں فرمایا: "قرآن و حدیث کے عموم و اطلاق سے استدلال عہد صحابہ سے بلا نکیر جاری ہے" اس قاعدہ کو ۲۵ سے زائد کتابوں کے حوالے سے ثابت فرما کر حق تحقیق ادا کر دیا قاعدہ ۵ میں فرمایا: "فعل قبیح سے مقارنت کے سبب فعل حسن ہر جگہ قبیح نہیں نہیں ہو جاتا ہے" درمختار" اور "البحر الرائق" سے اس کی نظیریں پیش فرما کر منکرین کی ذہن دوزی فرمائی ہے-- قاعدہ ٦ میں فرمایا "کفار و مبتدعین سے افعال میں مشابہت ہر جگہ حرام و کفر نہیں، اس کے لیے چند شرائط ہیں" اس کی وضاحت کے لیے آپ نے متعدد کتابوں کے حوالے دے کر فرمایا کہ احادیث مشابہت سے تشبہ کفار مطلق ممنوع ٹھہرانا اقوال علما کے سراسر خلاف ہے-- قاعدہ ۷ میں یہ بیان فرمایا کہ "کسی با عظمت شئ کی طرف نسبت سے زمان و مکان بھی عظیم ہو جاتے ہیں" قرآن و حدیث سے استدلال فرما کر اس اصل کی خوب خوب وضاحت فرمائی، جو بلا شبہ مخالفین کے لیے تازیانہ عبرت ہے-- قاعدہ ۸ میں بیان فرمایا کہ "جو بات اہل اسلام میں بلا نکیر رائج ہو وہ محمود و حسن ہوتی ہے ، قاعدہ ۹ میں تحریر فرمایا کہ قول جمہور قول کل کی طرح حجت شرعی ہے قاعدہ ۱۰ میں فرمایا کہ دلالۃ النص وغیرہا کے ذریعہ احتجاج مجتہد کے ساتھ خاص نہیں- قاعدہ ۱۱ میں بیان فرمایا کہ حرمین شریفین میں بے انکار علما کسی بات کا رواج اس کی خوبی پر دال ہے- قاعدہ ۱۲ میں ہے اجماع سکوتی حجت ہے- قاعدہ ۱۳ میں ہے "کسی مسئلہ میں اختلاف کے بعد اتفاق کر لینا اختلاف کے کالعدم ہونے کی دلیل ہے بلکہ اب یہ مسئلہ اجماعی ہو جاتا ہے قاعدہ ١٤: -نیک کام کو شروع کر کے التزام کر لینا مستحسن ہے- قاعدہ :١٥-حضور صلی اللہ تعالی کی تعظیم و تکریم ہر طرح خدا جل جلالہ کو پسند ہے- قاعدہ ١٦: -حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ادب و احترام حضور سید عالم کی حیات ظاہری کے ساتھ خاص نہیں ہے- قاعدہ: ١٧- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر، نام اور کلام کی تعظیم بھی حضور کی تعظیم ہے قاعدہ ١٨: -تعظیم کے لیے معظم کا پیش نظر اور محسوس ہونا ضروری نہیں-- قاعدہ ١٩: -حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم طریقہ قدیم و جدید ہر طرح سے محمود ہے

قاعدہ ۲۰ میں آپ نے تحریر فرمایا کہ "تعظیم وتوہین میں عرف وعادت کا بڑا اعتبار ہے--ان تمام قواعد کو قرآن وحدیث، اور آئمہ مجتہدین کے اقوال وکتب سے کثیر دلائل وبراہین سے ثابت کئے ہیں- واقعی مذکورہ کتاب قابل مطالعہ ہے اور مصنف کے تجر علمی کا بین ثبوت ہے۔

(اصول الرشاد کے مقدمہ کی تلخیص)

دوسری کتاب "تفسیر سورہ الم نشرح" سورہ الم نشرح میں، نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کا بیان ہے-

علامہ نقی علی خاں نے اس مختصر سورہ مبارکہ کی تفسیر لکھی ہے- اور ماشاء اللہ شان وکمال دیکھیے کہ قرآن کریم کی ۸ مختصر آیات کی تفسیر بڑے سائز کے ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اگر اسے دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق پبلش کیا جائ تو شاید ۱۰۰۰ صفحات تک پہنچ جاے اس کتاب کا اردو نام انوار جمال مصطفی ہے-- علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا علمی مقام ومرتبہ کس قدر بلند تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگا یا جا سکتا ہے کہ سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلیوی قدس سرہ العزیز انہیں کے خوان علم سے فیض پا کر دنیاے سنیت کے امام اور دین وملت کے مجدد اعظم کہلاے اس کا تذکرہ خود امام احمد رضا نے متعدد مقام پر کیا چنانچہ اعلی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلیوی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی (علیہ رحمۃ القوی) تشریف لاے ہوے تھے انہوں نے رخصت کے وقت عرض کیا کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کر دوں حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں---ارشاد ہوا" ضرور تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسے میں درس دیں" ردوہابیہ" اور" افتا" یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق (یعنی ماہر طبیب) کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے- میں بھی ایک طبیب حاذق (علامہ نقی علی خاں) کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آے تھے اچھی طرح یاد ہیں-- نیز فرماتے ہیں میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم کو بڑی کوشش اور جانفشانی سے (یعنی جان توڑ محنت) سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح (یعنی زائد کلام نکالنے کے بعد) آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گیے-- وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے۔

(الملفوظ حصہ اول ص ۱۴۱)

علامہ نقی خاں رحمۃ اللہ علیہ کا تجر علمی، اور علمی وفقہی مقام اعلی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلیوی کے ان جملے سے بھی لگا سکتے ہیں جن کو اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے چنانچہ اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ جو دقت انظار، وحدت افکار وفہم صائب ورائے ثاقب حق جل وعلی نے انہیں عطا فرمائی- ان دیار وامصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی، فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا- وہی ظہور میں آیا- عقل معاش ومعاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع، بہت سنا یہاں آنکھوں دیکھا اصول وفروع اور عقائد وفقہ میں علامہ مفتی نقی علی خاں پر اعلی حضرت کو اعتماد کلی حاصل تھا۔

رئیس الاتقیا علامہ مفتی نقی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ اعلی حضرت امام احمد رضا خاں کو ہندوستان کے جن دو شخصیت پر اعتماد کلی حاصل تھا ان میں سر فہرست علامہ نقی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکت ہے جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی فرماتے ہیں آہ آہ، آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانہ ہوش میں دو بندہ خدا تھے جن پر اصول وفروع اور عقائد وفقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت حاصل تھی-اول اقدس حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد کسی کے دل میں یہ خیال گزر سکتا ہے، اعلی حضرت اپنے والد کی تعریف بڑھا چڑھا کر کر رہے ہیں اس شبہ کو بھی اعلی حضرت نے اپنے اس ارشاد سے زائل فرمادیا اور اعلی حضرت جیسے محتاط زبان وقلم والے سے یہ ممکن نہیں کہ کسی اپنے کی تعریف میں مبالغہ ارائی سے کام لے چنانچہ فرماتے ہیں حاش للہ نہ اس لیے کہ وہ میرے والد و والی ولی نعمت تھے بلکہ اس لیے کہ الحق، والحق اقول، الصدق واللہ یحب الصدق (یعنی یہ حق ہے اور میں حق کہتا ہوں، یہ صدق ہے اور اللہ تعالی صدق کو محبوب رکھتا ہے میں نے اس طبیب صادق کا برسوں مطب پایا اور دیکھا کہ عرب وعجم میں جن کی نظیر نظر نہ آئے یا اس جناب رفیع قدس سرہ البدیع کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا ملکہ حاصل تھا اگر چہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق و معضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں--علامہ نقی علی خان کا علمی کمال ملاحظہ فرمائیے اعلی حضرت فرماتے ہیں خادم کمینہ کو مراجعت کتب واستخراج جزئیہ یہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے "ظاہراً" حکم یوں ہونا چاہیے جو وہ فرماتے وہی نکلتا، یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکالتا تو زیادت مطالعہ نے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا-عجم کی حالت تو آپ ملاحظہ ہی فرماتے ہیں عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا ادنی خوشہ چیں وزلہ ربا، جو مکہ معظمہ میں اس بار حاضر ہوا، وہاں کے اعلم العلما وافقہ الفقہا سے چھ چھ گھنٹے مذاکرہ علمیہ کی مجلس گرم رہتی--جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دوحرف جانتا ہے-اپنے زمانے کے عہد افتا کے مسائل کثیرہ جن میں وہاں کے علما سے اختلاف پڑا یا اشتباہ رہا، اس ہیچ میرز پر پیش فرمانا شروع کیے جس مسئلہ کا حکم اس احقر نے ان کی موافقت میں عرض کیا آثار بشاشت ان کے چہرہ نورانی پر ظاہر ہوے اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماع دلیل سے پہلے آثار حزن نمایاں ہوے اور خیال فرماتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی--یہ اسی طبیب حاذق کی کفش برداری کا صدقہ ہے۔

(۲) دوم والا حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا مولوی عبد القادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریف-پچیس برس فقیر کو اس جناب سے صحبت رہی ان کی سی وسعت نظر وقوت حفظ، وتحقیق انیق ان کے بعد کسی میں نظر آئی-ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کے آنکھیں بند کرکے اس کے فتوے پر عمل ہو

(فتاوی رضویہ جلد ۲۹ ص ۵۹۰)

علامہ نقی علی خاں کے القاب اعلی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے اپنے والد ماجد کو جن القاب واوصاف سے یاد فرمایا ہے ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

الامام الھمام (یعنی بلند ہمت امام) والفاضل الطمطام (زبردست فاضل) والبحر الطام (علم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر) والبدر التام

(چودھویں کے چاند) حامی السنن (سنتوں کے محافظ) ماحی الفتن (فتنے مٹانے والے) ذوتصانیف رآ※ قة (عمدہ کتابیں لکھنے والے) بقیة السلف (بزرگوں کی نشانی) حجة الخلف (اپنے بعد والوں کے لیے دلیل) ناصح الامة (امت کے نصیحت کرنے والے) کاشف الغمة (مشکلات حل فرمانے والے)

ان کے علاوہ اور بھی القاب واوصاف ہیں جن کو اعلی حضرت نے اپنے والد علامہ نقی علی خاں کے فضائل واوصاف بیان کرتے ہوے تحریر فرمایا ہے-ان اوصاف والقاب سے علامہ مفتی نقی خاں کے علمی شان وشوکت کا پتہ چلتا ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲۸ ص ٤٩٥)

کسی بھی صحابی کی توہین نا قابل برداشت!

ہمارا مسلک، مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے۔۔۔حضرت سید امین میاں (مارہرہ شریف)

”سبھی صحابہ کرام کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔کسی بھی صحابی کی توہین نا قابل برداشت ہے۔ہمارا مسلک، مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ہمارے آباواجداد نے وصیت کی کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔ہم اپنے مسلک پر قائم ودائم ہیں“۔

”(ارشاد بموقع عرس احسن العلماء، 8 جمادی الاولیٰ 1444ھ، بمقام مینارہ مسجد، ممبئی)



اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت اور اصلاح معاشرہ!

احقر العبد محمد شاہد رضا قادری، رضوی، بریلوی، اسلامپور اتر دیناجپور مغربی

بسم الله الرحمان الرحيم!

لك الحمد ياالله

والصلوة والسلام عليك يارسول الله

ياحبيب الله صلى الله عليه واله وسلم!

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے

شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

رزقِ خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا

شکرِ کرم ترس سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

احبابِ اہلسنت وحامیانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت!

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، عرب سے عجم تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ھے اپنے عہد میں برصغیر کے سب سے بڑے دینی پیشوا تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت رکھنے والے، اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے والے، دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ھیں، دین اسلام کے لیے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات ناقابل فراموش ھیں،، آپ نے اپنے قلم کے ذریعے امت مسلمہ کو باہم اتحاد کا درس دیا، ان کے دلوں میں عشقِ رسول کی شمع فروزاں کی، عقائد اہلسنت کا تحفظ فرمایا، نت نیے سر اٹھانے والے فتنوں کی سرکوبی کی، اور بدمذہبوں کا رد فرمایا، اور اپنے اور اخلاقی علمی اعتبار سے پستی کے شکار مسلم معاشرے کی اصلاح فرمائی! _

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک عظیم فقیہ اور بے مثل مسلم رہنما ہی نہیں تھے ـ ـ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ امت کے ایک عظیم مصلح (یعنی اصلاح کرنے والے) ایک قائد بھی تھے، یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں کی سازشوں، اور امت مسلمہ کے داخلی وخارجی مسائل پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گہری نظر تھی، مسلمانوں کے حالتِ زار، بے عملی اور دین سے دوری پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل بہت رنجیدہ وملول ہوتا تھا یہی وجہ ھے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پوری زندگی فتنوں کی سرکوبی، اور اصلاح معاشرہ کے لیے بھرپور کردار ادا کیا، آپ کے فتاویٰ جات اور تحریریں، اس امر کا واضح اور بین ثبوت ھیں ـ

عقائد میں امت کی اصلاح!

احباب اہلسنت وحامیانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت! چودھویں صدی ہجری میں مسلمانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح کا سہرا بلاشک وشبہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے سر ھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف امت مسلمہ کے عقائد ونظریات کی حفاظت فرمائی،

بلکہ انہیں ضعیف الاعتقادی کے دلدل سے باہر بھی نکلا، جب لوگوں نے یہ سمجھ کر قبروں پر چراغ جلانا شروع کر دیے کہ اس سے مردوں کا دل بہلتا ھے اور ان کی قبروں میں روشنی ہوتی ھیں۔،، تب امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضعیف الاعتقادی کا خوب رد فرمایا، اور امت مسلمہ کی درست عقائد و نظریات کیفرف رہنمائی فرمائی،، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: جس طرح یہاں جہال میں رواج ھے کہ مردہ کو جہاں کچھ زمین کھود کر نہلاتے ھیں، جسے عوام لحد کہتے ھیں، وہاں چالیس 40 رات چراغ جلاتے، اور یہ خیال کرتے ھیں کہ چالیس 40 شب روح لحد پر آتی ھے اندھیرا دیکھ کر پلٹ جاتی ھے کہ یونہی اگر وہاں جہال میں رواج ہو کہ موت سے چند رات تک گھروں سے شمعیں جلا کر قبروں کے سرہانے رکھ آتے ہوں اور یہ خیال کرتے ہوں کہ نئے گھر میں بے روشنی کے گھبرائے گا تو اس کے بدعت ہونے کیا شبہ ھے؟ اور اس پتا یہاں بھی قبروں کے سرہانے چراغ کے لیے طاق بنانے سے چلتا ھے اور بے شک اس خیال سے جلانا، فقط اسراف و تضیع مال ہی نہیں، کہ محض بدعت عمل ہو بلکہ بدعتِ عقیدہ ہوے، کہ قبر کے اندر ان چراغوں سے روشنی اموات کا اس سے دل بہلنا سمجھا!''

دین کا دشمن ہو یا دوست سب کے واسطے! ھے تیری حق گو زباں احمد رضا خاں قادری!

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الجنائز، باب احوالِ قربِ موت، رسالہ، بریق المنار، ج ۷، ص: ۳۱۱)

عقیدہِ ختمِ نبوت پر امت کی رہنمائی!

احباب اہلسنت و حامیانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت!

جب مسلمانوں کے ایمان کی اساس، یعنی عقیدہ ختم نبوت سے، لفظوں کی ہیر پھیر کے ذریعے چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوشش کی گئی ، اور بعض بدبختوں کی طرف سے یہ کہا گیا! کہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ھے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوا ہو، بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا، تب امام اہلسنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فوری طور پر میدانِ عمل میں اترے، اور ہندوستانی مسلمانوں کے عقیدہِ ختم نبوت کی حفاظت فرمائی، اور بحیثیت مصلح امت، عقیدہِ ختم نبوت ﷺ متعلق رہنمائی کرتے ہوے ارشاد فرمایا: حضور پرنور خاتم النبین سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و علیہم اجمعین! کا خاتم یعنی دینا میں تشریف لانے میں آخری جمیع انبیا و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا، ضروریات دین سے ھے،، جو اس کا منکر ہو، یا اس میں ادنی شک و شبہ کو بھی راہ دے، وہ کافر مرتد ملعون ھے! آیہ کریمہ! ولکن الرسول اللہ وخاتم النبین: ہاں (محمد) اللہ کے رسول ھیں اور سب نبیوں کے آخری نبی ھیں! اور حدیث متواتر! (لانبی بعدی) کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں" سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً وخلفاً ہمیشہ یہی معنی سمجھے،، کہ حضور اقدس ﷺ بلا تخصیص، تمام انبیا میں آخری نبی ہوے۔ حضور ﷺ کے ساتھ یا حضور کے بعد، قیامِ قیامت تک، کسی کو نبوت ملنی محال، ناممکن ھے۔

کلکِ رضا ھے خنجرِ خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں!

(صحیح البخاری، باب، ماذکر عن بنی اسرائیل، ر: ۳۴۵۵: ص، :۵۸۲وصحیح مسلم" کتاب الاامارة، ر: ۴۷۷۳: فتاویٰ رضویہ، کتاب الردوالمناظرة، رسال"المبین خاتم النبین" ۲۲/ ۲۰/ ملخصاً:)

تحریری صورت میں مسلم امہ کی اصلاح!

احباب اہلسنت وحامیانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت! بعض لوگوں نے جب اپنی جہالت اور شاطرانہ سوچ سے مغلوب ہو کر، قرآنِ کریم کے ترجمہ میں خیانت سے کام لیا، اور اس میں اپنے باطل عقائد ونظریات، اور گمراہ کن کی افکار کی آمیزش کی، تب امام اہلسنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر دینی مصروفیات کے باوجود ترجمہ قرآن، "کنزالایمان" کی صورت میں مسلمانوں کی نظریاتی اصلاح فرمائی، اور "تمہید ایمان" کے ذریعے مسلمانوں کو ان کے شر ورفتن سے آگاہ فرما کر، ان کی صحبت و ہمنشینی سے دور رہنے کا حکم دیا : فقہی رہنمائی کے حوالے سے بات کی جائے، تو امام اہلسنت امام احمد رضا نے" فتاویٰ رضویہ" کی صورت میں ہزار ہا فقہی مسائل اور فتاویٰ کے ذریعے امت کی اصلاح فرمائے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتاویٰ جدید اڈیشن میں تیس ۳۰ جلدوں پر مشتمل ھے، جس کے تقریباً بائیس ۲۲ ہزار صفحات ھیں، جبکہ یہی فتاویٰ رضویہ ۱۴۳۸ھ/ دو ہزار ۲۰۱۶ / میں جدید تحقیق وتنقیح وکمپوزنگ، نیز، ۱۰۳ تین اضافی فتاویٰ، ۱۷ نیے رسائل، اور جدید فقہی ترتیب کے ساتھ بائیس ۲۲ جلدوں میں، ادارہ اہلسنت کراچی سے بھی شائع ہو چکا ھے، اور ہندوستان کے جماعت رضا مصطفیٰ ورضا اکیڈمی کے سرپرستی و پرچم تلے فتاویٰ رضویہ عام وشائع ہو چکا ھے۔۔۔۔

مسلکِ حق کی ضمانت ھے ترا نام
رضا شانِ تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا

کفار ومشرکین کے میلوں میں شرکت!

احباب اہلسنت وحامیانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت! ہندوستان میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ پائے جاتے ھیں۔۔البتہ مسلمان اور ہندو اور دیگر آفاقی اور غیر آفاقی مذاہب کی بہ نسبت تعداد میں زیادہ ھیں باہمی معاشرت اور علم دین سے دوری کے باعث ان کے میلوں اور مذہبی تہواروں میں مسلمانوں کی شرکت کا مرض۔۔امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں عام ہو رہا تھا۔۔ یہ بات جب امام اہلسنت کے علم میں آئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مصلحت کا شکار ہوے بغیر ایک مصلح کا کردار ادا کیا ھے اور ارشاد فرمایا کہ ان کا میلہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقاً ناجائز ھے (اس کی ممکنہ چار ۴ صورتیں ھیں)

(1) اگر ان کا مذہبی میلہ ھے، جس میں وہ اپنا کفر وشرک کریں گے۔۔کفر کی آوازوں سے چلائیں گے، جب تو ظاہر ھے، اور یہ صورت سخت حرام من جملہ کبائر ھے۔۔البتہ یہ کفر نہیں ھے، ہاں (معاذ اللہ) ان میں سے کسی بات کو پسند کرے یا ہلکا جانے، تو آپ (خود) ہی کافر ھے، اس صورت میں عورت نکاح سے نکل جائے گی اور یہ اسلام سے، ورنہ (یعنی بصورت دیگر فاسق ھے)

(2) اور اگر مذہبی میلہ نہیں بلکہ لہو ولعب کا ھے، جب بھی ناممکن کہ منکرات وقبائح، (غیر شرعی امور سے خالی ہو) اور منکرات ممنوعہ شرعی امور کا تماشا بتانا جائز نہیں۔۔

(3) اور اگر تجارت کے لیے جائے اور میلہ ان کے کفر وشرک کا ھے، جب بھی جانا ناجائز وممنوع ھے، کہ اب وہ جگہ ان کا معبد۔۔(یعنی عبادت

گاہ ہے) اور معبد کفار میں جانا گناہ ہے۔

(4) اور اگر میلہ لہو ولعب کا ہے، خود اس سے بچے، نہ اس میں شریک ہونا اسے دیکھے، نہ وہ چیزیں بیچے جوان کے لہو ولعب ممنوع کی ہوں، تو جائز ہے، پھر بھی مناسب نہیں کہ ان کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے، تو اس سے دوری ہی میں خیر وسلامت ہے۔۔

(فتاویٰ رضویہ، کتاب العقائد والکلام، ہنود کا میلہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقا ناجائز ہے، ج ۱۷، ۱۰۷، ۱۰۸، ملتقطعا،)

محرم الحرام اور ماہِ صفر میں نکاح کی ممانعت کا تاثر!

احباب اہلسنت وحامیانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت! مسلم معاشرے میں یہ بات غلط طور پر مشہور ہے کہ محرم الحرام اور ماہ صفر میں شادی و بیاہ وغیرہ نہیں کرنا چاہیے، امام اہلسنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوچ کی نفی فرمائی، اور اصلاح معاشرہ کا فریضہ انجام دیتے ہوے ارشاد فرمایا کہ نکاح کسی مہینے میں منع نہیں، لہذا مذکورہ بالا دونوں مہینوں میں نکاح کرنا شرعا جائز ہے، لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز کہ کوئی اس مہینے کی حرمت کو بھول جاے، اور شادی بیاہ کے نام پر ڈھول، باجے تاشے اور ناچ گانے کا اہتمام کرے، کہ یہ امور عام ایام میں بھی حرام و ناجائز تھے، اور محرم الحرام میں تو اس کی حرمت مزید اشد ہے، لہذا اگر کوئی شخص نہایت سادگی سے دو ۲ شرعی گواہوں کی موجودگی میں نکاح کی سنت ادا کرنا چاہتا ہے تو اس میں شرعا کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کوئی شخص اپنے بیٹے یا اپنی بیٹی کی دھوم دھام سے شادی بیاہ کرنے کا خواہاں ہے، تو چاہیے کہ وہ سد ذرائع اور ممکنہ فتنہ وفساد اور انتشار بین المسلمین کے پیشِ نظر، شادی کو کسی اور ماہ میں مؤخر کردے تو اور زیادہ بہتر ہے۔۔ علاوہ ازیں اس موقع پر شہداے کربلا کے ساتھ ہونے والے ظلم وستم کا یاد کر کے امت مسلمہ، بالخصوص سادات کرام کے دل بھی رنجیدہ ہوتے ہیں، لہذا ان کی ممکنہ دل آزاری سے بچنے اور ان کے حق کی رعایت کرتے ہوے حکمِ جواز کے باوجود، شادی بیاہ کی تقریب کا انعقاد نہ کرنا بہتر ہے، کیونکہ ضروری نہیں کہ جو کام جائز ہے اسے بہر صورت انجام ہی دیا جاے، واللہ اعلم بالصواب۔۔

(فتاویٰ رضویہ، کتاب النکاح، ج ۹، ص، ۱۳۷:)

ڈھونگی پیروں فقیروں کا لمبی لمبی چوٹیاں رکھنا!

احباب اہلسنت وحامیانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت! آج کل بعض ڈھونگی پیر فقیر اور ملنگ لوگ، اپنے بال بڑھا کر عورتوں کیطرح لمبی لمبی چوٹیاں رکھتے ہیں، اور ولادت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں، یاد رکھیے ایسے لوگوں کا تصوف سے کوئی لینا دینا نہیں، یہ سب ڈھونگی اور جعلی ساز پیر ہیں ایسوں کے دام فریب میں ہرگز نہ آئیں!! بدقسمتی سے اب تو حال یہ ہے کہ فیشن (Fashion) کے نام پر ہمارے نوجوان بھی، عورتوں کیطرح لمبے لمبے بال رکھنے اور کانوں میں بالی وغیرہ پہننے میں فخر محسوس کرتے ہیں، یہ ایک ایسی معاشرتی برائی ہے جسے اپنانے والے پر اللہ رب العالمین نے لعنت فرمائی ہے! امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں حکمِ شرع بیان کرتے ہوے فرماتے ہیں کہ مرد کو سر پر چوٹی رکھنا حرام ہے، رسول اعظم ﷺ فرماتے ہیں کہ۔۔ (لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال، والمتشبهين من الرجال بالنساء!) اللہ تعالی نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے کہ جو مردوں سے مشابہت (یعنی مردانہ وضع قطع) اختیار کریں، اور ان مردوں پر بھی لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں،، خصوصا کسی کے نام کے چوٹی کہ رسوم کفار ہنود سے

ھے یوہیں، دوڑی، بدھی، کلاوہ بھی محض جہالت وبے اصل ھے۔۔۔

(فتاویٰ رضویہ، کتاب العقائد والکلام،، مرد کے سر پر چوٹی رکھنا حرام ھے، ج ۱۸، ص ۱۰۰!)

غور وفکر کا مقام!

احباب اہلسنت وحامیانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت! اگر ہم نے امام اہلسنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تجاویز پر عمل کرتے ہوے، اسلامی نظامِ معیشت اپنایا ہوتا، تو آج ہمارے قومی خزانے خالی نہ ہوتے، ہمارے ملک وقوم کا وقار مجروح کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی، کوئی دین اسلام کے ماننے والوں کو دہشتگرد قرار نہ دیتا، کوئی ہماری مائیں بہنوں کے چہروں سے نقاب وحجاب نہ کھینچتا۔

لہذا!

اب بھی وقت ھے کہ ہم امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں،، کفار ومشرکین کے بجاے اسلامی ممالک سے تجارت کریں مسلم ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات میں بہتری لائیں، عالمی امور (Global Issues) پر تمام مسلم حکمران مشترکہ موقف اور پالیسی اختیار کریں، یہود ونصاریٰ سے موالات اور دوستی نہ کریں، ان کے ساتھ ضرورت سے زیادہ تعلقات قائم نہ کریں، ان کی صحبت وہمنشینی سے اجتناب کریں، خارجہ امور کے ساتھ ساتھ اپنے داخلی مسائل پر بھی توجہ دیں، بحیثیت مسلم شہری اپنے اندر پاے جانے والی معاشرتی برائیوں کو دور کریں، اصلاح معاشرہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں، تصوف وطریقت کے نام پر جاہل وگمراہ ڈبہ پیروں سے نجات حاصل کریں، باعمل اور حقیقی بزرگان دین کا ادب واحترام کریں، اپنے خانقاہی نظام کی اصلاح کریں، عقیدہ ختم نبوت ﷺ کی پاسداری کریں، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی عزت وناموس پر پہرہ دیں، اپنے عقائد، اعمال، افکار اور نظریات کی اصلاح کریں، اپنی بداعمالیوں کو دور کریں، اور امام اہلسنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہوے، معاشرے میں جنم لینے والی نت نیے برائیوں اور فتنوں کی بیخ کنی میں اپنا مثبت کردار ادا کریں! اور اس پرفتن دور جدید میں شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیمات وکتب ورسائل کو عام کریں، جو ہمارے لیے سرمایہ اہلسنت ھیں۔



تاجدارِ اہلسنت : قرآن وحدیث کی روشنی میں

(یوم وصال 14 : /محرم الحرام 1402ھ)

(حافظ) افتخار احمد قادری برکاتی

کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت، مغربی اتر پردیش

امام الفقہاء والمحدثین، مجدد ابن مجدد، ابو البرکات محی الدین جیلانی، تاجدارِ اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان قادری علیہ الرحمتہ الرضوان کی ذاتِ گرامی دورِ حاضر کے مسلمانوں کے لیے محتاج تعارف نہیں-شریعت وطریقت، علم وعمل، زہد وورع، خلوص وللہیت، تقوی وتقدس، تفقہ فی الدین اور اس طرح کے سینکڑوں کمالات اس دور میں جس ذات اقدس میں مجموعی طور پر پائے جاتے تھے وہ تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کی مقدس شخصیت تھی-وقت کا وہ عظیم المرتبت تاجدار جس کے دربارعالی کی گدا گری کرکے ہزاروں تاجدار بن گئے-جس کے کردار وعمل اور اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوکر لاکھوں گمشگان راہ منزل راہ ہدایت پر گامزن ہوکر منزل مقصود تک پہنچ گئے-جس کے فیض وکرم کے سمندر سے کروڑوں تشنگانِ فیوض وبرکات سیراب ہو گئے-جس کی نگاہ کرم سے بے شمار انسانوں کی اجڑی ہوئی زندگیاں سنور گئیں-جس کے فیوض وبرکات کی لازوال نعمت سے استفادہ صرف عوام الناس ہی نے نہیں کیا بلکہ با کمال نفوسِ قدسیہ نے بھی کیا اور جس کے مبلغ علم کا پھریرا کائنات میں لہرا رہا ہے-اسی ذاتِ گرامی کے ادنیٰ مدح سراؤں کی آخری صف میں جگہ مل جانا میں اپنے لئے باعثِ افتخار اور ذریعہ نجات سمجھتا ہوں-لہٰذا ذیل میں اسی عالی شان مرتبت ہستی کا تعارف اور عکس جمیل آیاتِ ربانی اور فرموداتِ محبوبِ سبحانی کی روشنی میں قارئین کے حوالے کررہا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

تاجدارِ اہلسنت قرآن مجید کی روشنی میں

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :

الا ان أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون.

(پارہ 11_رکوع 12)

ترجمہ : اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم.

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے :

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله.

(پارہ 04_رکوع 14)

ترجمہ : اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمابردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

ولایت کی متعدد منزلیں ہیں :

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے اور انسان اس کا دیدار کرتے ہی اللہ رب العزت کی یاد میں مشغول ہونے پر مجبور ہو جائے۔

متکلمین کہتے ہیں : ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی پر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا : ولایت نام ہے قرب الٰہی اور ہمیشہ اللہ رب العزت کے ساتھ مشغول رہنے کا حضرتِ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا : ولی وہ ہے جو متبع سنت ہو جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں ہوتا اور نہ کسی چیز کے فوت ہونے کا غم۔

ان علامات کی روشنی میں تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کی بلند شخصیت کو اگر آپ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ ولایت کی کس منزل پر فائز تھے۔ چہرہ اقدس پر نظر پڑتی تو بیساختہ دل یہی پکارتا کہ ہمیشہ خدا ہی کی یاد میں مشغول رہو۔ کوئی عقیدہ و عمل شریعتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف نظر نہیں آتا تھا۔ دنیا میں رہ کر اکثر وقت یادِ خدا ہی میں گزرتا تھا۔ اتباع سنت کی باری آتی تو مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سب پر پابندی سے یکساں عمل فرماتے۔ گفتار و کردار میں بال برابر بھی فرق نہ ہوتا۔ جو بات زبان پر ہوتی وہی عمل سے ثابت کر کے دکھاتے یہی وجہ تھی کہ آپ کے قلب میں نہ غیر اللہ کا کوئی خوف تھا اور نہ کسی چیز کا کوئی غم۔ اسی لیے کہا گیا ہے : ،،من كان لله كان الله له،، جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور مشہور مقولے کے مطابق ،،ولی را ولی می شناسد،، ولی کو ولی پہچانتا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کو مادر زاد ولی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کیونکہ آپ کے پیر و مرشد حضرت ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمتہ الرضوان نے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب کہ آپ کی عمر شریف چھ ماہ کی تھی کہ یہ بچہ ولی ہے۔ اس سے بڑی ولایت کی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے جبکہ ایسا عالی مرتبت ولی چھ ماہ کی عمر میں ولی فرمائے اور بیعت کے بعد خلافت سے بھی نوازے یہ ہے۔

پیر و مرشد کی نگاہ میں سرکارِ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کا مقام

ان أوليائه الا المتقون.

(پارہ 09_رکوع 17)

ترجمہ : اس کے دوست تو پرہیزگار ہی ہیں۔

الذين امنوا وكانوا يتقون.

(پارہ 12_رکوع 12)

ترجمہ : یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

یعنی جن کا ایمان اللہ رب العزت کی توحید اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن مجید کی حقانیت پر اتنا مستحکم ہوتا ہے کہ ابلیسی وسوسہ اندازی اور کوئی مصیبت انہیں متزلزل نہیں کرسکتی اور ان کا ظاہر و باطن تقویٰ کے نور سے منور ہوتا ہے غرضیکہ تمام

اخلاق زمینہ سے وہ پاک ہوتے ہیں- یہی تقویٰ کا وہ بلند مقام ہے کہ جہاں انسان پہنچتا ہے تو اسے خلعتِ ولایت سے مشرف کیا جاتا ہے اور اس پیکرِ عجز و نیاز کو وہ بلندی عطا کی جاتی ہے جسے دنیا رشک بھری نظروں سے دیکھتی ہے- اگر کوئی ان کے ایمان و اتقا کا جائزہ لے تو تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان آسمان ولایت کے آفتاب و ماہتاب نظر آئیں گے- ایسا مومن کامل جس کے نور ایمان سے سیکڑوں صاحب ایمان ہوگئے اور ایسا متقی و پرہیزگار جس کا کسی نے مستحب بھی چھوٹتے ہوئے نہ دیکھا- جبکہ ہم تھوڑی سی تکلیف سے متاثر ہو کر رخصت پر عمل کرتے ہیں لیکن حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان نے اس مقام پر بھی عزیمت پر عمل کیا۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ان اللہ عزیز غفور۔

(پارہ 22_رکوع 16)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بیشک اللہ بخشنے والا عزت والا ہے

یعنی وہی لوگ پروردگارِ عالم سے خوف رکھتے ہیں جو اس کی ذات وصفات اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں- جتنا علم زیادہ ہوگا اتنا ہی خوف زیادہ ہوگا-

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: مراد یہ ہے کہ مخلوق میں اللہ رب العزت کا خوف اس میں ہے جو اللہ رب العزت کے جبروت اور اس کی عزت وشان سے باخبر ہے، بخاری ومسلم کی حدیث پاک میں ہے: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت کی قسم! میں اللہ رب العزت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ خوف رکھنے والا- ظاہر ہے کہ انسان کو اللہ رب العزت کے قہر وغضب سے واقفیت نہیں ہوگی تو اس کے قلب میں خوف خدا کس طرح جاگزیں ہوگا اور جب خوف نہیں ہوگا تو صحیح معنیٰ میں اطاعت و بندگی بھی نہیں کرسکے گا- تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کی حیاتِ طیبہ اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ آپ کا قلب خشیت ربانی سے کس قدر معمور ومنور تھا کہ آپ نے کبھی مرضیٔ مولیٰ کے خلاف قدم نہیں اٹھایا- فرائض خداوندِ قدوس کا اس قدر خیال کہ ضعف ونقاہت کے عام میں بھی نماز نہیں چھوڑی- متعدد واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ نے نماز کی خاطر ترین تک چھوڑ دی اور پھر نماز کے اندر اتنا خشوع وخضوع نظر آتا کہ گویا دنیا ومافیہا سے بے خبر ہیں نماز کا ہر رکن صحیح معنیٰ میں اپنے مقام پر ادا فرماتے تھے- یہ سب خوف خدا کے دلائل ہیں ورنہ جس کے قلب میں خوف خدا نہ ہو وہ ان صفات کا حامل نہیں ہوسکتا۔

ولا یخافون لومۃ لائم۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔

(پارہ 06 رکوع 11)

ترجمہ: اور وہ کسی ملامت کا اندیشہ نہیں کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

یہ آیتِ مبارکہ کا ایک ٹکڑا ہے اس سے پہلے پانچ اوصافِ حمیدہ ہیں- اسی آیت میں پروردگارِ عالم نے اپنے خاص بندوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں- * اللہ کے پیارے * اللہ ان کا پیارا * مسلمانوں پر نرم * کافروں پر سخت * اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا- چھٹا اور آخری وصف اللہ رب العزت نے بیان فرمایا کہ ان کو کسی کی مخالفت اور ملامت کا کوئی خوف نہیں ہوگا- اگرچہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند

علیہ الرحمتہ الرضوان کی ذات مقدسہ ان تمام اوصاف کی حامل تھی لیکن آخری وصف آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھا یعنی حق بات کہنے میں آپ کو کسی کی مخالفت وملامت کا کوئی خوف نہیں ہوتا تھا-ہزاروں اور لاکھوں کے مجمع میں بھی اسٹیج پر کسی مقرر سے کوئی لغزش ہوتی تو فوراً اس کی اصلاح فرماتے اور قابل توبہ لغزش پر توبہ کراتے-حق گوئی و بیباکی کی ایسی مثال قائم فرمائی جس کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا-جس وقت نسبندی کی تحریک چل رہی تھی اور ہر چہار جانب سے یا تو جواز کے فتوے تھے یا خموشی وسکوت کا عالم طاری تھا کسی کی مجال نہیں تھی کہ لب کشائی کرتا-کسی کو اپنی جان کا خوف تھا کسی کو اپنی عزت وآبرو کا-اس وقت یہی ایک مرد مجاہد تھا جو سر سے کفن باندھ کر میدانِ جہاد کے اندر کود اا اور اپنی جان ومال کا خیال کیے بغیر حرمت کا فتویٰ دے کر یہ ثابت کر دیا کہ اگر یزیدیت آج بھی جنم لے سکتی ہے اور شریعتِ مطہرہ کے کسی مسئلہ پر آنچ آسکتی ہے تو اس کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے آج بھی حسینی کردار ادا کرنے والے موجود ہیں-انہیں کسی کی مخالفت و ملامت کا خوف نہیں ہوتا اور یہ اپنی قلت اور دوسروں کی اکثریت کی کبھی پروا نہیں کرتے-اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے اس کام کے لیے اس دور میں تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کو منتخب فرمایا ورنہ کون تھا جو اس پر آشوب دور میں ایسی استقامت کا ثبوت دیتا اور اپنی ثابت قدمی سے اہل ایمان کے خرمن ایمان کو برباد ہونے سے بچاتا اسی لیے اللہ رب العزت ارشاد فرمایا: اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

تاجدار اہلسنت احادیث کی روشنی میں:

*عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من يرد الله به خير يفقهه في الدين وانما انا قاسم والله يعطى.

(مشکوۃ شریف جلد اول)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: خدائے تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کا فقیہہ بنا دیتا ہے اور خدا دیتا ہے اور میں مصطفےٰ تقسیم کرتا ہوں-یعنی اسے دینی علم، دینی سمجھ عطا فرماتا ہے فقہ ظاہری شریعت ہے جو علماء کا منصب ہے اور فقہ باطنی طریقت وحقیقت ہے جو صوفیائے عظام کا مقام ہے-

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کی شخصیت بایں معنیٰ مجمع البحرین تھی-وقت کا وہ تاجدار جس کے علم وفن کے سامنے بڑے بڑے منطقی وفلسفی زانوئے ادب طے کریں-جس کے سامنے بڑے بڑے محدث ومفسر اپنی حدیث دانی اور قرآن فہمی کو ہیچ سمجھیں جس کے فضل وکمال کا لوہا اپنے ہی نہیں غیر بھی تسلیم کریں اور تفقہ فی الدین کا ایسا بادشاہ جو بلا واسطہ امام اہلسنت حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ الرضوان سے اکتسابِ فیض کرے اور مسندِ افتا کا وہ شہنشاہ جس کے بارے میں صدر الافاضل حضرتِ علامہ سید شاہ نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی علیہ الرحمتہ الرضوان یہ فرمائیں کہ اگر کوئی اس وقت مفتی اعظم ہند ہے تو وہ آپ کی ذاتِ گرامی ہے-اور پھر ظاہری علوم وفنون کے اقصیٰ منازل ہی طے نہیں فرمائے بلکہ باطنی علوم کی وہی دولت جو چھ ماہ کی عمر میں مل گئی تھی اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے غرضیکہ بارگاہِ نوری سے آپ کو سب کچھ عطا فرما دیا گیا تھا اسی بارگاہِ نوری سے نور لے کر اس طرح عالم کو منور و مجلی

فرمایا کہ ایک زمانے تک عالم اسی نور سے جگمگا تا رہے گا اور اہل عالم کے کروڑوں افراد کے لیے وہ ضیا پاش کرنیں مینارہ نور و ہدایت ثابت ہوتی رہیں گی اس امت کی ایسی بلند شخصیتوں کے لیے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا: حکماء، علماء، اتقیاء، ابرار کانھم من اتفقه انبیاء یرضون من اللہ بایسر من الرزق ویرضی اللہ منھم بایسر من العمل، وہ علم وحکمت کی کانیں ہوں گے، تقویٰ و پرہیزگاری میں قابل تقلید نمونہ ہوں گے، تفقہ فی الدین اور شرعی اسرار و رموز جزئیات وقواعد واصول و احکام کی معرفت کے لحاظ سے انبیاء کی مانند ہوں گے، وہ اللہ رب العزت پر تھوڑے سے رزق کے باوجود راضی وشاکر ہوں گے اور اللہ رب العزت ان سے تھوڑے عمل کے باوجود راضی ہوگا یعنی محض فرائض و واجبات اور سنن کی ادائیگی پر راضی ہوگا - اگر انصاف کی نگاہ سے تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کے شب و روز کا آپ مطالعہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی ذاتِ اقدس ان تمام کمالات و فضائل کی حامل تھی اور یہ سب کچھ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دین تھی جیسا کہ حدیث پاک کے الفاظ سے ظاہر ہے اور خود بھی اس بات کا پورے طور پر اعتراف رکھتے تھے کہ مجھے یا کسی کو بھی جو کچھ ملتا ہے وہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا ہے آپ فرماتے ہیں:

کھاتے ہیں تیرے در کا پیتے ہیں تیرے در کا
پانی ہے تیرا پانی دانہ ہے تیرا دانہ

عن سفیان ان عمر بن الخطاب قال لکعب من ارباب العلم قال الذین یعملون بما یعلمون قال فما اخرج العلم من قلوب العلماء قال الطمع.

(مشکوۃ شریف جلد اول)

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا: اہل علم کون ہیں؟ انہوں نے کہا: جو اپنے علم کے مطابق عمل کریں پھر آپ نے پوچھا عالموں کے دلوں سے کون سی چیز علم کو نکال لیتی ہے تو انہوں نے جواب دیا: لالچ۔

علم کے انوار و تجلیات سے اگر کسی کا قلب روشن ہے تو وہ عالم باعمل ہی ہے - بے عمل عالم کا مقام اسلام کے اندر کچھ نہیں وہ حیوانوں کی طرح ہے جیسا کہ قرآن مجید کا فرمان ہے: کہ وہ گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں - اور جب کوئی شخص دنیاوی طمع و لالچ میں گرفتار ہو جاتا ہے تو وہ صحیح معنیٰ میں نہ خدمتِ دین کر پاتا ہے اور نہ اس کے اندر حق گوئی اور بیباکی رہتی ہے - تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کی ذاتِ گرامی بے عملی اور دنیاوی طمع و لالچ سے کس قدر پاک وصاف تھی - آپ کی حیاتِ طیبہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ نے کبھی بھی اپنے علم کے خلاف قدم نہیں اٹھایا جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ اکثر اوقات آپ نے رخصت پر بھی عمل نہیں فرمایا بلکہ عزیمت پر ہی عمل فرمایا کرتے تھے اور دنیاوی طمع و لالچ سے آپ کا دامن کس قدر پاک وصاف تھا سیکڑوں واقعات آج بھی اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ اگر کوئی آپ کی خدمت میں نذر پیش بھی کرتا تھا تو بہت مشکل سے قبول فرماتے تھے خاص طور سے ان مواقع پر جہاں زیادہ رقم لوگ پیش کرتے تو اس کو آپ قبول ہی نہیں فرماتے تھے اگر زیادہ اصرار بھی کیا گیا تو صرف ایک روپیہ قبول فرمالیا باقی

واپس فرمادیے- جیسا کہ الہ آباد میں ایک صاحب نے آپ کو گیارہ سو روپے پیش کئے تو آپ نے صرف ایک روپیہ ہی قبول فرمایا-
(حیاتِ مفتی اعظم ہند)

اور اس طرح کے بہت سے واقعات موجود ہیں- یہ ہے تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کا دنیاوی دولت سے استغنا- اسی لیے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کا قلب علم کے انوار و تجلیات سے معمور تھا-

*قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان العلماء ورثۃ الأنبیاء وان الأنبیاء لم تو ار ثوا دینار اولا درھما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر.

(مشکوۃ شریف، جلد اول)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: علماء نبیوں کے وارث ہیں پیغمبروں نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہ بنایا انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اس نے پورا حصہ لیا-

جب انبیاء کرام علیہم السلام نے علما کرام کو اپنا وارث بنایا تو مورث جب اتنے اعلیٰ ہیں تو وارث بھی اعلیٰ درجے پر ہی فائز ہوں گے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے افضل- تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے علماء بھی انبیاء سابقین کی امتوں کے علماء سے افضل ہوئے- اسی لیے دوسری حدیث پاک میں سرکار نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے کہ دوسری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں یعنی جس طرح ان انبیاء کرام نے اپنی امتوں کو تبلیغ فرمائی انہیں حلال و حرام، فرض و واجب کی تعلیم فرمائی، نیکی و بدی اور معروف و منکر کی وضاحت فرمائی ان کا تزکیہ نفس اور تنقیہ قلب فرمایا اور دنیوی و اخروی فلاح و بہبود کی طرف رہنمائی فرماتے رہے اسی طرح میری امت کے علماء یہ کام انجام دیتے رہیں گے اب قیامت تک کسی نبی و رسول کی ضرورت محسوس نہیں کی جائے گی- تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ایسا ہی ہوا آج چودہ سو سال گزر جانے باوجود شجر اسلام سرسبز و شاداب نظر آرہا ہے- یہ علما کرام کی تبلیغ و تعلیم ہی کا نتیجہ ہے اور ان حضرات کی سعی مشکور ہی کا پھل ہے کہ ہم اور آپ صاحب ایمان نظر آرہے ہیں ورنہ اگلی امتوں کی طرح اس کو بھی نیست و نابود ہو جانا چاہیے تھا-

انہیں مقدس ہستیوں میں تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کی ذاتِ گرامی بھی ہے- آپ نے کس طرح دین کی پاسبانی فرمائی اور دین اسلام کے فروغ و استحکام کے لیے کتنی جانفشانی سے کام لیا- آپ ضعیفی کے عالم میں بھی پورے ملک کا دورہ فرماتے رہے لیکن کبھی اس خدمتِ دین سے نہ تھکے- اس دور میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو جانا ہی اس بات کی ضمانت تھی کہ اب وہ صحیح معنیٰ میں سنی ہی رہے گا اور کبھی بدمذہبیت اختیار نہیں کرے گا- لاکھوں افراد آپ کی بدولت سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہو گئے وہ بہت کم حضرات ہیں جنہوں نے تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کا دیدار کیا ہو اور بیعت نہ کی ہو بلکہ ہزاروں کی تعداد ان حضرات کی ہے جنہوں نے بغیر دیدار کے بیعت اختیار کر لی- بیعت کا سلسلہ آخری ایام تک جاری رہا یہاں تک کہ وصال کی آخری راتوں میں خود حاضر رہنے والے حضرات نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ جس طرح رومال یا چادر کے ذریعے تاجدار اہلسنت

لوگوں کو بیعت فرماتے تھے اسی طرح داہنا ہاتھ اوپر اور بایاں ہاتھ نیچے ہے اور وہی کلمات ادا فرمارہے ہیں جو بیعت کرتے وقت فرماتے تھے لیکن ظاہر میں کوئی شخص وہاں موجود نہیں ہے اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ آپ کے مریدین اور سلسلہ سے وابستہ ہونے والے حضرات صرف انسان ہی نہیں بلکہ جنات کی بھی کثیر تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہے- یہ ہے تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ الرضوان کی مقبولیت خاص وعام جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ اللہ رب العزت کے نزدیک بھی مقبول ترین نفوسِ قدسیہ میں شامل تھے- کیونکہ انسان عوام وخواص کے درمیان جبھی مقبول ہوتا ہے جب بارگاہِ خداوند قدوس میں اس کو مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے-

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں : جب اللہ رب العزت اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل (علیہ السلام) کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے اے جبریل! میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر پس جبریل (علیہ السلام) بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان میں منادی کراتے ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو- تو سب اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت کا چرچا ہو جاتا ہے اور وہ مقبولِ خاص وعام ہو جاتا ہے-

ایک دوسری حدیث پاک میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :،،طائفة من امتی لیسوا انبیاء یغبطهم الانبیاء،، میری امت کا ایک گروہ ایسا ہے جو نبی تو نہیں ہے لیکن انبیاء علیہم السلام اس پر رشک کریں گے-

ظاہر ہے کہ تاجدارِ اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان جیسی بلند پایہ ہستیاں جب میدانِ قیامت میں اپنے مریدین مرشدین کے ساتھ جلوہ فرما ہوں گے تو کئی کئی نبیوں کی امتوں کا مجموعہ بھی ان کی تعداد کی برابری نہ کرسکے گا- یہ ہیں امام الفقہاء والمحدثین آفتابِ شریعت ماہتاب طریقت تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کے محاسن وفضائل قرآن وحدیث کی روشنی میں خداوند قدوس ہم سب کو آپ کی سیرتِ مقدسہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور صحیح معنوں میں آپ کے نقشِ قدم پر چلائے-

مختصر سوانح تاجدارِ اہلسنت :

تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی ولادتِ باسعادت 23 / ذی الحجہ 1310ھ مطابق 1892ء کو محلہ خواجہ قطب بریلی شریف میں ہوئی جو آپ کے چچا استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کی رہائش گاہ تھی- سنہ عیسوی کے اعتبار سے آپ کا تاریخی نام،،محمد،، ہے- سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان نے مارہرہ مطہرہ میں ولادت سے ایک روز قبل خواب میں دیکھ کر ہی آپ کا نام،،آل رحمن،، رکھا دوسرے دن حضرت سراج السالکین مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمتہ والرضوان نے ولادت باسعادت کی خوش خبری سنائی اور ابوالبرکات محی الدین جیلانی نام رکھا اور فرمایا: مولانا جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچے کو ضرور دیکھوں گا وہ بچہ بہت مبارک ہے،، تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ والرضوان کی تعلیم حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کی زیرِ نگرانی شروع ہوئی اور آپ کے

برادر اکبر حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان قادری علیہ الرحمتہ والرضوان آپ کے مخصوص اساتذہ کرام میں سے ہیں- امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کی حیاتِ طیبہ ہی میں آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں مسندِ تدریس پر رونق افروز ہوئے اور ساتھ ہی فتویٰ نویسی کا کام بھی جاری رکھا- کثرتِ فتویٰ کے باعث تدریس کو چھوڑ کر مکمل فتویٰ نویسی اختیار فرمائی جو پوری عمر جاری رہا-

آخری ایام میں اگر چہ یہ کام آپ اپنے دست مبارک سے نہیں فرماتے لیکن فتویٰ سننے اور اپنی مہر تصدیق ثبت فرمانے کا کام جاری رہا آج بھی ہزاروں فتاوے صفحہ قرطاس پر موجود ہیں جس کی دو جلدیں پہلے بنام فتاویٰ مصطفویہ کے نام سے منظر عام پر آئیں پھر اس کے بعد فتویٰ مفتی اعظم ہند سات جلدوں میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئیں- آپ کی تصانیف میں الموت الاحمر علی کل الخس اکفر، ادخال السنان، القول العجیب، تنویر الحجه، وقعان السنان، وہابی کی تقیہ بازی، وغیرہ ہیں-

چھ ماہ کی عمر میں حضرت مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں علیہ الرحمتہ والرضوان بریلی شریف تشریف لائے اور آپ کو دیکھ کر امام احمد رضا خان قادری سے ارشاد فرمایا: مولانا! مبارک ہو یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت انجام دے گا مخلوقِ خدا کو اس سے بہت فیض پہنچے گا یہ بچہ ولی ہے- اس کے بعد آپ کے دہن مبارک میں انگشتِ مبارک رکھی اور اسی وقت مرید کر کے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی-

آپ کا وصالِ مبارک 14/ محرم الحرام 1402ھ مطابق 12/ نومبر 1981ء بروز جمعرات شب میں 01/ بجکر 40/ منٹ پر واصل بحق ہو گئے- 15/ محرم الحرام بعد نمازِ جمعہ نمازِ جنازہ وسیع وعریض میدان میں لاکھوں حضرات نے ادا فرمائی جس میں ہندو بیرونِ ہند کے لوگوں نے شرکت کی آپ کو سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا-

(سوانح حضور مفتی اعظم ہند)

از: (حافظ) افتخار احمد قادری برکاتی
کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت، مغربی اتر پردیش



نوٹ :

مجلس ادارہ تحقیقات کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ ماہنامہ کو ہر طرح کی خامیوں سے پاک صاف رکھا جائے پھر بھی بتقاضائے بشریت کہیں کوئی کمی وبیشی نظر آئے تو آپ اپنی خوش دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ادارہ کو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

مدیر اعلیٰ : ماہنامہ تاج الشریعہ راج محل

عبید رضا محمد ربیع الاسلام عاشقی رضوی راج محلی

ناظم اعلی:

حضرت علامہ مولانا برکت رضا مصباحی راج محلی

موبائل نمبر 7782972091 : // 6297394527

لیٹ ہونے کے لئے معذرت چاہتا ہوں میری کچھ مجبوری تھی امید ہے کہ آپ سب اپنا چھوٹا بھائی سمجھ کر معاف کردینگے

العارض شارق رضا رضوی فردوسی بھاگلپوری تین پہاڑ